قانون وانصاف کمیشن

قانون فہمی

(جلد ہفتم)

قانون وانصاف کمیشن، حکومت پاکستان

سپریم کورٹ بلڈنگ

اسلام آباد

فون نمبر 051-9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

ویب سائٹ: www.ljcp.gov.pk

فہرست موضوعات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	پیش لفظ	5
2	فوجداری مقدمات کی منتقلی	7
3	حبس بے جا اور اسکی سزا	10
4	مزاحمت بے جا اور اسکی سزا	12
5	منصفِ امن بربنائے عہدہ کے اختیارات عدالت عالیہ لاہور کے فیصلے کے تناظر میں	13
6	غیر قانونی بے دخلی کا قانون مجریہ ۲۰۰۵ء	20
7	پنجاب میں صارف کے تحفظ کا قانون	23
8	شہریوں کا محکموں کے ریکارڈ تک حقِ رسائی	26
9	انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا طریقہ کار	29
10	دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ	33
11	حکومتی مقدمات	35
12	اصول امر مانع	37
13	فراڈ، دھوکہ دہی کی بنیاد پر حاصل کی گئی ڈگری یا عدالتی حکم	38
14	متروکہ جائیداد اور اس کا انتظام	40
15	ووٹ کے اندراج کے ضمن میں ڈسپلے سنٹر انفارمیشن افسر کے فرائض	43
16	صوبہ خیبر پختونخوا میں استغاثہ کی پیروی کے لیے ادارے کا قیام اور اس کے فرائض و اختیارات	45
17	دھماکہ خیز مواد کا قانون مجریہ ۱۹۰۸ء	47
18	دیوانی مقدمے کا پہلی سماعت پر فیصلہ	49
19	قانون برائے تعمیل و اجراء حکم نامہ جات اندرونِ ملک و بیرونِ ملک	51
20	حقوق تصنیف و تالیف کا قانون	53
21	معاہدہ بیع مال کی خلاف ورزی کے لئے دعویٰ	56

22	قیمت کی عدم ادائیگی کی صورت میں بائع کے حقوق	58
23	پیشہ ورانہ اور فنی تعلیمی کمیشن	61
24	شراب نوشی اور اس کی سزا	64
25	سِکھوں کی جائز شادی کے متعلق قانون	68
26	غیر ملکی اشخاص کی پاکستان میں آمد، موجودگی اور روانگی کا قانون	69
27	کوڑھ کے مریضوں کو ممنوعہ تجارت میں روزگار فراہم کرنے کی ممانعت اور اس کی سزا	71
28	واقعات جن کا ثابت کرنا ضروری نہیں	73
29	جانوروں کے ذبح کرنے کا قانون	75
30	وفاقی پبلک سروس کمیشن	77
31	سیاحتی رہبر (گائیڈ) کا قانون ۱۹۷۶ء	80
32	خیبر پختونخوا ایتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء	83
33	پنجاب میں کرایہ پر دی ہوئی تعمیرات کا قانون مجریہ ۲۰۰۹ء	86
34	ملازم پیشہ خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ فراہم کرنے کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ء	92
35	عائلی عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کا طریقہ کار	97
36	پاکستان اسلحہ آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت اسلحہ لائسنس کے متعلق قواعد اور ایسے لائسنس کی منسوخی اور معطلی کا طریقہ کار	102
37	پنجاب صحت کی دیکھ بھال سے متعلق ہیلتھ کمیشن کا قانون	105
38	ریڈیو بیس اسٹیشن انٹینا سے صحت پر مرتب ہونے والے مضر اثرات سے تحفظ کا ضابطہ ۲۰۰۸ء	109
39	انٹرمیڈیٹ اور ثانوی تعلیم کے امتحانات میں بے قاعدگی کی سزا	112
40	اٹھارویں آئینی ترامیم میں وضع کیئے گئے بنیادی حقوق	115
41	امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے پولیس کے احکامات جاری کرنے کے اختیارات	117
42	خیبر پختونخوا بچوں کی حفاظت اور بہبود کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ء	119
43	قانون میعاد کے تحت تسلیم شدہ قانونی معذوری کی بنیاد پر رعایت	126
44	پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کے تحت عوام سے متعلق پولیس کی ذمہ داریاں اور فرائض	127

45	بلوچستان میں یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء	130
46	قانون حق آسائش اسکی مختلف قسمیں اور انقطاع	132
47	منی لانڈرنگ (کالے دھن کو سفید کرنے) کے تدارک کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ء	134
48	اپیل کے فیصلے میں تاخیر کی صورت میں سزایاب مجرم کو حاصل مراعات	138
49	آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ کا قانون	140
50	انسانی اعضاء کی پیوندکاری کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ء	143
51	کاروبار بذریعہ برقی مواصلات کا قانون مجریہ ۲۰۰۲ء	147
52	سڑک پر حادثے کی صورت میں ڈرائیور کی ذمہ داری اور روگردانی کی صورت میں سزا	153
53	پنجاب میں غیر منقولہ جائیداد پر لاگو ٹیکس کی تشخیص، وصولی اور نادہندگان کے خلاف کاروائی کا طریقہ کار	155
54	پنجاب خوراک کی اتھارٹی کے قانون مجریہ ۲۰۱۱ء کے تحت خوراک میں ملاوٹ سے متعلق جرائم اور سزائیں	159
55	مجموعہ تعزیرات پاکستان میں دی گئی عام استثنائی صورتیں جن میں سزا لاگو نہیں ہوتی	162
56	قانون اسلحہ مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت اسلحہ کی نقل وحمل، بلا لائسنس اسلحہ رکھنے پر پابندی اور قانون کی خلاف ورزی پر سزائیں	167
57	انسداد دہشت گردی کے قانون کے تحت فرقہ وارانہ دہشت گردی اور کالعدم تنظیموں کے خلاف کاروائی کا طریقہ کار	172
58	صوبائی موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت عائد پابندیاں، مختلف جرائم اور ان کی سزا	176
59	ڈینگی بخار کی روک تھام اور بچاؤ کیلئے پنجاب حکومت کی جانب سے لاگو کردہ قواعد وضوابط مجریہ ۲۰۱۱ء	179
60	نشے کے عادی افراد کے علاج کے لئے مراکز قائم کرنے کے قواعد مجریہ ۲۰۰۱ء	183
61	جوا کھیلنے اور جوئے کے اڈے چلانے کی ممانعت اور خلاف ورزی کی سزا	187
62	قانون فہمی سے متعلق شائع شدہ موضوعات کی فہرست (Annexure-I)	191
63	شائع شدہ رپورٹوں کی فہرست (Annexure-II)	217

پیش لفظ

قانون وانصاف کمیشن پاکستان(Law & Justice Commission of Pakistan)ایک آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت اپنے قیام کے بعد اپنے فرائض منصبی کے مطابق نہ صرف رائج الوقت قوانین میں اصلاح کرنے اور انھیں بدلتے حالات سے ہم آہنگ کرنے اور عدالتی نظام میں بہتری لانے کے لیے سرگرم عمل ہے بلکہ ان قوانین کو عوامی آگاہی کے لیے عام فہم بنانے کے لیے بھی کوشاں ہے۔ اس سلسلے میں کمیشن بعض دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ کئی ملکی قوانین وضوابط کا جائزہ لینے کے بعد ضروری ترامیم وتجاویز پر مشتمل ۱۳۰ رپورٹیں برائے منظوری ونفاذ حکومت کو پیش کر چکا ہے، جن میں سے بعض کا نفاذ ہو چکا ہے۔ شائع شدہ رپورٹوں کی فہرست اس کتابچے کے آخر میں دستیاب ہے۔

اسی طرح ملکی قوانین سے متعلق شعور پیدا کرنے اور عوام کو انکے قانونی حقوق ومراعات اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لیے سیکرٹریٹ قانون وانصاف کمیشن نے ملکی قوانین کو عام فہم بنانے کیلئے معلومات رسانی کا ایک منصوبہ شروع کیا ہے جس کے تحت بعض اہم قوانین وضوابط کا اردو ترجمہ کیا جاتا ہے اور عوامی دلچسپی کے مسائل پر مفصل رپورٹیں تیار کر کے شائع کی جاتی ہیں۔ اس ضمن میں اب تک جتنا مواد تیار ہوا ہے وہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور کمیشن کی ویب سائٹ (www.ljcp.gov.pk) پر بھی دستیاب ہے۔ ۳۳۴ موضوعات پر مشتمل مواد پہلے ہی کتابچوں کی شکل میں چھ جلدوں میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اب اس سلسلے کا مزید مواد اس کتابچے میں جلد ہفتم کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ ان مواد سے متعلق کسی بھی وضاحت مزید معلومات یا مشورے کیلئے سیکرٹریٹ کی طرف سے دیئے ہوئے فون نمبر، خط، فیکس یا ای میل کے ذریعے یا ذاتی طور پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

قانون وانصاف کمیشن قانونی اور عدالتی اصلاح سے متعلق مسائل پر تحقیق اور آگاہیِ عوام سے متعلق تجاویز اور مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

راجہ اخلاق حسین

سیکرٹری

قانون وانصاف کمیشن پاکستان، اسلام آباد

۷ جولائی ۲۰۱۴ء

پیش لفظ

[illegible] (Law & Justice Commission of Pakistan) [illegible]

[illegible]

[illegible] (www.ljcp.gov.pk) [illegible]

[illegible]

[illegible]

فوجداری مقدمات کی منتقلی

از روئے قانون فوجداری مقدمات ان مجاز فوجداری عدالتوں میں دائر ہوتے ہیں جنکی حدود اختیار سماعت میں جرم سرزد ہوا ہو۔ تاہم بعض صورتوں میں حصول انصاف یا کسی فریق کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے یا فریقین یا گواہان کی سہولت کیلئے عدالت عالیہ اور اسی طرح صوبائی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مطلوبہ شرائط پوری ہونے کی صورت میں فوجداری مقدمہ کسی اور عدالت کو منتقل کرنے کے احکامات صادر کرے۔

عدالت عالیہ کا اختیار منتقلی:۔

جب کوئی شخص کسی فوجداری عدالت سے اپنا مقدمہ تبدیل کرانا چاہتا ہو تو وہ اس عدالت میں درخواست دائر کرے گا کہ وہ مقدمہ تبدیل کروانا چاہتا ہے۔ اسکے بعد عدالت عالیہ میں درخواست مع بیان حلفی اور منتقلی مقدمہ کی وجوہات دے گا۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۲۶ کی رو سے عدالت عالیہ حسب ذیل صورتوں میں کوئی فوجداری مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل کرسکتی ہے یا خود اسکی سماعت کرسکتی ہے۔

(ا) جب اس کو باور کرایا جائے کہ

(الف) کسی ماتحت فوجداری عدالت میں اسکی صحیح اور غیر جانبدارانہ طریقے سے تحقیقات یا سماعت نہیں ہو سکتی یا؛

(ب) کوئی غیر معمولی قانونی پیچیدگی پیدا ہونے کا امکان ہے یا؛

(ج) جہاں پر یا جس جگہ کے قریب کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہو، اسکی بابت تسلی بخش تحقیقات یا سماعت کیلئے یا اس جگہ کے معائنے کیلئے ایسا درکار ہو یا؛

(د) دفعہ ہذا کے تحت کوئی حکم فریقین یا گواہوں کی عمومی سہولت کا باعث ہو یا؛

(ر) ایسا حکم انصاف کے تقاضوں کیلئے ضروری ہو یا ضابطہ فوجداری کی کسی قانونی شق کا تقاضا ہو تو وہ حکم دے سکتی ہے کہ؛

(i) کسی جرم کی تحقیقات یا سماعت کوئی ایسی عدالت کرے جس کو دفعات ۱۷۷ تا ۱۸۴ ضابطہ فوجداری کے تحت اختیارات حاصل نہ ہوں لیکن بصورت دیگر ایسے جرم کی تحقیقات اور سماعت کرنے کی اہل ہو۔

(ii) کوئی خاص مقدمہ یا اپیل وغیرہ کو کسی ماتحت فوجداری عدالت سے کسی دیگر مساوی یا اعلیٰ اختیارات کی حامل عدالت کو منتقل کیا جائے۔

(iii) کوئی خاص مقدمہ یا اپیل برائے سماعت اس کے پاس منتقل کی جائے۔

(iv) کسی ملزم شخص کو اسکے روبرو یا کسی عدالت سیشن میں سماعت کیلئے بھیجا جائے۔

(۲) اگر عدالت عالیہ کسی عدالت سے کوئی مقدمہ سماعت کیلئے اپنے پاس منتقل کر لے تو وہ اسکی سماعت کیلئے وہی طریقہ کار عمل میں لائے گی جو مقدمہ منتقل نہ ہونے کی صورت میں ماتحت عدالت عمل میں لاتی۔

(۳) عدالت عالیہ کسی ماتحت عدالت کی رپورٹ پر یا کسی متعلقہ فریق کی درخواست پر یا ازخود کاروائی عمل میں لاسکتی ہے۔

(۴) اس دفعہ کے تحت حاصل اختیارات کو عمل میں لانے کیلئے دی گئی ہر ایسی درخواست بذریعہ تحریک (Motion) دی جائے گی جسکی تائید سوائے اسکے کہ درخواست دھندہ ایڈوکیٹ جنرل ہو، بیان حلفی یا اقرار صالح سے کی جائے گی۔

(۵) دفعہ ہذا کے تحت درخواست دینے والے ملزم کو عدالت عالیہ یہ ہدایت کرنے کی مجاز ہوگی کہ وہ ایک مچلکہ مع یا بلا ضمانت ان شرائط کا داخل کرے کہ اگر اسے حکم دیا جائے تو وہ اتنی رقم ادا کرے گا جو کہ عدالت عالیہ زیر دفعہ ہذا معاوضہ کے طور پر اس شخص کو ادا کرے جو درخواست کی مخالفت کر رہا ہو۔

(۶) ایسی درخواست دینے والا ہر ملزم شخص سرکاری وکیل کو درخواست کے متعلق مع ان موجبات کے جن پر یہ دی گئی ہو، تحریری نوٹس دے گا اور درخواست کے استحقاق کے متعلق اس وقت تک کوئی حکم نہ دیا جائے گا جب تک کہ ایسے نوٹس دینے اور درخواست کی سماعت کے درمیان کم از کم ۲۴ گھنٹے نہ گزر رہے ہوں۔

(۶ الف) دفعہ ہذا کے تحت تفویض شدہ اختیار کو روبہ عمل لانے سے متعلق درخواست خارج کرنے کی صورت میں اگر عدالت عالیہ کی رائے ہو کہ درخواست فضول اور ایذا رساں تھی تو وہ درخواست گزار کو حکم دے سکتی ہے کہ معاوضہ کے طور پر اس شخص کو جس نے درخواست کی مخالفت کی اتنی رقم جو وہ حالات مقدمہ میں مناسب سمجھے، ادا کرے تاہم ایسی رقم پانچ سو روپے سے زائد نہیں ہوگی۔

(۷) باب ۸ کے تحت کسی تحقیقات یا مقدمہ کی سماعت کے دوران اگر کوئی فریق کسی مرحلے پر عدالت کو مطلع کر دے کہ وہ دفعہ ہذا کے تحت درخواست دینا چاہتا ہے تو یہ امر اس بات کا متقاضی نہیں ہوگا کہ عدالت مقدمے کو ملتوی کر دے البتہ عدالت اپنا آخری فیصلہ یا حکم اس وقت تک نہیں سنائے گی جب تک کہ عدالت عالیہ سے اس درخواست کا آخری فیصلہ نہ ہو جائے اور اگر عدالت عالیہ اس درخواست کو منظور کر لے تو وہ کاروائیاں جو عدالت ماتحت نے اطلاع ملنے کے بعد کی تھیں ملزم کی مرضی کے مطابق از سر نو کی جائیں گی۔

(۸) قبل اس کے کہ کسی اپیل کو سماعت کیلئے منظور کرنے کی بحث (اگر کوئی ہو) شروع ہو یا سماعت کیلئے منظور شدہ کسی اپیل کی صورت میں قبل اسکے کہ درخواست گزار کی طرف سے بحث شروع ہو، اگر کوئی فریق عدالت کو مطلع کرے کہ وہ دفعہ ہذا کے تحت درخواست دینا چاہتا ہے تو اس فریق کی طرف سے ایسا مطلوب ہونے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے کا مچلکہ بلا ضامنان جمع کئے جانے پر، کہ وہ ایسی درخواست معقول مدت کے اندر دائر کرے گا جسکا تعین عدالت کرے گی، عدالت اس اپیل کو اتنی مدت کیلئے ملتوی کرے گی جو درخواست دائر کرنے اور اس پر حکم حاصل کرنے کیلئے کافی مہلت فراہم کرے۔

صوبائی حکومت کا کسی مقدمہ یا اپیل کو منتقل کرنے کا اختیار:۔

دفعہ ۵۲۷ کی رو سے صوبائی حکومت مجاز ہے کہ سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے کسی خاص مقدمہ یا اپیل کو ایک ہائی کورٹ سے کسی دیگر ہائی کورٹ کو یا ایک ہائی کورٹ کے ماتحت کسی فوجداری عدالت سے کسی دیگر ہائی کورٹ کے ماتحت مساوی یا اعلیٰ اختیارات کی حامل کسی دیگر فوجداری عدالت میں منتقل کرنے کی ہدایت کرے جب بھی وہ یہ سمجھے کہ ایسی منتقلی انصاف کے تقاضوں کیلئے ضروری ہے یا فریقین مقدمہ یا گواہان کی عمومی سہولت کا موجب ہے۔ تاہم شرط یہ ہے کہ کوئی مقدمہ یا اپیل کسی ہائی کورٹ کو یا کسی دیگر صوبہ میں کسی دیگر عدالت کو اس صوبے کی حکومت کی رضامندی کے بغیر منتقل نہیں کی جائے گی۔ وہ عدالت جس میں ایسا مقدمہ یا اپیل منتقل کی جائے اسکو اسطرح نمٹائے گی گویا وہ ایسی عدالت میں ابتدائی طور پر دائر یا پیش کی گئی ہو۔

حبس بے جا اور اسکی سزا

ہر مہذب معاشرے میں انسان کی جان و مال کے ساتھ ساتھ اسکی شخصی آزادی کا تحفظ بھی ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان میں بھی ہر شہری کی شخصی آزادی کو آئینی اور قانونی تحفظ حاصل ہے۔ آئین کی رو سے کسی شہری کو اسکی آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ قانون اسکی اجازت دے اور یہ کہ قانون کے تحت کسی گرفتار شخص کو جتنا جلدی ممکن ہو سکے گرفتاری کی وجوہ سے آگاہ کیا جائے گا اور اسے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر متعلقہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۰ کی رو سے اگر کسی شخص کی اسطرح مزاحمت بے جا کی جائے کہ اسکو مخصوص حدود سے باہر جانے سے روک دیا جائے تو کہا جائے گا کہ اس نے اس شخص کو حبس بے جا میں رکھا۔ کسی پولیس افسر کی طرف سے قانون کے مطابق کسی کی گرفتاری حبس بے جا کے زمرے میں نہیں آتی تاہم کسی قانونی جواز کے بغیر اسکا کسی کو حراست میں رکھنا حبس بے جا ہی ہوگا۔ کسی پبلک یا پرائیویٹ جگہ حراست میں رکھے گئے شخص کی رہائی کیلیے آئین کے ارٹیکل ۱۹۹ اور اسطرح ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۱ کے تحت ہائی کورٹ میں یا اس ضلع کے سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں درخواست دائر کی جا سکتی ہے جس پر عدالت کسی بھی ایسے زیر حراست شخص کو بیلف کے ذریعے اصالتاً اپنے روبرو پیش کئے جانے کا حکم جاری کرتی ہے اور غیر قانونی طور پر محبوس رکھے جانے کی صورت میں اسے رہا کرنے کا حکم صادر کرتی ہے۔

حبس بے جا کی سزا:۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۲ کی رو سے اگر کوئی شخص کسی کو حبس بے جا میں رکھے تو اس کو دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد ایک برس تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا جسکی مقدار ایک ہزار روپے تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

تین یا زیادہ دنوں تک حبس بے جا میں رکھنے کی سزا:۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۳ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو تین یا اس سے زیادہ دنوں تک حبس بے جا میں رکھے تو اسے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ اور اگر اسے دس دن یا اس سے زیادہ دنوں تک حبس بے جا میں رکھا جائے تو دفعہ ۳۴۴ کی رو سے تین برس تک قید کی سزا ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

ایسے شخص کو حبس بے جا میں رکھنے کی سزا جسکی رہائی کیلئے رٹ جاری ہوئی ہو:۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۵ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو یہ جانتے ہوئے حبس بے جا میں رکھے کہ اسکی رہائی کیلئے حسب ضابطہ رٹ جاری ہو چکی ہے تو اس کو دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے جو اس قید کے علاوہ ہوگی جس کا وہ اس باب کی کسی اور دفعہ کے تحت مستوجب ہو۔

خفیہ طور پر حبس بے جا میں رکھنے کی سزا:۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۶ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو اس طرح حبس بے جا میں رکھے جس سے اسکی یہ نیت ظاہر ہو کہ اس شخص کا محبوس ہونا یا اسکی جائے حبس کسی ایسے شخص کو معلوم نہ ہو جو اس میں دلچسپی رکھتا ہو، نہ سرکاری افسر کو اس کا پتہ لگے تو اسے کسی اور سزا کے علاوہ جسکا وہ اس حبس بے جا کیلئے مستوجب ہو، دو برس تک کیلئے دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی سزائے قید دی جائے گی۔

استحصال مال یا کسی ناجائز فعل پر مجبور کرنے کیلئے حبس بے جا:۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۷ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو اسلئے حبس بے جا میں رکھے کہ اس سے یا اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی دیگر شخص سے کسی مال یا کفالت المال کا استحصال بالجبر کرے یا محبوس شخص کو یا اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی اور شخص کو کسی خلاف قانون کام پر یا ایسی معلومات فراہم کرنے پر مجبور کرے جس سے کسی جرم کا ارتکاب سہل ہو جائے تو اس کو دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد تین برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

اقبال جرم کروانے یا واپسی مال کیلئے حبس بے جا:۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴۸ کی رو سے جو کوئی کسی شخص کو اس غرض سے حبس بے جا میں رکھے کہ محبوس شخص سے یا اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی دیگر شخص سے جبراً اقبال جرم کروائے یا معلومات حاصل کرے جو کسی جرم یا بدچلنی کے انکشاف کی وجہ بنے۔ یا اس لئے کہ محبوس شخص یا اس میں دلچسپی رکھنے والے کسی دیگر شخص کو کسی مال یا کفالت المال کے واپس کرنے یا کروانے کیلئے یا کسی دعوے یا مطالبے کو پورا کرنے یا ایسی معلومات فراہم کرنے کیلئے جو کسی مال یا کفالت المال کے واپس کئے جانے کی وجہ بنے، مجبور کرے، تو اسکو دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد تین برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

مزاحمت بے جا اور اسکی سزا

قانون کے تابع ملک کے کسی بھی حصے میں آزادی کے ساتھ گھومنا پھرنا اور نقل وحرکت کرنا ہر شہری کا آئینی حق ہے۔ جس کے استعمال میں کسی فرد کی طرف سے کسی بھی قسم کی مزاحمت یا دخل اندازی قابل تعزیر جرم ہے۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۳۹ کی رو سے اگر کوئی شخص بالارادہ کسی شخص کو کسی ایسی سمت میں جانے سے روکے جدھر جانے کا وہ حق رکھتا ہو اور اسکے راستے میں سدراہ بن جائے تو وہ مزاحمت بے جا کا مرتکب گردانا جائے گا۔ یعنی کسی شخص کا کسی ایسے راستے کو مسدود کرنا جو اسکا ذاتی راستہ نہ ہو بلکہ اس پر کسی اور فرد یا افراد کو بھی گزرنے کا حق حاصل ہو جبکہ وہ نیک نیتی سے یہ بھی باور نہ کرتا ہو کہ اسے اس راہ کو مسدود کرنے کا حق حاصل ہے، مزاحمت بے جا کہلاتا ہے۔ مزاحمت بے جا کا جرم ثابت ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ایسی مزاحمت بالارادہ کی گئی ہو۔ کسی راستے میں عمارت تعمیر کرنا جہاں سے کسی اور شخص کو بھی گزرنے کا حق اور آزادی حاصل ہو اس شخص یا اشخاص کی مزاحمت بے جا ہے۔ اس طرح کسی شخص کو کسی عام راستے سے گزرنے سے روکنے کیلئے دھمکی دیتا ہوا اسکی مزاحمت بے جا کہلائے گی۔

سزا:۔

مزاحمت بے جا ایک قابل دست اندازی پولیس جرم ہے جس میں پولیس ایسے شخص کو بغیر وارنٹ کے گرفتار کر سکتی ہے۔ دفعہ ۳۴۱ کی رو سے جو کوئی شخص کسی کی مزاحمت بے جا کرے گا اسکو قید محض کی سزا دی جائے گی جسکی میعاد ایک ماہ تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا دی جائے گی جسکی مالیت ایک ہزار پانچ سو روپے تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

امور باعث تکلیف عامہ اور مزاحمت بے جا:۔

اگر کسی ایسے راستے وغیرہ میں ناجائز رکاوٹ پیدا کی گئی ہو جسے عوام جائز طور پر استعمال کرتے ہوں یا کر سکتے ہوں اور یہ رکاوٹ عوام کیلئے تکلیف کا باعث بنی ہوئی ہو تو ایسی صورت میں ذمہ دار افراد کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۳۳ کے تحت کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اس دفعہ کی رو سے اگر کوئی مجسٹریٹ درجہ اول پولیس رپورٹ پر یا کوئی دیگر اطلاع ملنے پر مناسب سمجھے کہ کسی راستے، دریا یا نالی سے، جسے عوام جائز طور پر استعمال کرتے یا کر سکتے ہیں یا کسی جائے عامہ سے کوئی ناجائز رکاوٹ یا امر باعث تکلیف عامہ کو دور کرنا چاہیے۔ تو ایسا مجسٹریٹ مجاز ہوگا کہ وہ مشروط حکم صادر کر کے ایسی رکاوٹ پیدا کرنے والے شخص کو تاکید کرے کہ وہ مقررہ مدت کے اندر ایسی رکاوٹ یا امر باعث تکلیف عامہ کو ہٹا دے اور اگر اسے ایسا کرنے پر اعتراض ہو تو مقررہ وقت پر اسکے یا نامزد دیگر مجسٹریٹ درجہ اول کے روبرو پیش ہو کر اس حکم کو منسوخ یا ترمیم کروائے۔

منصفِ امن بر بنائے عہدہ کے اختیارات عدالت عالیہ لاہور کے فیصلے کے تناظر میں

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲ کی رو سے صوبائی حکومت مجاز ہے کہ سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے مقررہ مدت کیلئے کسی معین مقامی علاقے کیلئے کسی ایسے شخص کو منصفِ امن (Justice of Peace) مقرر کرے جو پاکستان کا شہری ہو اور جسکی دیانتداری اور موزونیت مسلم ہو۔ دفعہ ۲۵ کی رو سے سیشن جج صاحبان اور انکی نامزدگی کی صورت میں ایڈیشنل سیشن جج صاحبان اس ضلع کی حدود کے اندر جس میں وہ فرائض انجام دے رہے ہوں منصفِ امن بر بنائے عہدہ ہونگے۔

منصفِ امن کے اختیارات:۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲ الف کی رو سے منصفِ امن کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہونگے۔

(۱) منصفِ امن کو کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں لانے کیلئے اس مقامی علاقہ کے اندر دفعہ ۵۴ میں دیئے ہوئے پولیس افسر کے اور دفعہ ۵۵ میں دیئے ہوئے پولیس کے افسر انچارج کے جملہ اختیارات حاصل ہونگے۔

(۲) ذیل (۱) کے تحت گرفتاری عمل میں لانے کی صورت میں منصف امن گرفتار کردہ شخص کو قریب ترین پولیس اسٹیشن کے افسر انچارج کے پاس لے جانے کا اہتمام کریگا اور گرفتاری کے حالات سے آگاہ کرنے کیلئے اسے رپورٹ دیگا جس پر ایسا افسر اس شخص کو دوبارہ گرفتار کرے گا۔

(۳) کسی علاقے کے منصفِ امن کو اختیار ہوگا کہ وہ اس علاقہ کے اندر ڈیوٹی پر مامور پولیس فورس کے کسی رکن کو حسب ذیل صورتوں میں اپنی امداد کیلئے طلب کرے جو طلبی حاکم مجاز کی طرف سے کی گئی تصور ہوگی۔

(الف) کسی شخص کو پکڑنے یا اسکے فرار کو روکنے کیلئے جو کسی قابل دست اندازی پولیس جرم میں شریک ہوا ہو، یا جسکے بارے میں معقول شکایت یا بااعتبار شہادت ملی ہو، یا جسکے بارے میں معقول شبہ ہو کہ اس نے ایسے کسی جرم میں حصہ لیا ہے۔

(ب) جرائم کے عمومی سدباب کیلئے خصوصاً نقض امن یا خلل عامہ کو روکنے کیلئے۔

(۴) منصفِ امن صوبائی حکومت کے وضع کردہ قواعد کے تابع مجاز ہوگا کہ اس علاقہ کے اندر رہنے والے کسی شخص کی شناخت کے متعلق سرٹیفکیٹ جاری کرے یا دستاویز کی تصدیق کرے یا کسی ایسی دستاویز کی تصدیق کرے جسکی تصدیق کسی رائج الوقت قانون کے تحت کسی مجسٹریٹ سے کرائی جاتی ہو۔

منصفِ امن بر بنائے عہدہ کے اضافی اختیارات:۔

دفعہ۲۲الف کی ذیلی دفعہ(٦) کی رو سے منصفِ امن بر بنائے عہدہ حسب ذیل شکایات کی صورت میں متعلقہ پولیس کو مناسب ہدایات جاری کرسکتا ہے۔

(۱) کسی فوجداری مقدمہ کا عدم اندراج

(۲) تفتیش کی ایک پولیس افسر سے کسی دوسرے پولیس افسر کو منتقلی

(۳) اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں پولیس کی لاپرواہی، ناکامی یا اختیارات سے تجاوز کا ارتکاب

مذکورہ بالا ذیلی دفعہ کے ذریعے منصفِ امن بر بنائے عہدہ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ فوجداری مقدمہ کے عدم اندراج کی صورت میں یا تفتیش وغیرہ سے متعلق پولیس کی طرف سے اپنے فرائض میں غفلت برتنے یا اختیارات سے تجاوز کرنے کی صورت میں پولیس کے رویے کے خلاف شکایات پر کاروائی عمل میں لاتے ہوئے متعلقہ اعلیٰ پولیس افسران کو مناسب ہدایات جاری کرے۔ چونکہ دفعہ۲۲الف (٦) کے تحت منصفِ امن بر بنائے عہدہ کو دیئے گئے ان اختیارات کی اصل نوعیت ،مقصد اور استعمال کے بارے میں ابہام پایا جاتا تھا، جیسا کہ ۲۰۰۴ء میں کئی فوجداری مقدمات میں متعلقہ منصفِ امن بر بنائے عہدہ نے پولیس کی تفتیش سے غیر مطمئن افراد کی درخواست پر متعلقہ فوجداری مقدمات کی تفتیش تبدیل کر دی تھی ،جس پر عدالت عالیہ لاہور نے مقدمہ خضر حیات بنام انسپکٹر جنرل پولیس (پنجاب) (2005 P.Cr.R.L.J 1024) میں منصفِ امن اور منصفِ امن بر بنائے عہدہ کے فرائض منصبی کے بارے میں اپنے فیصلے میں قرار دیا ہے کہ؛

(i) منصفِ امن اور منصفِ امن بر بنائے عہدہ کے اختیارات اور ذمہ داریوں کی وضاحت ضابطہ فوجداری کی دفعات ۲۲ب،۲۲الف موجود ہے۔انہیں قانون کے تحت تفویض شدہ اختیارات اور ذمہ داریوں سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔

(ii) پاکستان میں منصفِ امن یا منصفِ امن بر بنائے عہدہ کو تفویض شدہ فرائض اپنی خاصیت اور نوعیت کے لحاظ سے عدالتی نہیں بلکہ انتظامی ہیں۔

(iii) پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں آئینی، قانونی اور نگرانی سے متعلق عدالتی اختیارات رکھنے کے باوجود پولیس کی طرف سے کسی فوجداری جرم کی تفتیش میں براہ راست مداخلت سے احتراز کرتی آئی ہیں اسلئے صرف انتظامی اور معاونت کے اختیارات رکھنے والے منصفِ امن یا منصفِ امن بر بنائے عہدہ کو بدرجہ اولیٰ اسطرح براہ راست مداخلت کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

(iv) دفعہ۲۲ الف کی ذیلی دفعہ (۶) تحت منصفِ امن بر بنائے عہدہ کی طرف سے ہدایات متعلقہ پولیس کے افسران بالا کو کی جانی چاہئیں کہ وہ قانون کے تحت شکایت کنندہ کی دادرسی کریں۔ مذکورہ ذیلی دفعہ (۶) کے تحت وہ شکایت کے ازالے کا اختیار خود استعمال نہیں کرسکتے اور اگر کسی معاملے میں کسی پولیس افسر کی قانونی ذمہ داری واضح ہو کہ وہ کیا کرے تو ایسی صورت میں وہ اس پولیس افسر کو مطلوبہ کارروائی عمل میں لانے کی ہدایت کرے گا۔ دفعہ۲۲ (الف) کی ذیلی دفعہ (۶) کے تحت منصفِ امن بر بنائے عہدہ کی ذمہ داری شکایت کنندہ اور پولیس کے درمیان ایک رابطہ کار کی ہونی چاہیے اور اسے وہ جملہ اختیارات خود استعمال نہیں کرنے چاہئیں جو قانون کے تحت اعلیٰ پولیس حکام کو تفویض کئے گئے ہیں۔

(v) غیر معمولی استثنائی صورتوں کے سوا دفعہ۲۲ (الف) کی ذیلی دفعہ (۶) کے تحت منصفِ امن بر بنائے عہدہ کی طرف سے فراہم کردہ دادرسی مناسب متبادل قانونی دادرسی قرار دی جائے گی جسکی موجودگی میں رنجیدہ شخص دادرسی کیلئے آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت عدالت عالیہ کے غیر معمولی اختیار کو حرکت میں نہیں لاسکے گا۔

(vi) دفعہ۲۲ (الف) کی ذیلی دفعہ (۶) کے تحت پولیس کے خلاف کوئی معقول شکایت موصول ہونے کی صورت میں منصف امن بر بنائے عہدہ متعلقہ پولیس افسر سے اس شکایت کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرنے کا مطالبہ کرے گا۔ اور اگر اسکی رپورٹ سے وہ مطمئن نہ ہو تو حالات کے مطابق یا تو اسے تنبیہہ جاری کرے گا کہ وہ آئندہ قانون کی حدود کو پامال نہ کرے یا اعلیٰ پولیس افسران کو یا پبلک سیفٹی کمیشن اور پولیس کمپلینٹ کمیشن کو ہدایات جاری کرے گا کہ وہ شکایت پر غور کرتے ہوئے قصوروار پولیس افسر کے خلاف پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کی متعلقہ دفعات کے تحت ضروری کارروائی کریں۔ شدید زیادتی اور ناجائز پریشان کرنے کے واقعات کے دوران اگر کوئی پولیس افسر کسی قابل دست اندازی پولیس جرم کا مرتکب ہوا ہو تو منصف امن بر بنائے عہدہ متعلقہ پولیس اتھارٹی کو اس قصوروار پولیس افسر کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کرنے کی ہدایت کرسکتا ہے۔

(vii) جہاں تک ایف۔آئی۔آر کے عدم اندراج کی شکایت کا تعلق ہے کسی قابل دست اندازی پولیس جرم کی شکایت موصول ہونے کی صورت میں متعلقہ پولیس تھانے کا انچارج قانوناً ایف۔آئی۔آر درج کرنے کا پابند ہوسکتا ہے لیکن ضابطہ فوجداری کی دفعہ۲۲ (الف) کی ذیلی دفعہ (۶) کے تحت کسی منصف امن بر بنائے عہدہ کیلئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ شکایت موصول ہونے کی صورت میں ضرور اور

آنکھیں بند کر کے ایف ۔ آئی ۔ آر کے اندراج کی ہدایات جاری کرے ۔ اسے اس سلسلے میں احتیاط کا مظاہرہ کرنا چاہے اور از خود کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے متعلقہ پولیس تھانے کے انچارج سے اس بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرنے کا مطالبہ کرنا چاہے تاکہ اسے ان وجوہات سے آگاہی ہو سکے کہ پولیس نے شکایت کنندہ کی رپورٹ پر ایف ۔ آئی ۔ آر کیوں درج نہیں کی ہے ۔ اور اگر متعلقہ پولیس افسر اسکی کوئی معقول وجہ پیش نہ کر سکے تو وہ اسے ایف ۔ آئی ۔ آر درج کرنے اور اسکی تفتیش کرنے کی ہدایات جاری کرنے میں حق بجانب ہوگا ۔ اس سلسلے میں نہ پولیس تھانے کے انچارج کیلئے اور نہ منصفِ امن بر بنائے عہدہ کیلئے لازم ہوگا کہ وہ ایف ۔ آئی ۔ آر درج کرنے یا اس بارے میں ہدایات جاری کرنے سے پہلے ملزم کو سماعت کا موقع دے ۔ کسی واقعے کے حالات کے مطابق مناسب صورتوں میں منصفِ امن بر بنائے عہدہ ایف ۔ آئی ۔ آر کے اندراج کیلئے ہدایات جاری کرنے سے انکار کر سکتا ہے اور دفعہ 22 (الف) کی ذیلی دفعہ (6) کے تحت موصولہ شکایت کو مسترد کرتے ہوئے شکایت کنندہ کو ضابطہ فوجداری کی دفعات (3)156 اور 190 کے تحت متبادل قانونی دادرسی کے حصول کی طرف متوجہ کر سکتا ہے ۔

(viii) جہاں تک ایف ۔ آئی ۔ آر میں دیگر مناسب دفعات شامل کرنے یا ملزم کا جوابی پرچہ درج کرنے سے متعلق تفتیشی افسر کی ناکامی کی شکایات کا تعلق ہے تو ایسی شکایات اس قابل نہیں ہیں کہ کوئی منصفِ امن بر بنائے عہدہ انکو سنجیدگی سے لے کیونکہ عموماً یہ محض الزامات ہی ہوتے ہیں اس لیے منصفِ امن بر بنائے عہدہ کیلئے بہترین مشورہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اس اختلاف میں پڑنے سے احتراز کرے کیونکہ یہ کام علاقہ مجسٹریٹ کا ہے جس کے پاس کئی مواقع ہوتے ہیں کہ وہ ریکارڈ دیکھ کر اگر مناسب سمجھے تو کسی مناسب مرحلے پر تفتیشی افسر سے ایف ۔ آئی ۔ آر میں کسی فوجداری دفعہ کا اضافہ کرنے یا اسے نکالنے کیلئے کہے ۔ پولیس کی طرف سے کسی دانستہ یا نا دانستہ ایسی غلطی کی تصحیح کیلئے مجسٹریٹ یا سماعت کنندہ عدالت کو حاصل بے شمار مواقع کے ہوتے ہوئے منصفِ امن بر بنائے عہدہ کیلئے ایک نامناسب اور قبل از وقت مرحلے پر کسی بھی ایسے معاملے میں مداخلت کرنا دانشمندانہ بات نہیں ہوگی ۔ وہ کسی بھی ایسی شکایت پر از خود کاروائی کرنے کی بجائے شکایت کنندہ کو علاقہ مجسٹریٹ کے پاس یا سماعت کنندہ عدالت میں پیش ہونے کا مشورہ دے سکتا ہے ۔

(ix) تفتیشی افسر کی طرف سے ملزم فریق کے جوابی عذرات درج نہ کرنے کی شکایت کی صورت میں منصفِ امن بر بنائے عہدہ تفتیشی افسر سے رپورٹ طلب کرے گا کہ اس نے ملزم فریق کے عذرات کیوں درج نہیں کئے ہیں اور اگر رپورٹ سے ثابت ہو جائے کہ ملزم فریق کی طرف سے جوابی عذرات پیش کئے جانے کے باوجود تفتیشی افسر نے بغیر کسی معقول وجہ کے انھیں درج نہیں کیا ہے تو وہ اسے مطلوبہ کاروائی عمل میں لانے کی ہدایت کرسکتا ہے یا متبادل طور پر اس ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس (تفتیش) کو ہدایت کرسکتا ہے کہ وہ تفتیشی افسر کی طرف سے کسی تاخیر کے بغیر مطلوبہ کاروائی کی انجام دہی کو یقینی بنائے۔

(x) جہاں تک ملزم کی گرفتاری میں پولیس کی ناکامی کی شکایات کا تعلق ہے کسی مشتبہ شخص کو ایف۔آئی۔آر کے اندراج پر فی الفور گرفتار نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ حالات اس بات کا تقاضا کریں۔ اور اسکی گرفتاری کو اس وقت تک کیلئے موخر کیا جائے گا جب تک ان الزامات کے ثبوت کیلئے کافی مواد یا شہادت ریکارڈ پر نہ آئے اور تفتیشی افسر مطمئن نہ ہو جائے کہ مشتبہ شخص کے خلاف لگائے گئے الزامات درست ہیں اور وہ اس جرم میں ملوث ہے۔ ایسی کسی شکایت کی صورت میں منصفِ امن بر بنائے عہدہ کو چاہیے کہ وہ تفتیشی افسر کو اس سلسلے میں مجبور نہ کرے تاہم کسی مناسب کیس میں شکایت موصول ہونے پر وہ تفتیشی افسر سے رپورٹ حاصل کرنے کے بعد متعلقہ ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس (تفتیش) کو اس بارے میں ہدایات جاری کرسکتا ہے۔ یہ ایک انتہائی بے ہودہ اور انصاف کا مذاق اڑانے کے مترادف بات ہوگی کہ کسی فرد کو گرفتار کر کے اسے آزادی سے محروم کرنے کے بعد گرفتار کرنے والی ایجنسی اس نتیجے پر پہنچے کہ اسکے خلاف لگائے گئے الزامات غلط ہیں۔

(xi) جہاں تک فوجداری جرائم میں تفتیش کی تبدیلی سے متعلق شکایات کا تعلق ہے تفتیشی افسر کا یہ کام نہیں کہ وہ کیس کے فریقوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرے یا کسی ملزم کے قصوروار یا بے گناہ ہونے کی رائے دے بلکہ اسکی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ متعلقہ تمام شہادتوں کو جمع کرے۔ اس شہادت کو قابل اعتبار قرار دینا یا نہ دینا متعلقہ مجسٹریٹ یا کیس کی سماعت کرنے والی عدالت کا کام ہے۔ چالان پیش ہونے اور عدالت میں سماعت شروع ہونے کے بعد کسی کیس کی از سر نو تفتیش کرانے کے رجحان کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے۔ پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کے آرٹیکل نمبر 18(5) کے احکام کے مطابق ضلعی پولیس افسر (ڈی۔پی۔او) تفتیش کی کاروائی میں مداخلت نہیں کرسکتا اسلئے منصفِ امن بر بنائے عہدہ کسی ضلعی

پولیس افسر کو تفتیش سے متعلق کسی شکایت پر شکایت کنندہ کی دادرسی کرنے کی ہدایت نہیں دے سکتا۔ پولیس آرڈر کے آرٹیکل نمبر (6)18 میں تفتیش کی تبدیلی کا ایک ہی طریقہ کار ذکر ہے۔ اسکے علاوہ کوئی ایسا قانون نہیں جو کسی اور پولیس افسر یا اتھارٹی کو فوجداری کیس میں تفتیش کی تبدیلی کا اختیار دیتا ہو۔ منصف امن بر بنائے عہدہ بااختیار پولیس اتھارٹی کے اختیارات کو استعمال کر کے از خود کسی فوجداری کیس میں تفتیش کی تبدیلی کے احکام جاری نہیں کر سکتا۔ اسکا کردار اس بارے میں صرف اس حد تک محدود ہے کہ وہ ایسی کسی شکایت کی صورت میں پولیس آرڈر کے آرٹیکل نمبر (6)18 کے تحت کاروائی کو عمل میں لائے اور اگر شکایت کنندہ نے مذکورہ آرٹیکل نمبر (6)18 کے تحت تفتیش کی تبدیلی کیلئے مجاز اتھارٹی کو درخواست نہ دی ہو یا ایسی درخواست کو مجاز اتھارٹی نے کاروائی کیلئے موزوں نہ پایا ہو تو دونوں صورتوں میں منصف امن بر بنائے عہدہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ (6)22-A کے تحت اسکی درخواست پر کاروائی یا مداخلت نہیں کرے گا۔ منصفِ امن بر بنائے عہدہ صرف اس صورت میں مداخلت کر سکتا ہے جب درخواست دینے کے باوجود آرٹیکل نمبر (6)18 میں مذکور اتھارٹی شکایت کنندہ کی دادرسی کرنے میں ناکام رہی ہو اور اسکی درخواست پر کوئی کاروائی عمل میں نہ لائی ہو۔ وہ بھی اس صورت میں جب وہ مطمئن ہو کہ مطلوبہ شہادت جمع نہیں کی گئی ہے یا مزید شہادت جمع کرنا ضروری ہے جبکہ اس سلسلے میں پولیس آرڈر کے آرٹیکل نمبر (6)18 کے تحت دی گئی درخواست کو نظر انداز کیا گیا ہو۔ ایسی صورت میں منصفِ امن بر بنائے عہدہ متعلقہ پولیس اتھارٹی کو آرٹیکل نمبر (6)18 کے تحت کاروائی عمل میں لانے کیلئے ہدایات جاری کر سکتا ہے۔ تاہم ایسی شکایت کی صورت میں وہ از خود تفتیش کی تبدیلی کیلئے ہدایات جاری نہیں کر سکتا۔

(xii) جہاں تک پولیس کی طرف سے تفتیش مکمل کرنے اور چالان پیش کرنے میں ناکامی کی شکایات کا تعلق ہے، ایسی کوئی شکایت موصول ہونے کی صورت میں منصفِ امن بر بنائے عہدہ متعلقہ تفتیشی افسر سے مطالبہ کر سکتا ہے کہ وہ اس تاخیر کی وجوہات پیش کرے اور یہ بھی بتائے کہ کیوں نہ اسکے خلاف سپریم کورٹ کے فیصلے حکیم ممتاز احمد بنام سرکار (پی۔ایل۔ڈی ۲۰۰۰ سپریم کورٹ صفحہ ۵۹۰) کی روشنی میں مناسب کاروائی کیلئے متعلقہ حلقوں کو سفارش کی جائے اور اگر اسکی طرف سے دی گئی وضاحت سے منصفِ امن بر بنائے عہدہ مطمئن نہ ہو تو وہ متعلقہ ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس (تفتیش) کو ہدایات جاری کر سکتا ہے کہ وہ بقدر امکان تفتیش کی جلد تکمیل اور چالان کی پیشی کو یقینی بنائے اور مقدمے کے

حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ تفتیشی افسر کو یا تو تنبیہہ بھی کرسکتا ہے کہ آئندہ محتاط رہے یا متعلقہ بالا پولیس اتھارٹی کو یا متعلقہ پبلک سیفٹی یا پولیس کمپلینٹ کمیشن کو قصوروار تفتیشی افسر کے خلاف پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کی متعلقہ دفعات یا کسی دیگر ایسے قانون کے تحت مناسب کاروائی عمل میں لانے کی ہدایت کرسکتا ہے۔

(xiii) پاکستان میں منصفِ امن بر بنائے عہدہ عدالتی فرائض انجام نہیں دیتا اسلئے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 22(الف) کی ذیلی دفعہ (6) کے تحت اسکی ہدایات پر عمل نہ ہونے کی صورت میں توہین عدالت کے قانون کا اطلاق نہیں ہوتا۔ تاہم مذکورہ دفعہ کے تحت اسکا جاری کردہ حکم قانونی جواز رکھتا ہے اور پولیس آرڈر کے آرٹیکل نمبر 4(1)(m) کے تحت ہر پولیس افسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قانونی احکامات کی تعمیل کرے اور انکو فوری نافذ کرے۔ دفعہ 22(الف) کی ذیلی دفعہ (6) کے تحت منصفِ امن بر بنائے عہدہ کی ہدایات کی عدم تعمیل کی صورت میں چارہ جوئی کے تین طریقے ہیں۔

(ا) ایسی کوئی شکایت موصول ہونے کی صورت میں وہ متعلقہ پولیس اتھارٹی کو قصوروار پولیس افسر کے خلاف پولیس آرڈر کے آرٹیکل ۱۵۵(ج) کے تحت فوجداری کیس درج کرنے کی ہدایات جاری کرسکتا ہے یا؛

(۲) وہ متعلقہ اعلیٰ پولیس اتھارٹی یا متعلقہ پبلک سیفٹی یا پولیس کمپلینٹ کمیشن کو ہدایات جاری کرسکتا ہے کہ وہ پولیس آرڈر کی متعلقہ دفعات یا کسی دیگر متعلقہ قانون کے تحت قصوروار پولیس افسر کے خلاف مناسب کاروائی عمل میں لائیں یا؛

(۳) شکایت کنندہ آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت عدالت عالیہ میں درخواست دائر کرکے مناسب حکم (رٹ) کے ذریعے قصوروار پولیس افسر کو اس مفہوم کی ہدایات جاری کرواسکتا ہے کہ وہ ان تقاضوں کو پورا کرے جنکا قانون اس سے مطالبہ کرتا ہے۔

غیر قانونی بے دخلی کا قانون مجریہ ۲۰۰۵ء

اکثر جائیداد کے تنازعات میں فریقین حقوق ملکیت وحصول قبضہ کے لیے دیوانی عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں جن کی دادرسی ملکی قوانین مثلاً قانون دادرسی مختص مجریہ ۱۸۷۷ء، قانون محصولات اراضی مجریہ ۱۸۶۷ء وغیرہ کے تحت کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ کسی شخص کی غیر منقولہ جائیداد میں غیر قانونی طور پر دخل اندازی کے مرتکب افراد تعزیرات پاکستان کے تحت سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔تاہم مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ باوجود ان قوانین کے بعض افراد یا گروہ عوام کو ان کی غیر منقولہ جائیداد سے غیر قانونی طور پر بے دخل کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے عوام الناس کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس فعل کے مرتکب افراد یا گروہ کو قبضہ گروپ یا لینڈ مافیا کا نام دیا جاتا ہے۔اس بارے میں بڑھتی ہوئی شکایات کو مدنظر رکھتے ہوئے وفاقی حکومت نے حال ہی میں ایک قانون زیرِ عنوان "غیر قانونی بے دخلی کا قانون مجریہ ۲۰۰۵ء" (Illegal Dispossession Act 2005) نافذ کیا ہے جسکا مقصد ایسے گروہوں یا افراد کی سرگرمیوں کا تدارک کرنا اور متاثرہ فریق کو فوری اور سہل انصاف فراہم کرنا ہے۔

مذکورہ قانون کی رو سے عدالت سے مراد سیشن کی عدالت ہے جبکہ اس پر ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کا اطلاق ہوگا۔اس قانون کی تشریحات کے تحت قابض سے مراد ایسا شخص ہے جس کے پاس جائیداد کا قانونی قبضہ ہو، مالک سے مراد ایسا شخص ہے جو کہ جائیداد کا حقیقی مالک ہو، واضح رہے کہ اس میں وہ مالک شامل نہ ہے جس کو کسی قانونی حکم سے بے دخل کیا گیا ہو۔جبکہ جائیداد سے مراد غیر منقولہ جائیداد جیسے زمین، گھر، پلاٹ وغیرہ ہے۔

اس قانون کی دفعہ ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے جو کوئی بھی بغیر کسی قانونی جواز کے کسی کو اس کی جائیداد سے بے دخل کرے، غیر قانونی قبضہ کرے یا کنٹرول کرے اور اسطرح کرنے کا مقصد اصل، حقیقی مالک یا قابض کو اس کی جائیداد کے قبضہ سے محروم کرنا ہو، ایسا کرنے والا شخص مذکورہ بالا دفعہ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت جرم کا مرتکب ہوگا جس کے لیے وہ علاوہ اس سزا کے جو کسی اور قانون میں اس بارے میں وضع کی گئی ہو، ۱۰ سال تک قید وجرمانہ کا مستوجب ہوگا۔مزید براں عدالت یہ بھی حکم صادر کرسکتی ہے کہ متاثرہ فریق کو دفعہ (۵۴۴ الف) ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کے تحت مناسب معاوضہ بھی ادا کیا جائے۔

تفتیش اور عدالتی طریقہ کار:۔

دفعہ ۵ کے تحت درخواست گزار کی درخواست پر عدالت اس علاقہ کے پولیس اسٹیشن انچارج کو تفتیش کا حکم صادر کرے گی کہ وہ پندرہ یوم کے اندر اندر تفتیش مکمل کر کے حقائق سے عدالت کو آگاہ کرے تاہم اگر انچارج پولیس کو مزید وقت چاہئے ہو گا تو عدالت اپنا اطمینان کرنے کے بعد اس کی درخواست پر مزید مہلت دے سکتی ہے۔ عدالت اس مقدمہ کی سماعت روزانہ کی بنیاد پر کرے گی اور ۶۰ یوم کے اندر فیصلہ صادر کرے گی۔ عدالتی کاروائی کو بغیر کسی وجہ کے موخر نہیں کیا جائیگا تاہم قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیئے اگر عدالت ضروری سمجھے تو سماعت کسی دوسری تاریخ تک ملتوی کر سکتی ہے مگر کسی بھی صورت میں سات یوم سے زیادہ لمبی تاریخ نہیں دی جا سکتی۔

عدالت کا جائیداد کو قرق کرنا:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۶ کے تحت اگر عدالت اس نتیجہ پر پہنچے کہ جرم سرزد ہونے کے وقت فریقین میں سے کوئی بھی جائیداد متدوعیہ پر قابض نہ تھا تو وہ حتمی فیصلہ مقدمہ متعلقہ تک جائیداد کی قرقی کا حکم صادر کر سکتی ہے۔ مزید برآں عدالت دوران قرقی جائیداد کی حفاظت وتحفظ اور اسے قدرتی نقصان سے بچانے کے لیے مناسب اقدامات کا حکم صادر کر سکتی ہے۔

بے دخلی اور دوبارہ بحالی کا طریقہ کار:۔

دفعہ ۷ کی ذیلی دفعہ ۱ کے تحت اگر دوران مقدمہ عدالت اس بات پر مطمئن ہو کہ فریق بادی النظر میں قانونی طور پر جائیداد پر قابض نہ ہے تو عدالت بطور حکم عبوری دادرسی (Interim relief) اصل قابض یا اصل مالک کو قبضہ دینے کا حکم صادر کرے گی۔ جو فریق ذیلی دفعہ (۱) کے تحت حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو عدالت کسی اور قانون کی موجودگی کے باوجود متاثرہ فریق کو قبضہ دلانے کے بارے میں مناسب اقدامات کا حکم صادر کریگی اور اس بارے میں عدالت کسی بھی افسر یا اہلکار کو ان احکامات کی عمل درآمد پر کی تعمیل کر سکتی ہے۔ ہر وہ شخص جسے عدالت نے حکم کی تعمیل پر مامور کیا ہو، پولیس اسٹیشن کے افسر انچارج سے معاونت حاصل کرنے کا حق رکھے گا اور اگر وہ اس کی مدد نہ کرے تو ایسے افسر انچارج کے خلاف عدالتی حکم کے تابع محکمانہ کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

مالک کو اس کی جائیداد کی حوالگی:۔

دفعہ ۸ کے تحت مقدمہ کے اختتام پر جہاں یہ بات ثابت ہو جائے کہ جائیداد کا حقیقی مالک یا قابض کو غیر قانونی

طور پر بے دخل کیا گیا تھا یا جائیداد کو چھینا گیا تھا تو عدالت حکم صادر کر یگی کہ جائیداد کو فوراً اس کے اصلی مالک یا اسکے قانونی قابض کے حوالے کیا جائے۔اس مقصد کے لیے عدالت افسر انچارج پولیس اسٹیشن کو حکم صادر کرے گی کہ عدالتی حکم پر عمل درآمد کرانے میں اصل مالک یا قابض کی معاونت کرے۔

سزا:۔

جوکوئی شخص اس قانون کے تحت جرم کا ارتکاب کریگا وہ ۱۰ سال قید و جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔علاوہ ازیں متاثرہ فریق کو ہرجانہ بھی ادا کریگا۔واضح رہے کہ اس قانون کے تحت مجرم کو اپیل کا حق حاصل نہ ہے۔

پنجاب میں صارف کے تحفظ کا قانون

ہر وہ شخص صارف ہے جو کسی بھی قسم کی اشیاء یا خدمات سے استفادہ حاصل کرتا ہے۔ صارف کے حقوق کے تحفظ کے لئے حکومت پنجاب نے ایک قانون ''صارف کے تحفظ کا قانون مجریہ ۲۰۰۵ء'' "The Consumer Protection Act, 2005" کے نام سے لاگو کیا ہے۔ جس کے تحت بحیثیت صارف کسی شخص یا ادارے کی طرف سے ایک یا ایک سے زائد حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں قانونی استحقاق یا دادرسی حاصل ہے۔ تاہم اس قانون کے تحت یہ بھی جاننا اہم ہے کہ بحیثیت صارف کس حد تک اور کون سے حق کی خلاف ورزی ہوتی ہے مثلاً غیر معیاری خوراک سے صحت کو نقصان، ڈبوں میں بند اشیاء پر درج جعلی قیمتیں، وزن اور پیمائش میں کمی، بجلی، پانی، اور گیس کے اضافی بل، میونسپل کارپوریشن کے فراہم کردہ پانی میں گندگی، جعلی ادویات، مارکیٹ میں اشیا خورد ونوش یا استعمال کی اشیاء کے متعلق شکایات ہو سکتی ہیں۔

صارف کی شکایت کے ازالہ کے لئے مقامی اداروں تک رسائی:۔

صارف کے حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں عدالتی نظام کے علاوہ مقامی حکومتوں کے تحت حسب ذیل اداروں میں بھی شکایات کی جا سکتی ہیں جس کا طریقہ آسان اور سہل ہے۔

ضلعی رابطہ افسر کے پاس شکایات کا اندراج:۔

پنجاب میں رائج قانون برائے تحفظ صارف مجریہ ۲۰۰۵ء نے ضلعی رابطہ افسر کو جو کہ مقامی حکومت کے تحت ضلع کا انتظامی سربراہ بھی ہوتا ہے کو اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ کسی بھی صارف یا شخص کی شکایت پر کاروائی شروع کرے۔ مثلاً مصنوعات کا معیاری نہ ہونا یا مقررہ مدت کو ظاہر نہ کرنا، کسی قسم کی مصنوعات کے بارے میں اس کی اجزائے ترکیبی کو مخفی رکھنا، اسکی مقررہ مدت کو ظاہر نہ کرنا، نرخنامہ کو آویزاں نہ کرنا، ناپ تول میں کمی کرنا، خریداری کی ایسی رسید جاری نہ کرنا جس میں اشیاء کی تفصیل خریدار کا نام اشیاء کی مقدار قیمت وغیرہ درج ہو۔ ایسی تمام شکایات جس میں قانون ہذا کی خلاف ورزی ہوئی ہو، کی صورت میں صارف اپنے علاقہ کے ضلع رابطہ افسر (DCO) کے پاس تحریری شکایت درج کر سکتا ہے جس پر وہ غیر معیاری اشیاء یا خدمات کے معاملے میں انکوائری کروا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ انکوائری ازخود یا کسی کی شکایت پر بھی ہو سکتی ہے اور ایسا کرنے کے لئے کسی پیشگی نوٹس یا اطلاع کی ضرورت نہ ہوگی۔

انکوائری کی غرض سے قائم اتھارٹی ضلع رابطہ افسر، پولیس افسر یا کسی اور افسر کے ذریعے انکوائری سے متعلق ایسی ضروری معلومات جمع کرواسکتا ہے جس کو بطور ثبوت پیش کیا جاسکے۔ ضلع رابطہ افسر اپنے اختیارات کسی اور مجاز افسر کو بھی سپرد کر سکتا ہے۔ ضلع رابطہ افسران خلاف ورزیوں کی صورت میں ذمہ دار فرد پر پچاس ہزار روپے تک کا جرمانہ عائد کر سکتا ہے۔ متاثرہ فریق اتھارٹی کے حکم کے خلاف اپیل کا حق استعمال کرسکتا ہے جو کہ حکم کے تیس یوم کے اندر اندر دائر کی جاسکتی ہے۔ تاہم اگر مدعی عدالتی طریقہ اختیار کرنا چاہے تو اس کے لئے ضلعی رابطہ افسر کے حکم کے دستاویزی ثبوت عدالت میں جمع کرانا ہونگے اور اس کے بعد مدعی کلیم دائر کرے گا۔ کلیم وقوعہ کے تیس یوم کے اندر دائر کیا جائے گا۔

عدالتی طریقہ کار:۔

پنجاب ہائی کورٹ کے تحت حکومت پنجاب نے مذکورہ قانون کے تحت عدالتیں تشکیل دیں ہیں جو کہ ضلعی منصفِ امن یا ڈسٹرکٹ جج پر مشتمل ہوگی اور ہر ایک ضلع کے لیے علیحدہ کورٹ مقرر کی گئی ہیں یہ عدالتیں اپنے مقامی دائرہ اختیار میں مدعا علیہ کی درخواست سنے گی جو کہ دعویٰ دائری کے وقت وہاں رہائش پذیر ہوں یا کاروبار کرتے ہوں یا جہاں ایسا واقعہ رونما ہوا ہو۔

عدالت کے ذریعہ تصفیہ:۔

جہاں مدعی یا صارف کو نقصان پہنچا ہو اور عدالت نے تحریری طور پر تیار کنندہ کو حاضر ہونے کا حکم دے دیا ہو اور مطلوبہ خدمات یا اشیاء معیار کے مطابق نہ ہوں یا قانون ہذا کے منافی ہوں تو ایسی صورت مدعی یا صارف کے نقصان کی تلافی کی جائے گی۔

عدالت خدمات یا اشیاء کے دعویٰ پر کاروائی کرنے سے قبل مدعا علیہ کو اسکی ایک نقل بھجوائے گی تا کہ وہ پندرہ یوم کے اندر اندر اپنا جواب دائر کرا سکے جس میں اگر مدعا علیہ الزام سے انکاری ہو جائے تو عدالت صارف مدعی اور مدعا علیہ کا باہمی تصفیہ کرے گی جہاں یہ بات ثابت ہو کہ اشیاء نقص زدہ تھیں اور انڈسٹری کے مقرر کردہ معیار کے مطابق نہ تھیں۔ ایسی صورت میں ان اشیاء کی جانچ پڑتال انڈسٹری کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ہوگی اور اس کے لئے عدالت ماہرین کی رائے طلب کرے گی، تاہم عدلت ان اشیاء کو لیبارٹری بھی بھجوائے گی جہاں پر اس کی مزید جانچ پڑتال ہوگی۔

واضح رہے کہ عدالت کا مدعا علیہ کو طلب کرنا، اس سے گواہی لینا، گواہی کے طور پر کسی دستاویز کا طلب کرنا یا دیگر مواد کا طلب کرنا گواہی پر حلف لینا، معائنہ کمیشن کا مقرر کرنا، اس کے علاوہ دیگر کوئی بھی طریقہ جو کہ عدالت مناسب سمجھے کرنے کے لئے عدالت ضابطہ دیوانی کے تحت حاصل اختیارات استعمال کرے گی تاہم عدالتی کاروائی ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعات ۱۹۳، ۱۹۵ اور تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۲۲۸ کے تحت عمل میں لائی جائیگی۔

سزائیں:۔

تیارکنندہ کے خلاف جہاں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے قانون ہذا کی خلاف ورزی کی ہے تو عدالت اس پر دو سال تک قید یا ایک لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں لاگو کر سکتی ہے۔اس کے علاوہ مقرر کردہ ہرجانہ کی ادائیگی کا حکم بھی صادر کر سکتی ہے۔عدالتی حکم کی خلاف ورزی کی صورت میں کم سے کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال قید اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا بشمول اس نقصان کے جو کہ صارف کو ہوا ہو اور اس پر ہرجانہ کی ادائیگی جو کہ عدالت نے مقرر کی ہو کا حکم بھی صادر کر سکتی ہے۔

اپیل:۔

متاثر فریق تیس یوم کے اندر اندر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کر سکتا ہے۔بصورت دیگر اگر اپیل نہ کی گئی ہو تو حکم حتمی تسلیم کیا جائے گا۔

جھوٹے مقدمہ کی سزا:۔

واضح رہے کہ جہاں جہاں عدالت یہ سمجھے کہ مقدمہ جھوٹ پر مبنی ہے تو عدالت اسے خارج کر کے مدعی پر دس ہزار روپے تک جرمانہ لاگو کرے گی اور ساتھ ساتھ اس مالی خرچے کی ادائیگی کا حکم بھی صادر کر سکتی ہے جو کہ مدعا علیہ نے دوران مقدمہ برداشت کیا ہو

شہریوں کا محکموں کے ریکارڈ تک حقِ رسائی

آزادی معلومات کا قانون مجریہ ۲۰۰۲ء کے نافذ العمل ہونے کے بعد جن معلومات تک رسائی ممکن نہ تھی اب ان کا حصول یا ان تک رسائی کو ممکن بنا دیا گیا ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ ۵ کے تحت تمام وضع کردہ قوانین، ان کے تحت قواعد وضوابط، نوٹیفکیشن، ذیلی قوانین ان کے مجموعے (Manual) اور آرڈر جو کہ قانون کا درجہ رکھتے ہوں کو شائع کیا جائے گا اور عام شہری ان دستاویزات کو واجبی قیمت کی ادائیگی پر حاصل کر سکے گا۔ اس میں وہ سرکاری ریکارڈ بھی شامل ہے جو کہ مذکورہ قانون کی دفعہ ۷ کے تحت وضع کیا گیا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل دستاویزات اور ان تک معلومات شامل ہیں:

(الف) پالیسی اور رہنما اصول (Guidelines)؛

(ب) سرکاری جائیداد سے متعلق خرید وفروخت اور اس پر اٹھایا گیا خرچہ، ایسی رقم یا اس کو خرچ کرنے کی تفصیل جو کہ کسی ادارے کو اس کے فرائض منصبی کی ادائیگی یا تکمیل کیلئے دیا گیا ہو؛

(ج) ایسی معلومات جو کسی وفاقی یا سرکاری ادارے کے تحت کئے گئے معاہدہ، لائسنس اور دیگر مراعات سے متعلق ہوں یا کسی سرکاری ادارے نے مخصوص فائدے یا مراعات کیلئے پرمٹ اور لائسنس جاری کئے ہوں اور یہ کہ وہ کن لوگوں کیلئے کن ضابطوں اور قاعدے کے تحت جاری کئے گئے؛

(د) عام آدمی سے متعلق فیصلے اور احکامات؛

(خ) دیگر ایسی دستاویزات جن کو وفاقی حکومت نے اس قانون کے تحت سرکاری ریکارڈ کے زمرے میں شامل کیا ہو؛

قانون ہذا کی دفعہ ۱۰ کے تحت تمام سرکاری اور نیم سرکاری محکموں اور ان کے تحت کام کرنے والے ادارہ جات میں ایک افسر یا اہلکار کو تعینات کیا جائے گا جس سے مطلوبہ دستاویزات کے حصول کیلئے رابطہ کیا جا سکے۔ مذکورہ افسر کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ درخواست گزار کی رسائی متعلقہ دستاویزات تک یقینی بنائے۔ دفعہ ۱۰ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت اگر کسی سرکاری عملے یا ادارے نے کوئی خاص افسر یا ملازم اس کام کیلئے مقرر نہیں کیا تو اس ادارے کا سربراہ اس قانون کے تحت نامزد شدہ افسر تصور کیا جائے گا۔

درخواست برائے حصول اطلاعات وغیرہ کا طریقہ کار:۔

قانون مذکورہ کی دفعہ ۲۱ کے تحت کوئی پاکستانی شہری وضع کردہ فارم اور مقرر کردہ فیس ادا کر کے کسی سرکاری محکمے یا

ادارے کے نامزد افسر کو مطلوبہ اطلاعات یا احکامات وغیرہ کے مہیا کرنے کیلئے درخواست دے سکتا ہے، تاہم وہ تمام امور جو پہلے ہی سرکاری جریدے میں شائع ہو چکے ہیں ان کے حصول کیلئے نامزد افسر درخواست وصول نہیں کرے گا۔

درخواست کو نمٹانے کا طریقہ کار:۔

ہر سرکاری محکمہ یا ادارے کا نامزد کردہ افسر درخواست وصول ہونے کے ۲۱ یوم کے اندر اندر مطلوبہ اطلاع یا حکم یا سرکاری ریکارڈ کی نقل درخواست دہندہ کو مہیا کرے گا۔ تاہم اگر نامزد افسر اس نتیجہ پر پہنچا ہو کہ درخواست مقرر کردہ طریقہ کار پر پوری نہیں اُترتی یا یہ کہ اس میں مطلوبہ اطلاع یا حکم کی مناسب تفصیل نہیں دی گئی ہے یا یہ کہ درخواست دہندہ مطلوبہ اطلاع یا حکم کو حاصل کرنے کا مجاز نہیں ہے، یا یہ کہ مطلوبہ معلومات یا حکم سرکاری ریکارڈ کا حصہ نہیں ہے، یا اگرچہ وہ سرکاری ریکارڈ کا حصہ ہے تاہم اس اطلاع یا حکم کو مذکورہ قانون کی دفعہ ۸ کے تحت استثنیٰ حاصل ہے تو وہ ایک تحریری حکم کے ذریعے ۲۱ یوم کے اندر درخواست دہندہ کو اس کی اطلاع کرے گا۔ دفعہ ۱۳ کی ذیلی دفعہ (۳) کے تحت ہر مجاز افسر کسی درخواست پر دی جانے والی اطلاع یا مہیا کردہ حکم کی نقل کے آخر میں اس بات کی سند دے گا کہ مہیا کردہ اطلاع بمطابق ریکارڈ درست ہے اور یہ کہ وہ سرکاری ریکارڈ کی نقل ہے۔ یہ سند نامزد اہلکار یا مجاز افسر کی دستخط شدہ ہوگی اور اس پر تاریخ بھی درج کی جائے گی۔

مستثنیٰ دستاویزات واطلاعات:۔

اگرچہ قانون ہذا پاکستان کے شہریوں کو سرکاری و نیم سرکاری محکمے اور ان کے تحت کام کرنے والے ادارے کی اطلاعات تک رسائی کا حقدار بناتا ہے تاہم مفادِ عامہ کے تحت اس میں بعض استثنائی صورتیں بھی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر دفعہ ۸، ۱۵، ۱۶ اور ۱۷ میں کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر فائلوں پر دیئے گئے نوٹ، دفتری اجلاس کی کاروائی، عبوری رائے یا ایسی کسی قسم کی سفارشات، مالی ادارہ جات کے لین دین، مسلح افواج سے متعلق معلومات یا ان کی تنصیبات، وہ ریکارڈ جو کسی شہری کی ذاتی زندگی کے متعلق ہو یا ذاتی دستاویزات جو کسی سرکاری ادارے کو دے دی گئی ہوں یا ایسا ریکارڈ جو وفاقی حکومت یا اس کے اداروں سے متعلق ہو جسے وفاقی حکومت نے محفوظ قرار دیا ہو، اسی طرح بین الاقوامی تعلقات سے متعلق اطلاع یا وہ اطلاع جو قانون کے نفاذ میں رکاوٹ کا سبب بنے یا کسی ادارے یا فرد کی ذات سے متعلق ایسی اطلاع جو معاشی یا تجارتی امور سے متعلق ہو جس کے مہیا کرنے سے کسی فرد یا ادارے کے معاشی معاملات کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو ایسی کسی بھی صورت میں مطلوبہ اطلاع نامزد افسر یا مجاز اہلکار کسی درخواست دہندہ کو مہیا نہیں کر سکے گا۔

ریکارڈ کی عدم دستیابی کی صورت میں درخواست گزار کا لائحہ عمل:۔

جہاں درخواست گزار ایسے تمام لوازمات پورے کرتا ہو اور اس کا ان معلومات تک رسائی کا حق بنتا ہو اور ایسی معلومات قانون ہذا کے تحت استثنیٰ کے زمرے میں شمار نہ ہوں اور مجاز افسر یا اہلکار اس کو متذکرہ ایام گزرنے کے بعد بھی

معلومات فراہم نہ کرتا ہو یا اس کی درخواست کو مسترد کر دیتا ہو ہر دو صورتوں میں درخواست گزار ۳۰ یوم کے اندر اندر اس اہلکار اور محکمے کے خلاف شکایت وفاقی محتسب کے دفتر میں درج کرا سکتا ہے جبکہ وفاقی محاصل یا ٹیکس سے متعلقہ معلومات کی عدم رسائی کی شکایت وہ وفاقی ٹیکس محتسب کے دفتر میں جمع کرائے گا جس پر محتسب اس کو سننے کے بعد متعلقہ ادارے اور اس کے مجاز اہلکار یا افسر کو معلومات فراہم کرنے کی ہدایت کرے گا۔

سزائیں:۔

جو کوئی کسی ایسی معلومات کو ضائع یا تلف کرے جو کہ قانون ہذا کے تحت درخواست گزار کو دی جانی تھی تو ایسے شخص کو ۲ سال تک قید کی سزا سنائی جائے گی۔

وفاقی حکومت وقتاً فوقتاً دستاویزات کے حصول کی فیس اور اس کیلئے درخواست کے مجوزہ طریقہ کار کا تعین کر سکتی ہے۔

انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا طریقہ کار

کسی بھی جمہوری معاشرے میں الیکشن کی ایک خاص اہمیت ہوتی ہے الیکشن تب ہی بامعنی اور مفید ہوتا ہے جب لوگ اپنے ضمیر کے مطابق ایک آزادانہ ماحول میں ووٹ کا استعمال کریں تاکہ اجتماعی مفاد کیلئے بہترین عوامی نمائندوں کا انتخاب ہو سکے جنہوں نے آگے چل کر ملک کا نظم ونسق چلانا ہوتا ہے۔ یہ مقصد تب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب ووٹر اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کریں۔ ووٹ ڈالنے کے عمل میں ابتدائی مرحلہ رائے دہندہ یا ووٹر کی عمر کا ہے۔ پاکستان میں ووٹر کی عمر ۲۱ سال سے کم کر کے ۱۸ سال تک کر دی گئی ہے۔ اب کوئی بھی شخص جو کہ ۱۸ سال یا اس سے زائد عمر کا ہو اپنا حق رائے دہی استعمال کر سکتا ہے۔ اس مقصد کیلئے ووٹر کو نہ صرف اپنے حق رائے دہی کا احساس ہونا چاہئے بلکہ اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حق اس نے کس طرح استعمال کرنا ہے کیونکہ ووٹ کے استعمال میں معمولی سی کوتاہی اس کے حق رائے دہی کو ضائع کر سکتی ہے۔

رائے دہندہ کی شناخت:۔

ہر ووٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ پولنگ اسٹیشن جاتے ہوئے اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کے پاس اپنا قومی شناختی کارڈ موجود ہے کیونکہ شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ووٹ ڈالنے کیلئے قابل قبول نہیں ہوگی۔ ہر حلقہ کی ووٹر لسٹ میں ووٹ دہندہ کے متعلق تمام معلومات درج ہوتی ہیں۔ جب پولنگ افسر کو اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ حلقہ کی فہرست میں ووٹر کا نام اور کوائف درج ہیں تو وہ ووٹر کے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر سیاہی کا نشان لگائے گا اور ووٹر کو بیلٹ پیپر جاری کرنے سے پہلے اس سے کاونٹر فائل پر انگوٹھے کا نشان لے گا جس کے بعد اس کو بیلٹ پیپر دیا جائے گا۔ جس ووٹر کے بارے میں عملہ کو شک یا یقین ہو کر وہ اس سے قبل اپنا حق رائے دہی استعمال کر چکا ہے تو اسے دوبارہ کسی صورت میں حق رائے دہی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

نشان لگانے کا طریقہ:۔

بیلٹ پیپر لینے کے بعد ووٹر اس جگہ یا کمرے میں جائے گا جو اس مقصد کیلئے بنایا گیا ہو۔ بیلٹ پیپر پر ربڑ کی مہر سے اُس امیدوار کے نام اور نشان پر مہر لگائے گا جسے ووٹ دینا چاہتا ہو۔ مہر لگانے کے بعد وہ بیلٹ پیپر کو تہہ کر کے پولنگ افسر کے سامنے رکھے ہوئے بیلٹ بکس میں ڈالے گا اور مہر پولنگ افسر کو واپس کرے گا۔ ووٹر کو اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ قومی اسمبلی کیلئے بیلٹ پیپر سبز رنگ کے بکس میں اور صوبائی اسمبلی کیلئے سفید رنگ کے بیلٹ بکس میں ڈالے اور ووٹ ڈالنے کے فوراً بعد پولنگ اسٹیشن سے چلا جائے۔ ووٹر کیلئے لازمی ہے کہ وہ مقررہ خانوں میں ہی مہر لگائے اور جو اس پیپر پر

اپنی شناخت ظاہر کرنے کی کوشش کرے یا ایک سے زائد امیدواروں کے ناموں کے آگے مہر لگائے یا مقررہ خانے سے باہر مہر لگائے تو ایسی صورت میں اس کا ووٹ ضائع ہو جائے گا۔

نابینا یا معذور افراد کا ووٹ ڈالنا:۔

اگر کوئی ووٹر نابینا ہو یا اتنا معذور ہو کہ وہ بغیر کسی ساتھی کی مدد کے نہ تو بیلٹ پیپر حاصل کر سکتا ہو اور نہ ووٹ ڈال سکتا ہو تو ایسی صورت میں اسے ایسے ساتھی کی مدد حاصل کرنے کی اجازت دی جائے گی جو ووٹر کی خواہش کے مطابق بیلٹ پیپر پر مہر کا نشان لگائے۔

خراب شدہ بیلٹ پیپر:۔

اگر کسی ووٹر کی بے احتیاطی سے بیلٹ پیپر خراب ہو جائے تو اس بے احتیاطی کے بارے میں پولنگ افسر کو مطلع کرنے کے بعد اسے دوسرا بیلٹ پیپر جاری کیا جا سکتا ہے۔

پولنگ کا وقت ختم ہونے کے بعد ووٹ ڈالنا:۔

ووٹ پول کرنے کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ ہر ووٹر کیلئے ضروری ہے کہ وہ مقررہ وقت پر پولنگ اسٹیشن پہنچ کر ووٹ کا حق استعمال کرے۔ مقررہ وقت ختم ہونے کے بعد ان اشخاص کے سوا، جو اس وقت پولنگ اسٹیشن کی حدود میں موجود ہوں اور جنہوں نے ابھی ووٹ نہ دیا ہو بلکہ ووٹ دینے کیلئے انتظار کر رہے ہوں، کسی اور شخص کو بیلٹ پیپر نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی ووٹ دینے کی اجازت ہوگی۔

بذریعہ ڈاک ووٹ ڈالنا:۔

ڈاک کے ذریعے ووٹ ڈالنے کی سہولت صرف سرکاری ملازمین، مسلح افواج کے ارکان، سرکاری عہدیداروں اور ایسی خواتین کیلئے ہے جو اس حلقے سے دور مقیم ہوں۔ اسی طرح کمیشن کے اعلان کے مطابق پولنگ کے عملے اور پولیس کے ایسے عملے کیلئے یہ سہولت دستیاب ہے جن کی ڈیوٹی اس پولنگ سٹیشن سے دور ہو جہاں وہ ووٹ ڈالنے کے حقدار ہیں۔ کمیشن کے اعلان کے مطابق ڈاک کے ذریعے ووٹ ڈالنے کے اہل افراد بیلٹ پیپر کے حصول کیلئے باقاعدہ فارم پر درخواست ریٹرننگ آفس کو دیں گے جہاں ان کا ووٹ درج ہوگا۔ جن افراد کو ڈاک کے ذریعے ووٹ دینے کیلئے بیلٹ پیپر جاری کر دیا جائے گا انہیں ذاتی طور پر پولنگ سٹیشن پر ووٹ ڈالنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ بیلٹ پیپر کے حصول کیلئے درخواست محکمہ کے افسر سے تصدیق شدہ ہونی چاہیئے تاکہ کوئی غیر مستحق اور غیر متعلقہ فرد بیلٹ پیپر حاصل نہ کر سکے۔ درخواست فارم پر درخواست دہندہ کا نام، والد کا نام، اگر خاوند درخواست دہندہ ہے اس صورت میں خاوند کا نام اس کا قومی شناختی کارڈ نمبر اور ووٹ نمبر درج ہونا چاہیئے اور اس پر درخواست دہندہ کے انگوٹھے کا نشان بھی ہونا چاہیے۔ ریٹرننگ افسر

بیلٹ پیپر ایک لفافے میں درخواست دہندہ کو ارسال کرے گا اور اسکے ساتھ ووٹ ڈالنے کا طریقہ کار بھی درج ہوگا۔ ڈاک کے ذریعے بیلٹ پیپر حاصل کرنے والا ووٹر اس امیدوار کا نام واضح الفاظ میں درج کرے گا جسے وہ ووٹ دینا چاہتا ہے۔ ووٹ دینے والے کو ایک ڈیکلریشن پر دستخط کرنا ہوں گے اور اگر ڈاک کے ذریعہ بھیجے جانے والے ووٹ کے ساتھ ڈیکلریشن نہیں ارسال کیا جائے گا تو یہ ووٹ مسترد کر دیا جائے گا۔ آخری تاریخ کے بعد ریٹرننگ افسر کے پاس پہنچنے والے بیلٹ پیپر اور ڈیکلریشن کو مسترد کر دیا جائے گا۔ اگر ووٹر ناخواندہ ہے تو پھر وہ کسی گزیٹڈ افسر سے بیلٹ پیپر پر اپنی مرضی کے امیدوار کا نام درج کرا سکتا ہے اور ڈیکلریشن پر گزیٹڈ افسر سے دستخط کرا سکتا ہے۔

امن وامان برقرار رکھنا:۔

قانون کے تحت کسی شخص کو بشمول ووٹر کے پولنگ اسٹیشن کے اندر کوئی ایسی صورت حال پیدا نہیں کرنی چاہیے جس سے امن وامان میں خلل پڑتا ہو۔

غیر قانونی عمل:۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں اگر کوئی شخص ووٹ ڈالنے کی کوشش کرے گا تو وہ غیر قانونی عمل کے زمرے میں آئے گا۔

(۱) ایسے موقع پر جب کہ کوئی شخص ووٹ ڈالنے کیلئے نااہل قرار دیا جا چکا ہو؛

(۲) ووٹر ایک سے زائد مرتبہ ایک ہی پولنگ اسٹیشن سے ووٹ ڈالے؛ یا

(۳) کسی کو بھی ایسے غیر قانونی عمل کے ذریعے ووٹ ڈالنے پر اُکسائے تو ان صورتوں میں زیر دفعہ ۸۳ عوامی نمائندگی ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء اس پر مقدمہ چلا کر اسے ۲ ہزار روپیہ جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

ووٹ کے اخفاء میں مداخلت کرنا:۔

مندرجہ ذیل امور ووٹ میں مداخلت کے مترادف ہیں، مثلاً

(۱) کوئی شخص ووٹ دینے کے وقت کسی رائے دہندہ کے معاملات میں مداخلت کرے یا کرنے کی کوشش کرے؛

(۲) کسی بھی طریقے سے پولنگ اسٹیشن کے اندر کسی امیدوار سے متعلق معلومات لے یا لینے کی کوشش کرے، جسکے حق میں کوئی رائے دہندہ ووٹ دینے والا ہو یا دے چکا ہو؛ اور

(۳) رائے دہندہ نے جس امیدوار کو ووٹ دیا ہو یا دینے کا ارادہ ہو وہ اس سے متعلق کوئی بھی موصولہ اطلاع کسی بھی وقت بہم پہنچائے؛

مذکورہ تمام صورتوں میں اس پر زیر دفعہ ۸۸عوامی نمائندگی ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء مقدمہ چلا کر اسے ۶ ماہ قید یا ۵ ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

اپنے آپ کو دوسرا شخص ظاہر کر کے ووٹ ڈالنا:۔

کوئی بھی شخص اگر کسی دوسرے شخص کے نام کا ووٹ استعمال کرنے کی کوشش کرے یا بیلٹ پیپر حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے تین سال قید ۵ ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

کسی بھی دستاویز بشمول بیلٹ پیپر میں کوئی بھی غیر قانونی تبدیلی:۔

مندرجہ ذیل امور ٹمپرنگ کے زمرے میں آتے ہیں۔

(الف) دفعہ ۸۷ کے تحت اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی بیلٹ پیپر یا سرکاری مہر کو خراب کرنے یا اس کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے؛ یا

(ب) جان بوجھ کر کسی پولنگ اسٹیشن سے کوئی بیلٹ پیپر نکالنے کی کوشش کرے یا خلاف قانون کسی بیلٹ پیپر کو کسی اور بیلٹ بکس میں ڈالے جس کا وہ مجاز نہ تھا؛ یا

(ج) کسی قانونی اختیار کے بغیر کسی کو بیلٹ پیپر دینے کی کوشش کرے، کسی بیلٹ بکس یا بیلٹ پیپر کو خراب کرنے، توڑنے یا کھولنے کی کوشش کرے یا اس کو استعمال کرنے کی غرض سے اس میں کسی اور صورت مداخلت کرنے کی کوشش کرے؛ یا

(د) کسی سرکاری مہر کو جو کہ ثبت ہوئی ہو کھولنے یا توڑنے کی کوشش کرے؛ یا

(ہ) کسی بیلٹ پیپر یا سرکاری مہر کی نقل بنانے کی کوشش کرے؛ یا

(و) کسی بھی ایسی کارروائی میں رکاوٹ کا سبب بنے جو کہ انتخابی عمل کے بعد شروع ہونی ہو تو ان صورتوں میں اسے چھ ماہ قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں؛

دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے بارے میں اکثر پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں لیکن شاید بہت کم لوگوں کو اس کی اہمیت، ضرورت اور نفاذ کے بارے میں علم ہے۔ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہنگامی صورت حال میں عارضی طور پر عوام کے جان و مال کے تحفظ کیلئے کیا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق ان واقعات و حالات کی نوعیت پر ہوتا ہے تا کہ ان عارضی احکام کا نفاذ امن عامہ کو محفوظ کرنے کیلئے کارگر ثابت ہو۔ اس قانون کے تحت ایسے ہنگامی حالات میں جہاں نقض امن کا خطرہ ہو، اس کے انسداد کیلئے ضلع ناظم، ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس یا ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ افسر کی تحریری سفارش پر فوری حکم صادر کرتا ہے جو دو دن تک موثر اور ایک ماہ میں سات یوم سے زیادہ نافذ العمل نہیں ہوسکتا تاہم صوبائی حکومت انسانی جان، صحت اور سلامتی کو درپیش خطرات یا بلوے یا ہنگامے کا خدشہ ہونے پر سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے اس میں دو ماہ تک توسیع کر سکتی ہے۔ واضح رہے کہ جن اضلاع میں ضلع ناظم نہ ہو وہاں موجود ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن افسر اس طرح کے حکم صادر کر سکتا ہے۔

دفعہ ہذا کے تحت ضلعی ناظم کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ جب وہ مناسب سمجھے کہ کوئی ایسا کام جو کہ تکلیف عام یا کسی امکانی خطرے کا باعث ہوسکتا ہو اور اس کے فوری تدارک کیلئے اقدام کرنا ضروری ہو تو ایسی صورت میں وہ ایک تحریری حکم کے ذریعے جس میں تمام اہم حقائق کو مدنظر رکھا گیا ہو یہ ہدایت جاری کرے کہ کوئی بھی فرد یا افراد کسی بھی ایسے فعل یا اپنے زیر قبضہ یا زیر انتظام ملکیت کی نسبت کسی بھی ایسے فعل سے باز رہیں جس سے کسی کو تکلیف ہو یا اس کے طرز عمل سے مزاحمت کا اندیشہ ہو یا انسانی جان، صحت یا امن عامہ میں خلل یا فساد یا ہنگامہ آرائی کا خطرہ ہو۔ ہر ایسے اقدام کو روکنے کیلئے وہ اس دفعہ کے تحت حکم صادر کر سکتا ہے جیسے بعض اوقات موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی ممانعت یا پتنگ بازی میں استعمال ہونے والے دھاتی تار کے استعمال پر پابندی وغیرہ۔ اس کے علاوہ بعض اوقات فرقہ وارانہ اور اشتعال انگیز تقاریر جو کہ مذہبی تعصبات کو اجاگر کرنے کا باعث بن سکتی ہوں پر بھی پابندی لگائی جا سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

یک طرفہ حکم:۔

بعض اوقات ایسی ہنگامی صورت حال کے پیش نظر جب حالات اس بات کی اجازت نہ دے رہے ہوں اور متعلقہ شخص پر جس کے خلاف حکم دیا گیا ہو تعمیل وقتِ مقررہ پر کرائی جانی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں مذکورہ دفعہ کی ذیلی شق (۲) کے تحت یک طرفہ کاروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

حکم کے خلاف دائری درخواست:۔

دفعہ ۱۴۴ کے تحت مجاز اتھارٹی کے حکم کیخلاف ضرررسیدہ شخص ازخود یا اپنے وکیل کے ذریعے درخواست برائے منسوخی حکم دائر کرسکتا ہے یا وہ مجاز اتھارٹی ازخود بھی ایسے حکم کو وجوہات درج کر کے منسوخ کرسکتی ہے۔

حکم عدولی کی سزا:۔

جب کوئی شخص کسی ایسے قانونی حکم جس کو کسی مجاز اتھارٹی نے جاری کیا ہو پر عمل درآمد سے انکار کرے، تعمیل نہ کرے یا اس کی تعمیل میں تاخیر یا اس کی نافرمانی کرے مثلاً کسی جائز کام میں رکاوٹ کا باعث بنے، رنج یا نقصان کے خطرے سے دوچار کرے یا اس کا باعث بنے تو ایسی صورت میں اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والے کو تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۱۸۸ کے تحت ایک ماہ قید کی سزا دی جائے گی یا دوسو روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ لیکن ایسی حکم عدولی جو انسانی جان، صحت وسلامتی کو خطرے سے دوچار کرے یا اس کا باعث بنے یا کوئی بلوہ یا ہنگامہ برپا کرے یا برپا کرنے کا باعث بنے تو اس کو چھ ماہ تک قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

حکومتی مقدمات

حکومت کے خلاف دائری دعویٰ کا طریقہ کار عام دائری دعویٰ سے مختلف ہوتا ہے جسکی وضاحت ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۷۹، ۸۰ اور ۸۱ میں کی گئی ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ ۷۹ کے تحت ایسے مقدمات جواز طرف یا بنام سرکار ہوں، ان میں افسر مجاز بطور مدعی یا مدعا علیہ حسبِ ذیل ہونگے۔

۱۔ وفاقی حکومت کی طرف سے یا اس کے خلاف کی صورت میں وفاقی حکومت؛

۲۔ صوبائی حکومت کی جانب سے یا اس کے خلاف کی صورت میں صوبائی حکومت؛

ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۸۰ کے مطابق حکومتی مقدمات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ مقدمہ جو حکومت کے خلاف کیا جائے۔

۲۔ مقدمات جو سرکاری / پبلک افسر کے خلاف اس کارِ منصبی کے بارے میں کئے جائیں جو اس نے بطور ایک سرکاری افسر کے اپنی سرکاری حیثیت میں سرانجام دیئے ہوں۔

سرکاری افسران کے خلاف نوٹس اور اس کا مقصد:۔

ایسے مقدمات کی دائری سے قبل نوٹس کی تعمیل لازمی ہے۔ اس سلسلہ میں نوٹس مندرجہ ذیل نمائندگان کو ارسال کئے جائیں گے۔

۱۔ وفاقی حکومت کے خلاف مقدمہ کی صورت میں اس حکومت کے سیکریٹری کے نام،

۲۔ صوبائی حکومت کے خلاف کسی مقدمہ کی صورت میں ماسوائے اس کے جو ریلوے کے معاملات سے متعلق ہوں، اس حکومت کے سیکریٹری یا اس ضلع کے کلکٹر اور مینجر کے نام۔

حکومت کے سیکریٹری کو نوٹس دینے کا مقصد یہ ہے کہ معاملہ حکومت کے اعلیٰ عہدے داروں کے علم میں لایا جائے۔

سرکاری افسران کے خلاف دعوؤں میں اس صورت میں نوٹس دیا جانا ضروری ہے جب؛

۱۔ دعویٰ سرکاری افسر کی طرف سے انجام دیئے گئے کسی فعل کے بارے میں کیا گیا ہو؛

۲۔ سرکاری افسر نے ایسا فعل اپنی سرکاری حیثیت میں انجام دیا ہو؛

سرکاری ملازم کی صورت میں نوٹس میں مدعی کا نام، بنائے دعویٰ، جائے سکونت اور دیگر تفصیلات درج کرنا لازمی ہوگا جسے اس کے کام کرنے کی جگہ پر ارسال کیا جائے گا۔

ذاتی حاضری اور گرفتاری سے استثناء:۔

کوئی بھی سرکاری افسر جن امور کو سرکاری حیثیت میں سرانجام دیتا ہو اس کو سرکاری امور کہا جائے گا۔ اِن میں ایسے تمام افعال شامل ہیں جن کو اس نے اپنے فرضِ منصبی کے تحت انجام دیئے ہوں۔ ایسے افعال کی نوعیت کے لحاظ سے اگر اس کے خلاف سرکاری نوعیت کی کاروائی ہو رہی ہو تو ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۸۱ کی رو سے اس کاروائی کے دوران سرکاری افسر کو نہ تو گرفتار کیا جائے گا نہ ہی اس کی جائیداد قرق کی جائے گی اور وہ اصالتاً عدالتی حاضری سے بھی مستثنیٰ ہوگا۔ ایسی صورت میں عدالت کو مطمئن کرنا ہوگا کہ مدعاعلیہ (سرکاری ملازم) بلاحرج کار سرکار اپنے عہدہ سے غیر حاضر نہیں رہ سکتا۔

اجرائے ڈگری:۔

ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۸۲ کی رو سے جب ڈگری کسی سرکاری عہدہ دار کے خلاف کسی ایسے فعل سے متعلق جاری ہو جائے جو اس نے اپنے فرضِ منصبی کے تحت کیا ہو یا حکومت کے خلاف اس کے کسی فعل کی بابت ہو تو ڈگری میں اس میعاد کا تعین درج ہوگا جس دوران اس پرعمل درآمد مقصود ہو۔ اگر اس مقررہ مدت کے اندر اس پرعمل درآمد نہ ہو تو عدالت مقدمہ سے متعلق مزید احکامات لکھ کر اسے صوبائی حکومت کو پیش کرسکتی ہے جس کی میعاد تین ماہ تک ہوسکتی ہے۔

اصول امر مانع

قانونی تنازعات میں جہاں انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا ہوتا ہے وہاں غیر ضروری مقدمات کی روک تھام بھی مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قانون نے امر مانع کا اصول وضع کیا ہے جس پر قیاس قانونی پیدا ہوتا ہے جس کا مقصد لوگوں کو اپنے ایسے بیانات کی نیک نیتی اور صداقت کا قانوناً پابند کرانا ہے جن پر دوسرے شخص نے عمل کیا ہو، مثلاً ایسے واقعات جو ایک مرتبہ اہمیت کے ساتھ بیان کئے گئے ہوں بعد میں بیان کنندہ ان سے انکار نہ کر سکے۔

اصول امر مانع بنیادی طور پر قانون شہادت کا اصول ہے اور اسے شہادت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ قانون شہادت مجریہ ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۱۱۴ کے تحت اس اصول کی وضاحت کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بیان یا عمل سے یا صریحی یا معنوی طور پر تسلیم یا قبول کرنے سے یا دیگر کسی فعل یا ترک فعل سے عمداً کسی اور شخص کو یہ باور کرائے یا باور کرنے دے کہ کوئی کہی ہوئی بات صحیح ہے اور اس یقین پر عمل بھی کرنے دیا ہو تو ایسے شخص یا اس کے قانونی نمائندے کو اس بات کی اجازت نہ ہوگی کہ وہ کسی مقدمہ یا کاروائی میں اپنی جوابدہی میں اس بات کی صداقت سے انکار کرے۔ مثلاً ایک شخص کا باپ زندہ ہے اور وہ اپنے باپ کی جائیداد میں سے اپنے حصے کی جائیداد کسی دوسرے شخص پر فروخت کر دیتا ہے۔ بعد میں باپ کی وفات کے بعد وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ جائیداد مجھے واپس کی جائے کیونکہ یہ میرے باپ کی طرف سے میرا حصہ ہے۔

قانون شہادت کے تحت اصول امر مانع تحریری دستاویز یا زبانی ہوتا ہے۔ اس اصول کا اطلاق صرف دیوانی نوعیت کے مقدمات پر ہوگا جبکہ فوجداری نوعیت کے مقدمات پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔

امر مانع کی تکمیل کیلئے اصول:۔

۱۔ امر مانع کسی اعلان، فعل یا ترک فعل کی بناء پر ہو؛

۲۔ ایسی عرضداشت کسی موجودہ واقعہ سے متعلق ہو، اور اس نیت کے ساتھ ہو کہ اس پر یقین ہو اور عمل درآمد کیا جائے؛

۳۔ ایسے شخص کو اس عرضداشت کی سچائی پر یقین ہو؛

۴۔ جو بات باور کرائی گئی ہو وہ واضح اور صاف ہونی چاہیئے، اس بات یا عمل کا فوری طور پر نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہو؛

۵۔ یقین کرنے والے شخص کو اگر اصل حقیقت کا علم ہو تو وہ اصول امر مانع کا فائدہ نہیں اٹھا سکے گا؛

۶۔ امر مانع باہمی اور دوطرفہ ہونا چاہیے، دونوں فریق اسکے پابند ہونگے؛

۷۔ یہ اصول صرف مخالف فریق یا شریک کے خلاف موثر ہوتا ہے۔ دیگر اشخاص اس کے پابند نہیں ہوتے؛

۸۔ متضاد امر مانع ایک دوسرے کو بے اثر کر دیتے ہیں؛ اور

۹۔ کسی قانون کے خلاف امر مانع مخالف موثر نہ ہوگا؛

فراڈ، دھوکہ دہی کی بنیاد پر حاصل کی گئی ڈگری یا عدالتی حکم

دیوانی نوعیت کے تنازعات میں قانون کا منشا یہ ہے کہ فریقین کے درمیان تمام معاملات ایک دفعہ عدالت کے سامنے آنے کے بعد حتمی طور پر ختم ہو جائیں۔ عام حالات میں ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۲(۲) کے لاگو ہونے سے قبل کسی بھی غیر قانونی حکم یا ڈگری کو بذریعہ دعویٰ دیوانی چیلنج نہیں کیا جا سکتا تھا تاہم مذکورہ دفعہ کے لاگو ہونے کے بعد اب کسی ڈگری، حکم یا فیصلہ کو فراڈ، غلط بیانی، عدم سماعت اختیار کی صورت میں ایک علیحدہ دعویٰ دائر کرنے کی بجائے اسی عدالت میں بذریعہ درخواست چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کو لامتناہی سلسلہ مقدمات سے بچانا ہے۔ جب کوئی شخص عدالت کے فیصلہ، ڈگری یا حکم کے جواز پر فریب یا غلط بیانی کے عذر یا عدم اختیار سماعت کی بناء پر اعتراض کرتا ہے تو ضابطہ دیوانی کی اس دفعہ کے تحت اس کیلئے یہ چارہ کار موجود ہے کہ اس عدالت میں درخواست دے جس نے آخری فیصلہ دیا ہو یا ڈگری یا حکم جاری کیا ہو نہ کہ وہ نئے سرے سے ایک علیحدہ مقدمہ دائر کرے۔

ضابطہ دیوانی کی یہ دفعہ اس لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے کہ اس کے تحت کسی بھی دیوانی عدالت یا ٹریبونل کے کسی ایسے فیصلے کو نئے دعویٰ کے ذریعے چیلنج کرنے کی بجائے دیوانی عدالتوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ متاثرہ فریق کی درخواست پر اس بات کا فیصلہ دے کہ آیا چیلنج شدہ فیصلہ یا ڈگری کو غلط بیانی، عدم موجودگی اختیار سماعت، دھوکہ یا فراڈ کے ذریعہ سے تو نہیں حاصل کیا گیا۔

اس قانون کا اطلاق:۔

ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۲(۲) کے تحت ایسی درخواست موصول ہونے پر پہلے عدالت یہ تعین کرے گی کہ آیا یہ درخواست قابل سماعت ہے یا نہیں اور یہ کہ یہ نیک نیتی سے دائر کی گئی ہے۔ اس دفعہ کے تحت ہر دیوانی عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے کسی ایسے فیصلے کو واپس لے لے، اس میں ترمیم کر لے یا بالکل فسخ قرار دے دے۔

حکم قطعی:۔

لفظ حکم سے مراد وہ احکام ہیں جو آخری فیصلے، ڈگری اور حکم کی نوعیت کے ہوں، جن کو قطعیت حاصل ہو۔ واضح رہے کہ عبوری نوعیت کے حکم پر دفعہ ۱۲(۲) کا اطلاق نہ ہوگا۔ یہاں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ کوئی بھی عدالت از خود بھی یہ اختیارات استعمال کر کے کسی دھوکہ دہی کی بناء پر اپنے کسی حکم کو واپس لے سکتی ہے۔

درخواست کے مناسب فورم:۔

چونکہ ابتدائی دیوانی عدالت کا فیصلہ اپیل میں جاتا ہے اور عدالت اپیل کی ڈگری کی سماعت نگرانی کا اختیار رکھنے

والی عدالت یعنی عدالت عالیہ میں جاتی ہے۔ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۲(۲) کے تحت درخواست اس عدالت کے روبرو پیش کی جائے گی جو آخری فیصلہ، ڈگری یا حکم صادر کرتی ہے مگر جہاں آخری فیصلہ عدالت اپیل نے صادر کیا ہو اور اس کے خلاف نگرانی کی اپیل عدالت عالیہ نے ابتدائی سماعت میں خارج کر دی ہو تو ایسی صورت میں بھی درخواست اس عدالت اپیل کو پیش کی جائے گی نہ کہ عدالت عالیہ کو۔

اگر ایسی درخواست عدالت اپیل کے روبرو دائر کی گئی ہو تو اِسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس امر کے تعین کے لیے کہ آیا ڈگری، حکم یا فیصلہ، فراڈ کر کے حاصل تو نہیں کیا گیا۔ اس معاملے کی نوعیت جانچنے کے لیے وہ اِسے عدالت ابتدائی کو بھیج سکتی ہے۔

دائری درخواست کے ضروری لوازمات:۔

۱۔ ایسی درخواست میں فراڈ اور غلط بیانی کو تمام تر تفصیلات کے ساتھ بیان کرنا ضروری ہے۔

۲۔ اس دفعہ کے تحت مصالحت پر کئے گئے فیصلوں کو بھی چیلنج کیا جا سکتا ہے، تاہم اس دفعہ کے تحت درخواست اس بناء پر نہیں دائر کی جا سکتی کہ ڈگری یا فیصلہ میں جو شہادت پیش کی گئی تھی وہ جھوٹی تھی۔

۳۔ چونکہ قانون میعاد مجریہ ۱۹۰۸ء میں کوئی واضح میعاد اس درخواست کے دائر کرنے کیلئے نہیں دی گئی اس لئے عمومی آرٹیکل ۱۸۱ کے تحت ایسی درخواست کی دائری کیلئے تین سال کی میعاد ہوگی۔ واضح رہے کہ اس میعاد کا آغاز فریق متاثرہ کے علم سے شروع ہوگا یعنی جب اس کے علم میں فراڈ کی بنیاد پر ڈگری یا عدالتی حکم کا حاصل کیا جانا آئے گا۔

متروکہ جائیداداوراس کا انتظام

متروکہ وقف جائیداد سے مراد ایسی جائیداد ہے جو کہ کسی مذہبی یا تعلیمی ادارے یا ان سے متعلقہ دیگر اداروں کو وقف کی گئی ہو۔ وفاقی حکومت نے متروکہ جائیداد کے انتظام اور اس سے متعلقہ معاملات کے تصفیہ کے لئے متروکہ جائیداد کے انتظام وتصفیہ کا قانون مجریہ ۱۹۷۵ء نافذ کیا ہے جس کے تحت ایک بورڈ تشکیل دیا گیا ہے جس کی ذمہ داریوں میں کسی متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کو رکھنے، حاصل کرنے، یا اس کا تصفیہ کرنے کے اختیارات شامل ہیں۔ یہ ادارہ متروکہ جائیداد سے متعلق معاملات میں فریق بھی بن سکتا ہے جس کا اعلان سرکاری جریدہ میں ہوگا۔

بورڈ کے کار منصبی کا طریقہ کار:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ 4 کے تحت بورڈ کے کار منصبی کے طریقہ کار کی وضاحت کی گئی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) وفاقی حکومت کی ہدایت پر بورڈ عمومی طور پر تمام امور سرانجام دے گا اور بالخصوص متروکہ جائیداد کا انتظام سنبھالے گا، اور قانون کے تحت اِس کی دیکھ بھال اور معاملات کے تصفیہ کے لئے جو بھی مناسب سمجھے اقدامات اُٹھائے گا۔

(۲) وہ ایسی تمام جائیداد کا ریکارڈ رکھے گا اور ہر سال 31 مارچ تک وفاقی حکومت کو اسکا سالانہ بجٹ پیش کرے گا، اور اس ضمن میں اِس پر جو خرچہ اُٹھایا گیا ہو، اس کی تفصیلات پیش کریگا۔ اسی طرح کسی بھی مالیاتی ادارے سے لیئے گئے قرض، اور خریدی گئی جائیداد جو کہ اس قانون کے اغراض ومقاصد کے پیش نظر متروکہ جائیداد کے لئے ضروری سمجھی جائے اور کسی بھی ایسی جائیداد جس کو فروخت کیا گیا ہو یا جسکا تصفیہ کیا گیا ہو، یا کسی ادارے کو ایسی شرائط پر منتقل کر دی گئی ہو جو کہ وفاقی حکومت نے وضع کی ہوں کی تفصیلات پیش کرے گا اور اس کے ساتھ درج ذیل امور بھی سرانجام دے گا۔

(i) کسی وفاقی حکومت کے کہنے پر کسی جائیداد کو رھن رکھنا؛

(ii) وفاقی حکومت کی اجازت سے ایسے ادارے کو تحلیل کرنا جو کہ اپنے اغراض ومقاصد پورے کر چکی ہو؛

(iii) مقدس مقامات کی دیکھ بھال پر خرچ کرنا؛

(iv) زائرین کے لئے ان کے مقدس مقامات پر سہولیات کی فراہمی؛

(v) بیواؤں، یتیموں، اور غریبوں کے لئے رہائش کا بندوبست کرنا، تعلیمی، ٹیکنیکل اداروں کا قیام عمل میں لانا، صحت کی دیکھ بھال سے متعلق ادارے، ہسپتال قائم کرنا؛

(vi) ایسی جائیداد جس کے ذمہ بورڈ کے بقایاجات ہوں اس کو بند کر کے سر بمہر (Seal) کرنا؛

(vii) ٹرسٹ کی زرعی زمینوں کے لئے ایسی تدابیر کرنا جس سے اُنکی پیداوار بڑھ جائے اور متروکہ زمین کی قیمت میں اضافہ ہو؛

(viii) وفاقی حکومت کی منظوری سے کسی بھی فلاحی مقصد کے لئے رقم لگانا؛

(ix) وفاقی حکومت کی منظوری سے متروکہ جائیداد پر کسی صنعتی پیداوار کے لئے عمارات بنانا؛

(x) مقررہ شرائط پر ملازمین کو بھرتی کرنا؛

(xi) کوئی بھی ایسی منصوبہ بندی کرنا، اسکیم بنانا جو کہ اس قانون کے اغراض ومقاصد کے لئے ضروری ہو؛

(xii) عدالت میں دائری مقدمہ کے لیے یا بطور مدعا علیہ پیش ہونا۔

متروکہ جائیداد سے متعلق تصفیہ جات اور اپیل:۔

متروکہ جائیداد سے متعلق فیصلہ:۔

متروکہ جائیداد سے متعلق انتظامات وتصفیہ جات کا قانون مجریہ ۱۹۷۵ء متروکہ وقف پراپرٹی کے انتظامی امور اوراس کی دیکھ بھال اس کے انتظام اوراس کے تصفیہ جات سے متعلق ہے۔متروکہ جائیداد سے متعلق فیصلہ چونکہ دیوانی نوعیت کا ہوتا ہے لہذا اس میں متاثرہ فریق کو اپیل کا حق بھی دیا گیا ہے۔ایسے تمام فیصلوں کا اختیار بورڈ کے پاس ہے جو کہ مذکورہ قانون کی دفعہ 3 کے تحت تشکیل دیا گیا ہے جو اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ آیا متروکہ جائیداد کسی خیراتی، دینی، یا تعلیمی ٹرسٹ کے ساتھ متصل ہے۔ایسا فیصلہ چیئرمین، متروکہ املاک بورڈ کریگا جس کے بعد اس جائیداد کا بطور متروکہ جائیداد سرکاری اعلامیے میں اعلان کیا جائے گا تاکہ عوام الناس کو آگاہی ہو اور اسکا انتظام وکنٹرول متروکہ جائیداد کے بورڈ کے حوالے کردیا جائے گا۔تاہم انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا کوئی بھی حکم اس وقت تک جاری نہیں کیا جائے گا جب تک کہ متاثرہ فریق کو سننے کا موقع فراہم نہ کیا گیا ہو۔

چیئرمین یا بورڈ کے اُس افسر کو جسے وفاقی حکومت نے بذریعہ نوٹیفکیشن مقرر کیا ہو اس قانون کے تحت مقدمہ کی سماعت کے دوران وہی اختیارات حاصل ہونگے جو کہ دیوانی یا فوجداری عدالتوں کو حاصل ہوتے ہیں۔

عدالتی استثنٰی:۔

اس قانون کے تحت وفاقی حکومت دیگر افسران کی طرف سے حاصل شدہ اختیارات کے تحت جاری کیئے گئے فیصلوں کو کسی بھی دیوانی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جائے گا۔

فیصلہ سے متعلق اپیل:۔

کوئی بھی ایسا شخص جو اس قانون کے تحت کیئے گئے فیصلہ سے متاثر ہوا ہو، فیصلہ کے 15 یوم کے اندر اندر اس کے خلاف اپیل دائر کر سکتا ہے۔

(ا) اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر یا ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر کے فیصلے کے خلاف اپیل ایڈمنسٹریٹر کے پاس دائر ہوگی۔

(۲) ایڈمنسٹریٹر کے فیصلے کے خلاف اپیل چیئر مین کے پاس دائر ہوگی۔

واضح رہے کہ اگر ایڈمنسٹریٹر نے اپنے حکم میں اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر یا ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر کے فیصلہ کو بحال رکھا ہو تو اس کے خلاف اپیل دائر نہیں ہوگی لیکن ایسا حکم جس میں ایڈمنسٹریٹر نے اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر، یا ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر کے فیصلہ کو بحال نہ رکھا ہو اس کے خلاف اپیل چیئر مین کے پاس دائر کی جاسکے گی۔

وفاقی حکومت کو اپیل:۔

دفعہ 17 کے تحت وفاقی حکومت کو اس امر کا اختیار ہے کہ وہ کسی بھی وقت اپنی صوابدید پر یا متاثرہ فریق کی درخواست پر کسی بھی ایسے معاملہ کو جو کہ چیر مین، ایڈمنسٹریٹر، ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر، یا اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر کے پاس زیر التواء ہو منگوا سکتی ہے، اس کا ریکارڈ طلب کر سکتی ہے یا ایسے فیصلہ جات جن میں کوئی بے ضابطگی پائی جائے ان پر وفاقی حکومت نگرانی میں ایسا حکم صادر کر سکتی ہے جس کو وہ مناسب خیال کرتی ہو، تاہم متاثرہ فریق چیئر مین، ایڈمنسٹریٹر، ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر یا اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر کے حکم کے خلاف نگرانی کی اپیل 15 یوم کے اندر اندر دائر کرے گا بصورت دیگر وہ اپنا حق نگرانی استعمال نہیں کر سکتا۔ مذکورہ قانون کی دفعہ 19 کے تحت اپیل کی درخواست دائر کرنے کے لئے قانون میعاد مجریہ 1908ء کی دفعات 5 اور 12 لاگو ہوں گی۔

سزا:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ 22 اور 23 کے تحت کوئی بھی شخص جو متروکہ املاک رکھتا ہو یا متروکہ جائیداد پر قابض ہو اور یہ جانتا ہو کہ جائیداد متروکہ ہے اور اس بات کو ظاہر نہ کرے، یا حقائق کو غلط طریقے سے پیش کرے تو عدالت وفاقی حکومت کی تحریری شکایت پر ایسے شخص کے خلاف کاروائی کرے گی اور جرم ثابت ہونے پر ایسا کرنے والے شخص کو تین سال تک قید کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

ووٹ کے اندراج کے ضمن میں ڈسپلے سنٹر انفارمیشن افسر کے فرائض

نئی کی گئی مردم شماری کی بنیاد پر ایک انتخابی فہرست از سرِ نو مرتب کی گئی ہے لیکن کئی شہریوں کے نام خانہ شماری میں کسی نہ کسی وجہ سے رہ گئے ہیں۔ انتخابی فہرست کے مسودہ کی اشاعت سے ۱۸ سال یا اس سے زائد عمر کے شہریوں کو یہ موقع فراہم کیا گیا ہے کہ وہ ملاحظہ کریں کہ انھیں باضابطہ طور پر شمار کیا جا چکا ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انھیں انتخابی فہرست میں اپنے دیگر کوائف کو بھی درست کرنے کا موقع ملے گا۔ اس کے ساتھ شہریوں کو اعتراض داخل کرنے کا موقع ملے گا کہ آیا کسی ایسے شخص کا انتخابی فہرست میں اندراج تو نہ ہے جو کہ اُس کے انتخابی حلقہ سے متعلق نہ ہے یا اس کا اہل نہ ہے۔ اس حوالے سے شہریوں کو ضروری معلومات بہم پہنچانے کے لیے ڈسپلے سنٹرز کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

ڈسپلے سنٹر میں عوام کی آگاہی کے لئے ایک انفارمیشن افسر مقرر کیا جائے گا جو کہ ووٹ ڈالنے والے عوام کے لئے ایک رابطہ کار کا فریضہ انجام دے گا جو کہ انتخابی عمل میں اہم کردار اور ذمہ داری کے حامل ہیں۔ انفارمیشن افسر کا رویہ اور طرزِ عمل عوام کے ساتھ اچھا ہونا چاہیے جس کی بناء پر رائے دہندگان اور امیدواران بھی اچھے برتاؤ کا مظاہرہ کریں گے۔ انفارمیشن افسر کے فرائض منصبی درج ذیل ہیں:۔

(۱) شہریوں کو فہرست میں اپنا نام تلاش کرنے میں مدد دینا:۔

انفارمیشن افسر پر لازم ہے کہ شہری انتخابی فہرست میں اپنا نام دیکھنے آئے تو اس کا نام تلاش کرنے میں مدد دے شہری سے اُس کے انتخابی حلقہ جس میں وہ رہائش پذیر ہے یا اس انتخابی حلقہ کے بارے میں پوچھیں جس میں وہ خود کو رجسٹر شدہ سمجھتا ہو شہری سے اسکا گھرانہ نمبر معلوم کرے، جس کے پاس اُسکا نام تلاش کرے۔

(۲) فارم جمع کرانے میں شہریوں کی مدد کرنا:۔

ڈسپلے سنٹر کا انفارمیشن افسر شہریوں کو انتخابی فہرست ملاحظہ کرنے کی دعوت دیگا اور ان کو یہ معلوم کرنے میں مدد دے گا کہ آیا ان کے کوائف صحیح طور پر درج ہیں اور ان کو درج ذیل فارم بھرنے میں مدد فراہم کرے گا۔

(ا) اگر شہریوں کے نام انتخابی فہرست میں درج نہیں ہیں تو ان کو اپنا نام درج کرانے کی درخواست مکمل کرنے میں مدد فراہم کرے گا جس کے لئے فارم IV بھرنا ہوگا۔

(ب) شہریوں کو کسی اندراج پر اعتراض داخل کرنے کی درخواست مکمل کرنے اور درخواست اسسٹنٹ

رجسٹریشن افسر کے پاس یا ریوائزنگ اتھارٹی کے پاس داخل کرنے میں مدد فراہم کرنا جس کے لئے شہریوں کو فارم V دینا ہوگا اور اس کو بھرنا ہوگا۔

(ج) شہریوں کو انتخابی فہرست کے اندراجات درست کرنے کی درخواست مکمل کرنے اور داخل کرانے میں مدد فراہم کرنا جس کے لئے مجوزہ فارم VI دینا ہوگا اور اسکو بھرنا ہوگا۔ انفارمیشن افسران تمام فارموں میں درج ذیل معلومات کے صحیح اندراج کو یقینی بنائیں گے جیسے کہ انتخابی حلقہ نمبر کا نام، دعویدار کی جنس، مذہب، والد یا خاوند کا نام رہائش، مکان، شہر تحصیل، ضلع، تاریخ پیدائش، عمر اور اسکے علاوہ دیگر معلومات جو کہ متعلقہ فارم پر چاہئیں اور شہری کا قومی کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ، اگر کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ نہیں ہے تو اس کا قومی شناختی کارڈ کا نمبر درست طور پر نقل کرنا۔ تاہم شہری کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ڈسپلے سنٹر میں اپنا کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ لے کر آئے۔

(۳) شہری کے پاس کمپیوٹرائزڈ یا قومی شناختی کارڈ نہ ہونے کی صورت میں:۔

انفارمیشن افسر پر لازم ہے کہ وہ شہری کو بتائیں کہ اُس کا نام کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ یا قومی شناختی کارڈ کے بغیر درج نہیں ہوسکتا ہے تاہم اس شہری کو چاہیے کہ وہ نادرا کمپیوٹر شناختی کارڈ حاصل کرنے کے بعد ڈسپلے سنٹر جا کر از خود دکھا دیں۔ بصورت دیگر اگر وہ شہری اشاعت کی مدت کے ۲۱ روز تک ایسا نہ کر پائے تو پھر اُسے ۲۰۰۷ کی حتمی کمپیوٹرائزڈ انتخابی فہرستوں کی اشاعت کے بعد ضلع کے رجسٹریشن افسر (اسسٹنٹ الیکشن کمشنر) کے پاس اپنے نئے کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ کے ساتھ درخواست داخل کرنا پڑے گی۔ انفارمیشن افسر شہری کو رجسٹریشن افسر کا نام پتہ اور ٹیلی فون نمبر فراہم کریگا۔

صوبہ خیبر پختونخوا میں استغاثہ کی پیروی کے لیے ادارے کا قیام اور اس کے فرائض واختیارات

صوبہ خیبر پختونخوا میں فوجداری مقدمات میں استغاثہ کی پیروی کے لیے ادارے کے قیام اور فرائض واختیارات کے نام سے ۲۰۰۵ء میں ایک قانون نافذ کیا گیا جس کا مقصد انصاف کی فراہمی اور اس سے متعلقہ معاملات کے لئے فوجداری عدالتوں میں استغاثہ جات کی بہتر پیروی کے لئے الگ ادارے کا قیام ہے جس کا اطلاق پورے خیبر پختونخوا پر ہے۔اس کے تحت قائم پراسیکیوشن سروس مندرجہ ذیل سرکاری وکلاء پر مشتمل ہوگی۔

(الف) پراسیکیوٹر جنرل، جو کہ صوبے میں پراسیکیوشن سروس کا انچارج ہوگا اور اس کی مدد کیلئے حکومت کی طرف سے مقررہ تعداد کے مطابق ریجنل ڈائریکٹر، اسسٹنٹ پراسیکیوٹر اور ایسے دیگر افراد جنکی تقرری حکومت وقتاً فوقتاً کرے گی۔

(ب) ہر ضلع کی سطح پر ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر یا پبلک پراسیکیوٹر ہوگا، جو کہ اپنے ضلع میں پراسیکیوشن کا انچارج ہوگا اور فوجداری مقدمات کی پیروی کی ذمہ داری کے حوالے سے عدالت مجاز میں اپنے فرائض سرانجام دے گا جو فوجداری مقدمات کے دوران عوامی مفاد کے تحفظ وغیرہ کے لیے ضروری ہوں۔

مقدمات کی پیروی کے لحاظ سے قابل راضی نامہ جرائم کی اقسام اور طریقہ کار:۔

پیروی کے لحاظ سے قابل راضی نامہ جرائم کو دو طرح سے تقسیم کیا گیا ہے جو کہ سزا کی نوعیت کے لحاظ سے ہے۔ مقدمات جن میں سزا ۷ سال سے زائد ہو، اس میں ڈائریکٹر جنرل پراسیکیوشن اور ایسے قابل راضی نامہ جرائم جن کی سزا ۷ سال تک یا اس سے کم ہو، ان میں ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کو اختیارات حاصل ہونگے کہ اگر مقدمہ کے فریقین کے مابین راضی نامہ کیا جا سکتا ہو یا راضی نامہ ہو سکتا ہو تو ایسی صورت میں وہ استغاثہ کو روک دے۔ راضی نامہ ہونے کی صورت میں مقدمہ خارج کر دیا جائیگا۔ راضی نامہ مقرر کردہ میعاد کے اندر طے نہ پانے کی صورت میں رپورٹ مجاز عدالت میں پیش کر دی جائیگی۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مقدمہ بدنیتی پر مبنی ہے، بلاوجہ دائر کیا گیا ہے، کمزور شہادت کی بنیاد پر مبنی ہے تو ایسی صورت میں ڈائیریکٹر جنرل پراسیکیوشن یا ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر عدالت سے مقدمہ خارج کرنے کی درخواست کر سکتا ہے۔ تاہم مقدمہ خارج کرنے کی وجوہات تحریر کی جائیں گی اور درخواست کے ساتھ دفعہ ۱۷۳ ضابطہ فوجداری کے تحت رپورٹ بھی لگائی جائیگی۔ عدالت از خود بھی درخواست کو نمٹا سکتی ہے۔

ڈائریکٹر جنرل پراسیکیوشن ایڈووکیٹ جنرل کے تعاون سے تمام زیرِ سماعت فوجداری اپیلوں، نگرانی اور دیگر قانونی چارہ جوئی جو کہ عدالت عظمیٰ، متعلقہ صوبے کی عدالت عالیہ یا صوبے کی کسی دیگر عدالت میں ہو سے مکمل باخبر ہوگا اور تمام صوبے میں فوجداری عدالتوں میں پبلک پراسیکیوٹرز مہیا کریگا۔

ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر مقدمات سے متعلق تفتیشی افسر کو اطلاع دیتا رہے گا جبکہ مقدمہ کے اندراج کے بعد انچارج تھانہ لازمی طور پر ابتدائی اطلاعی رپوٹ (F.I.R) کی نقل ضلع کے تفتیشی افسر کو بھیجے گا اور تفتیشی سربراہ کو ضروری ہدایات جاری کرے گا۔ اس کے علاوہ ضلع میں درج مختلف مقدموں کے تمام تفتیشی افسران ایسے تمام عمل کا معائنہ، جانچ پڑتال اور نگرانی کریں گے۔ تھانہ کا انچارج ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کو ایسے تمام اشخاص کی گرفتاری کے بارے میں مطلع کرے گا جنہیں بغیر وارنٹ گرفتار کیا گیا ہو۔

دھماکہ خیز مواد کا قانون مجریہ ۱۹۰۸ء

دھماکہ خیز مواد (Explosive substances) کا استعمال مختلف اوقات میں مختلف مقاصد کیلئے کیا جاتا ہے۔ اگر کسی ایسے مواد کا استعمال پرُامن مقاصد کیلئے ہو جیسے سڑکوں کی تعمیر کے لئے راستے میں آنے والی چٹانوں کو توڑنا، تو ایسی صورت میں ایسے مواد کو قانون کے مطابق رکھا اور استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تاہم ملک میں امن وامان کی صورتحال کو خراب کرنے، انتشار پھیلانے اور جانی اور مالی نقصان پہنچانے کے لئے بھی بعض ملک دشمن عناصر غیر قانونی طور پر دھماکہ خیز مواد کا استعمال کرتے ہیں۔ ایسی صورت حال سے نمٹنے کیلئے قانون دھماکہ خیز مواد، ۱۹۰۸ء (The Explosive Substances Act, 1908) نافذ العمل ہے جسکا اطلاق پورے پاکستان میں ہوتا ہے۔

دھماکہ خیز مواد کی تعریف:۔

دھماکہ خیز مواد کے قانون مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۲ کے مطابق، کوئی بھی مواد جو کہ دھماکہ خیز اشیاء بنانے کے کام آئے دھماکہ خیز مواد سمجھا جائے گا، مزید برآں کسی بھی دھماکے میں یا کسی دھماکہ خیز مواد کے ساتھ کوئی بھی آلہ، مشینی اوزار یا آلات جن کی وجہ سے اس کا استعمال ممکن ہو یا اس میں معاون ہو، دھماکہ خیز مواد میں شامل ہے۔

دھماکہ کرنے کی سزا جس سے جان یا جائیداد کو خطرہ ہو:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۳ کے مطابق، کوئی بھی شخص جو غیر قانونی طور پر اور عداوت سے دھماکہ خیز مواد کے ذریعے اس نوعیت کا دھماکہ کرے جس سے جانی نقصان یا جائیداد کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، چاہے کسی شخص یا جائیداد کو نقصان حقیقت میں پہنچا ہو یا نہیں اس کو سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی۔

دھماکہ کرنے کی کوشش کرنے یا دھماکہ خیز مواد کو زندگی یا جائیداد کو نقصان پہنچانے کی نیت سے بنانے یا رکھنے کی سزا:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۴ کے مطابق، کوئی بھی شخص جو غیر قانونی یا عداوت سے۔

(الف) کوئی ایسا کام اس نیت کے ساتھ کرے یا سازش کرے کہ دھماکہ خیز مواد کے ذریعے پاکستان میں اس نوعیت کا دھماکہ کرے جس سے جانی نقصان کا خطرہ ہو یا جائیداد کو شدید نقصان پہنچے؛ یا

(ب)   اس نیت سے کوئی بھی دھما کہ خیز مواد بنائے یا اپنے قبضے میں یا اپنی نگرانی میں رکھے جس سے پاکستان میں جانی نقصان کا خطرہ یا جائیداد کو شدید نقصان پہنچتا ہو یا کسی اور شخص کو اس قابل کردے کہ وہ اس ذریعے سے پاکستان میں جانی نقصان کو خطرہ یا جائیداد کو شدید نقصان پہنچائے؛

ان صورتوں میں چاہے کوئی دھما کہ ہوا ہو یا نہیں اور چاہے کسی شخص یا جائیداد کو درحقیقت نقصان پہنچا ہو یا نہیں اسے عمر قید یا اتنی مدت کی سزا دی جائے گی جو ۷ سال سے کم نہیں ہوگی۔

مشکوک حالات میں دھما کہ خیز مواد کو بنانے یا رکھنے کی سزا:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۵ کے مطابق، کوئی بھی شخص جو دھما کہ خیز مواد بنائے یا جانتے ہوئے اپنے قبضے یا اختیار میں رکھے کہ اس کا بنانا یا قبضہ یا اختیار میں رکھنا غیر قانونی مقصد کے لئے ہے، جب تک وہ یہ ثابت نہ کرے کہ اس کا بنانا یا قبضہ یا اختیار میں رکھنا قانونی مقصد کے لئے ہے، تو اس کو ۱۴ سال تک قید کی سزا دی جائے گی۔

ضبطی جائیداد:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۵ (الف) کے مطابق، عدالت قانون ہذا کی خلاف ورزی کے جرم میں ایک شخص کو سزا دیتے ہوئے اس کی جائیداد بحق سرکار ضبط کرنے کی ہدایت کرے گی۔

جرم میں اعانت کرنے والوں کی سزا:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۶ کے مطابق، کوئی شخص جو اس قانون کے تحت کسی بھی جرم کا ارتکاب کرنے کیلئے، کوئی رقم مہیا کرے یا التماس کرے، جگہ مہیا کرے، مواد مہیا کرے، یا کسی بھی اور ذریعے سے اس کی مدد کرے، چھپائے، مشورہ دے، جرم پر اُکسائے یا جرم کے ارتکاب میں اس کی اعانت کرے تو اسے قانون ہذا میں جرم کی مہیا کردہ سزا دی جائے گی۔

جرائم کی سماعت کے لیے حکومت کی رضامندی:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۷ کے مطابق، عدالت کسی بھی شخص کے خلاف اس قانون کی خلاف ورزی پر کسی بھی جرم کی سماعت صوبائی حکومت کی رضامندی کے بغیر نہیں کرے گی۔

دیوانی مقدمے کا پہلی سماعت پر فیصلہ

دیوانی مقدمات میں اگر عدالت پہلی سماعت کے موقع پر یہ سمجھے کہ فریقین مقدمہ کے مابین کسی امر قانونی یا امر واقعہ کا تنازعہ نہیں ہے تو عدالت پہلی سماعت پر ہی فیصلہ صادر کر سکتی ہے جس سے متعلق ضروری احکام ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء کے آرڈر ۱۵ میں دیئے گئے ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فریقین جن کے مابین امر تنقیح طلب نہ ہو:۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء کے آرڈر ۱۵ کے قاعدہ ۱ کے مطابق اگر مقدمے کی پہلی سماعت کے موقع پر عدالت سمجھے کہ فریقین کے مابین کسی امر قانونی یا امر واقعہ کا تنازعہ موجود نہیں ہے تو عدالت فوری طور پر فیصلہ صادر کر سکتی ہے۔

مدعا علیہان میں سے کسی ایک کو اختلاف نہ ہو:۔

مذکورہ آرڈر کے قاعدہ ۲ کے مطابق، جب کئی مدعا علیہان ہوں اور ان میں سے کسی ایک کو کسی امر قانونی یا واقعاتی میں مدعی کے ساتھ اختلاف نہ ہو تو عدالت اس مدعا علیہ کے حق میں یا اس کے خلاف جیسی بھی صورت ہو فوراً فیصلہ صادر کر سکتی ہے اور مقدمے کی کاروائی دیگر مدعا علیہان کے خلاف جاری رہے گی۔

فریقین جن کے مابین امر تنقیح طلب موجود ہو:۔

مذکورہ آرڈر کے قاعدہ ۳ کے ذیلی قاعدہ (۱) کے مطابق، جب فریقین کے درمیان کسی امر قانونی یا واقعاتی پر تنازعہ ہو اور امور تنقیح طلب حسب طریقہ متذکرہ بالا عدالت نے مقرر کیئے ہوں اور عدالت کو اطمینان ہو کہ سوائے ان کے جو فریقین فی الفور پیش کر سکتے ہیں اور جو اس مقدمے کے فیصلے کے لئے مناسب ہوں مزید دلیل یا شہادت ضروری نہیں ہے اور مقدمے میں فوراً کاروائی کرنے سے کوئی ناانصافی نہ ہوگی تو عدالت ان امور تنقیح طلب کا تعین کر سکتی ہے اور اگر مناسب مواد فیصلے کے لئے موجود ہو تو اس کے مطابق مقدمے کا فیصلہ کر سکتی ہے خواہ سمن صرف امور تنقیح طلب کی تکمیل کے لئے ہو یا مقدمے کے قطعی فیصلہ کے لئے جاری ہوا ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر سمن صرف امور تنقیح طلب کی تملیک کے لئے جاری ہوا ہو تو فریقین مقدمہ یا ان کے وکیل حاضر ہوں اور ان میں سے کوئی اعتراض نہ کرے۔

مذکور قاعدہ کے ذیلی قاعدہ (۲) کے مطابق جب فوری فیصلے کے لئے مواد کافی نہ ہو تو عدالت مقدمے کی سماعت

ملتوی کر کے مزید شہادت یا مزید بحث کے لیے کوئی تاریخ، جیسا مناسب سمجھے، مقرر کرے گی۔

شہادت پیش کرنے سے قاصر رہنا:۔

مذکورہ آرڈر کے قاعدہ ۴ کے مطابق، اگر سمن بغرض قطعی فیصلہ کے جاری ہوا ہو اور کوئی فریق بلاوجہ مناسب شہادت جس پر اُس کا انحصار ہو پیش کرنے سے قاصر رہے تو عدالت فوراً مقدمے کا فیصلہ کر سکتی ہے یا اگر مناسب سمجھے تو تنقیحات وضع کرنے اور ان کو قلم بند کرنے کے بعد مقدمے کو اس شہادت کے پیش ہونے تک ملتوی کر سکتی ہے جو کہ اس کو ان تنقیحات پر فیصلہ کرنے کے لئے ضروری ہو۔

قانون برائے تعمیل واجراء حکم نامہ جات اندرونِ ملک وبیرونِ ملک

جب کوئی شخص جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ فوجداری عدالت کی طرف سے ایسے شخص کے خلاف سمن یا وارنٹ جاری کیئے جاتے ہیں تا کہ اسے عدالت کے سامنے حاضر کیا جائے اور اس کے خلاف قانون کے مطابق کاروائی عمل میں لائی جائے۔ اگر کوئی شخص جس نے پاکستان میں جرم کیا ہے اور وہ پاکستان سے باہر فرار ہو گیا ہے تو عدالت ایسے شخص کے خلاف حکمنامہ جات برائے تعمیل بیرونِ ملک اِس عدالت کو بھیجے گی جس کی حدود میں وہ شخص رہتا ہے تا کہ اس کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے ملک میں کوئی جرم کر کے پاکستان میں داخل ہوا ہو تو اس ملک کی عدالت اس شخص کے خلاف حکم نامہ جات تعمیل کے لئے پاکستان بھیجے گی۔ ایسی صورت حال میں حصول انصاف کو ممکن بنانے کے لیے مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعات (93 الف)، (93 ب)، (93 ج) کے تحت خصوصی قواعد بنائے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پاکستان سے باہر سمن کی تعمیل:۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 93 (الف) کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق پاکستان کے اندر قائم کوئی عدالت اگر چاہے کہ کسی ملزم کے نام جاری کردہ سمن کی تعمیل پاکستان سے باہر کسی مقام پر ایسی عدالت کے دائرہ اختیار کے اندر ہو جائے جسے وفاقی حکومت کے حکم سے اس کے غیر ملکی دائرہ اختیار کے تحت قائم کیا گیا یا برقرار رکھا گیا ہو تو پاکستان میں قائم عدالت سمن مثنیٰ بذریعہ ڈاک یا دیگر کسی ذریعے سے اس عدالت کے پریزائیڈنگ افسر کے پاس تعمیل کے لئے بھیج سکتی ہے۔

مذکورہ دفعہ کی ذیلی دفعہ (۲) کے مطابق دفعہ ہذا کے تحت تعمیل کے لئے بھیجے ہوئے سمن کی صورت میں مجموعہ ہذا کی دفعہ ۷۴ کے تحت احکام اس طرح لاگو ہوں گے گویا اس عدالت کا پریذائیڈنگ افسر پاکستان میں مجسٹریٹ کے فرائض انجام دے رہا ہو۔

پاکستان سے باہر وارنٹ کی تعمیل:۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 93 (ب) کے مطابق، بلالحاظ اس امر کے کہ مجموعہ ہذا کی دفعہ ۸۲ میں کچھ اور مذکور ہو، جب پاکستان میں قائم کوئی عدالت چاہے کہ کسی ملزم کی گرفتاری کے لئے اس کے جاری کردہ وارنٹ کی تعمیل پاکستان سے باہر کسی مقام پر کسی ایسی عدالت کے دائرہ اختیار کی مقامی حدود کے اندر ہو جائے جسے وفاقی حکومت کے حکم سے اس کے غیر ملکی دائرہ اختیار کے تحت قائم کیا گیا یا برقرار رکھا گیا ہو تو اسے اختیار ہے کہ وہ وارنٹ مذکور کو بذریعہ ڈاک یا بصورت دیگر غیر ملک میں قائم اس عدالت کے پریزائیڈنگ افسر کے پاس تعمیل کے لئے بھیجے۔

پاکستان کے باہر سے موصول حکمنامہ جات کی پاکستان کے اندر تعمیل یا اجراء:۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 93 (ج) کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق اگر ملک کے اندر کسی عدالت کو پاکستان کے باہر اس عدالت سے سمن یا وارنٹ برائے اجراء یا گرفتاری موصول ہوا ہو تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ اس کی تعمیل اسی طرح کرائے گی گویا وہ ایسا سمن یا وارنٹ ہے جو اسے پاکستان کے اندر واقع کسی عدالت سے اس کے دائرہ اختیار کی مقامی حدود کے اندر تعمیل کے لئے موصول ہوا ہے۔

مذکورہ دفعہ کی ذیلی دفعہ (۲) کے مطابق اگر کسی وارنٹ کی اس طرح تعمیل کی جائے تو گرفتار شدہ شخص کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو اس ضابطہ کار کے مطابق سلوک کیا جائے گا جو کہ مجموعہ ہذا کی دفعات ۱۸۵ اور ۱۸۶ میں مقرر کیا گیا ہے۔

حقوقِ تصنیف وتالیف کا قانون

حقوقِ تصنیف وتالیف سے مراد ایسے حقوق ہیں جو آرٹ، ادب، سائنس، ٹریڈ مارک، تجارت اور صنعت وغیرہ کے میدان میں ذہنی، دماغی یا تخلیقی صلاحیت کے استعمال سے پیدا ہوئے ہوں اور جن کو قانون نے شناخت اور پہچان دی ہو۔ موجودہ دور میں انسان کی ہر میدان میں ترقی کی وجہ سے حقوقِ تصنیف وتالیف زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل کرتے جا رہے ہیں اور ان حقوق کی حفاظت معاشرتی، ثقافتی اور معاشی ترقی میں بنیادی اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے پاکستان میں تصنیف وتالیف سے متعلقہ اداروں انتظامی معاملات اور دیگر امور کو بہتر بنانے کیلئے حقوقِ تصنیف و تالیف کا آرڈیننس ۲۰۰۶ء (The Intellectual Property Organization of Pakistan Ordinance, 2006) لاگو کیا گیا ہے جو کہ فوری طور پر پورے پاکستان میں نافذ العمل ہے۔ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۳ کے تحت اس آرڈیننس کے مقاصد کی تکمیل کے لیے تصنیف وتالیف کا ادارہ قائم کیا جائے گا۔ وفاقی حکومت ایسے اداروں کے دفاتر جہاں چاہے قائم کر سکتی ہے۔ آرڈیننس ہذا کے تحت قائم اداروں کے مقاصد کی تکمیل کی خاطر دفعہ ۴ کے تحت وفاقی حکومت پالیسی بورڈ تشکیل دے گی، جس کے کارہائے منصبی اور اختیارات درج ذیل ہوں گے۔

بورڈ کے کارہائے منصبی اور اختیارات:۔

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ (۵) کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت، بورڈ تصنیف وتالیف کے ادارے کیلئے مقاصد ورہنما اصول، آرڈیننس ہذا کی دفعہ ۱۱ کے مطابق مرتب کرے گا، ادارے کے لیے عمومی ہدایات اور انتظامیہ کیلئے اصول وضع کرے گا، بورڈ بغیر کسی تعصب کے جدید نظام برائے تحفظ حقوقِ تصنیف وتالیف مرتب کرے گا۔ ادارے کیلئے پالیسیاں، منصوبے اور پروگرام منظور کرے گا اور خدمات، چندوں اور عطیات کے ذریعے حاصل فنڈز کے استعمال کیلئے طریقہ کار اور ضابطہ مرتب کرے گا۔

ادارے کے اختیارات اور کارہائے منصبی:۔

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ (۳) کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت قائم ادارے کے اختیارات اور کارہائے منصبی درج ذیل ہوں گے۔

(الف) قانون کے مطابق حقوقِ تصنیف وتالیف کی حفاظت اور ترقی کے لیے حکومت کے نظام کو شیڈول، ذیلی قوانین اور قاعدوں کے مطابق، منظم اور مربوط بنانا؛

(ب) حقوقِ تصنیف وتالیف سے متعلقہ کسی معاملے کے لیے معیار اور قواعد وضوابط کا تعین کرنا؛

(ج) کسی شخص کی بطور نمائندہ تصنیف وتالیف تصدیق اور انضباط کرنا؛

(د) ادارے اور اس کے دفاتر کی طرف سے دی گئی خدمات اور سہولتوں پر محصولات اور فیس کا اجراء کرنا؛

(ہ) دیگر دوسرے ایسے امور یا مشاغل کو جاری رکھنا جن کو ادارے کے اثاثوں کو بہترین مصرف میں لانے کے لیے ضروری سمجھے؛

(و) دیگر اتھارٹیوں، بین الاقوامی ایجنسیوں یا اداروں کے ساتھ باہمی تعاون یا تصنیف وتالیف کے منصوبہ جات کو مربوط بنانا اور نگرانی کرنا؛

(ز) فرائض اور کارہائے منصبی کی ادائیگی کیلئے اشیاء یا سامان کی ترسیل یا کام کے اجراء کیلئے، جیسا بھی ضروری ہو معاہدے کرنا؛

(ح) تصنیف وتالیف کے دفاتر بشمول پیٹنٹ دفاتر، ٹریڈ مارک رجسٹری اور کاپی رائٹ دفاتر کے کام کو مربوط بنانا اور ان کی نگرانی کرنا؛

(ط) تصنیف وتالیف کے ادارے سے متعلقہ عوامی دستاویزات اور معلومات تک رسائی کے نظام کو برقرار رکھنا؛

(ی) پاکستان میں تصنیف وتالیف کے ڈھانچے اور استعداد کی ترقی اور بڑھوتری کیلئے منصوبے بنانا؛

(ک) تصنیف وتالیف کے میدان میں تعلیم اور ریسرچ کو فروغ دینا؛

(ل) وفاقی حکومت کو بین الاقوامی تصنیف وتالیف کے میدان میں گفت وشنید کیلئے ہدایات دینا؛

(م) افسروں اور سٹاف کو انسانی وسائل کی ترقی کیلئے مصروف کرنا؛

(ن) عوامی اور نجی شعبہ میں تصنیف وتالیف کے موضوعات سے واقفیت کو فروغ دینا؛

(ع) دوسرے ممالک کے تصنیف وتالیف سے متعلقہ اداروں کے ساتھ استعداد کار اور معلومات کے تبادلے کیلئے رابطہ کرنا؛

(ف) پاکستان میں تصنیف وتالیف کے حقوق کی حفاظت کیلئے، تصنیف وتالیف کی قانون سازی کیلئے تجاویز دینا؛

(ص) قانون کے نفاذ سے متعلق حکومتی ایجنسیوں کے ذریعے تصنیف وتالیف کے حقوق کی نگرانی اور متعلقہ ڈیٹا اور معلومات اکٹھی کرنا۔ تصنیف وتالیف کے حقوق کی خلاف ورزی پر، قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں، اس ادارے کو باقاعدگی سے اپنی کاروائی اور اقدامات سے آگاہ رکھیں گی اور ادارے کے ساتھ مکمل تعاون کو یقینی بنائیں گی؛

(ک) تصنیف وتالیف کے قوانین میں اصلاحات اور اس میں معاونت کیلئے کام کا طریقہ کار اور ضابطہ کار کو بہتر بنانا؛

(ر) تصنیف وتالیف میں فنی معاونت کے لیے بیرونی مدد سے چلنے والے منصوبوں پر عملدرآمد کو مربوط کرنا؛ اور

(ش) بورڈ یا وفاقی حکومت کی طرف سے تصنیف وتالیف سے متعلق تفویض کردہ امور یا کارہائے منصبی کی ادائیگی کو یقینی بنانا؛

معاہدہ بیع مال کی خلاف ورزی کے لئے دعویٰ

قانون بیع مال ۱۹۳۰ء کے تحت اگر کوئی شخص کسی سے معاہدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کی صورت میں وہ اس کے خلاف دعویٰ دائر کرسکتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قیمت کے لیے دعویٰ:۔

قانون بیع مال ۱۹۳۰ء کی دفعہ ۵۵ کے تحت، جب معاہدہ بیع میں مال کی ملکیت مشتری کو منتقل ہو چکی ہو اور مشتری ناجائز طور پر معاہدہ کے مطابق مال کی قیمت ادا کرنے میں غفلت برتے یا انکار کرے تو بائع قیمت کی وصولی کے لئے اس کے خلاف دعویٰ دائر کرسکتا ہے۔

جب قیمت کی ادائیگی کسی خاص دن ہونا قرار پائی ہو اور مال کی حوالگی سے اس کا تعلق نہ ہو لیکن مشتری ناجائز طور پر ایسی قیمت ادا کرنے میں غفلت برتے یا انکار کرے تو بائع مال کی قیمت کی وصولی کے لیے اس کے خلاف دعویٰ دائر کرسکتا ہے اگرچہ مال مشتری کو منتقل نہ ہوا ہو اور اس کا اختصاص بھی معاہدہ سے نہ ہوا ہو۔

مال کی عدم قبولیت کی بناء پر جرمانے کا دعویٰ:۔

دفعہ ۵۶ کے تحت، اگر مشتری مال قبول کرنے میں ناجائز طور پر غفلت برتے یا انکار کرے اور مال کی قیمت کی ادائیگی نہ کرے تو بائع مشتری کے خلاف مال کی عدم قبولیت کے لئے ہرجانہ کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

مال کی حوالگی نہ ہونے پر جرمانے کا دعویٰ:۔

دفعہ ۵۷ کے تحت، اگر بائع جائز طور پر مشتری کو مال حوالے کرنے میں غفلت برتے یا انکار کرے تو مشتری بائع کے خلاف مال کی عدم حوالگی کے خلاف ہرجانہ کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

تعمیل مختص:۔

دفعہ ۵۸ کی رو سے قانون برائے دادرسی مختص مجریہ ۱۸۷۷ء کے باب دوم کے احکامات کے تحت اگر کوئی مقدمہ معاہدہ تحقیق شدہ مال کی حوالگی کی خلاف ورزی کی صورت میں دائر کیا گیا ہو تو عدالت اگر مناسب سمجھے تو مدعی کی درخواست پر بذریعہ ڈگری ہدایت کرے گی کہ معاہدہ کی تعمیل مختص کی جائے، مدعاعلیہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ ہرجانہ ادا کر کے مال اپنے پاس رکھے۔ ڈگری غیر مشروط طور پر دی جاسکتی ہے اور مشروط طور پر ہرجانہ کی ادائیگی یا کسی دوسری صورت میں جسے عدالت توہین انصاف خیال کرے مدعی ایسی درخواست ڈگری صادر ہونے سے پہلے کسی وقت بھی پیش کرسکتا ہے۔

طمانیت کی خلاف ورزی کی صورت میں طریقہ کار:۔

دفعہ ۵۹ کے تحت، جب بائع کی طرف سے طمانیت کی خلاف ورزی ہو اور مشتری شرط کی خلاف ورزی کو خلاف ورزی طمانیت سے تعبیر کرے یا ایسا کرنے پر مجبور ہو تو محض خلاف ورزی طمانیت کی بناء پر وہ مال کو مسترد کرنے کا حق دار نہ ہوگا تاہم اسے اختیار حاصل ہے کہ۔

(الف) خلاف ورزی طمانیت کی صورت میں قیمت میں کمی یا اسے ختم کرے۔

(ب) طمانیت کی خلاف ورزی کی بناء پر بائع کے خلاف ہرجانے کا دعویٰ دائر کرے۔

اگر مشتری نے طمانیت کی خلاف ورزی کی بناء پر قیمت میں کمی کی ہو یا معاہدے کو ختم کرایا ہو تو کوئی امر مانع نہ ہے کہ وہ خلاف ورزی طمانیت کے لیے نالش دائر کرے اگر اسے مزید نقصان ہوا ہو۔

معاہدہ کی قبل از وقت منسوخی:۔

دفعہ ۶۰ کے تحت، اگر کوئی شخص معاہدہ بیع کی تاریخ حوالگی سے پہلے معاہدہ کو منسوخ کر دے تو دوسرے فریق کو اختیار حاصل ہے کہ وہ معاہدے کو بحال سمجھتے ہوئے معاہدہ کو باقی سمجھ کر حوالگی کی تاریخ آنے کا انتظار کرے یا یہ کہ وہ معاہدہ کو منسوخ شدہ تصور کر کے دوسرے فریق کے خلاف ہرجانہ کا دعویٰ دائر کرے۔

قیمت کی عدم ادائیگی کی صورت میں بائع کے حقوق

جب بائع اور مشتری کے مابین معاہدہ بیع مال ہوتا ہے تو بائع مشتری کو مال فراہم کرتا ہے اور مشتری اس کی قیمت بذریعہ رقم یا چیک یا بیع وشرئی کے کسی دیگر دستاویز کی صورت میں ادا کرتا ہے۔ اگر مشتری رقم ادا کرنے کا عہد کرتا ہے اور مقررہ وقت تک فراہم نہیں کرتا یا دوسری دستاویز چیک وغیرہ مسترد کردی گئی ہو تو اس صورت میں بائع کے کچھ حقوق ہیں جو قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں بیان کئے گئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

غیر اداشدہ بائع کی تعریف:۔

قانون بیع مال ۱۹۳۰ء کی دفعہ ۴۵ کے تحت وہ بائع غیر اداشدہ بائع تصور کیا جائے گا۔

(الف) جسے کل قیمت (بعوض مال) ادا یا پیش نہ کی گئی ہو؛

(ب) جس نے مشروط ادائیگی کے طور پر مبادلہ ہنڈی یا قابل بیع وشرئی دستاویز قبول کرلی ہو مگر وہ شرط، دستاویز مسترد ہونے کے باعث یا کسی اور وجہ سے پوری نہ کی گئی ہو؛

بائع میں ایسا شخص بھی شامل ہے، جس کی حیثیت بائع جیسی ہو مثال کے طور پر بائع کا کارندہ یا مرسل جس نے خود ادائیگی کی ہو یا براہ راست قیمت وصول کرنے کا ذمہ دار ہو۔

غیر اداشدہ بائع کے حقوق:۔

قانون ہذا یا کسی دیگر مروجہ قانون کے احکامات کے مطابق بلالحاظ اس کے کہ مال کی ملکیت مشتری کو منتقل ہو چکی ہو، غیر اداشدہ بائع قانونی لحاظ سے حسب ذیل حقوق رکھتا ہے۔

(الف) قیمت کی وصولی کے لئے مال پر استحقاق قبضہ (حق گرفت) جب مال بائع کے قبضہ میں ہو

(ب) مشتری کے دیوالیہ ہوجانے کی صورت میں راستہ میں مال کو روکنے کا حق، جب مال اس کے قبضہ سے نکل چکا ہو،

(ج) بیع مکرر کا حق یعنی دوسری مرتبہ مال کو فروخت کرنے کا حق۔

جب مال کی ملکیت مشتری کو منتقل نہ ہوئی ہو تو غیر اداشدہ بائع کو دیگر چارہ جوئیوں کے علاوہ مزید یہ حق بھی حاصل ہوگا کہ وہ استحقاق قبضہ اور راستہ میں روکنے کے حق کے ساتھ حوالگی کو روک سکے۔

غیر اداشدہ بائع کا حق گرفت:۔

دفعہ ۴۷ کے تحت، قانون ہذا کے احکام کے مطابق، اگر غیر اداشدہ بائع کو مال پر قبضہ حاصل ہو اور ادائیگی قیمت نہ ہو جائے یا قیمت کی پیشکش مندرجہ ذیل حالات کے مطابق نہ ہو جائے، تو بائع اپنا حق گرفت استعمال کر سکتا ہے، بلالحاظ اس امر کے وہ مال پر مشتری کے کارندہ یا تحویلدار کے طور پر قابض ہے۔

(الف) جب مال بغیر کسی شرط کے اُدھار پر فروخت کیا گیا ہو۔

(ب) جب مال ادھار پر فروخت کیا گیا ہو مگر ادھار کی مدت ختم ہو چکی ہو۔

(ج) جب مشتری دیوالیہ ہو چکا ہو۔

جزوی حوالگی:۔

دفعہ ۴۸ کے تحت، اگر غیر اداشدہ بائع نے مال کی جزوی حوالگی کی ہو تو وہ باقی ماندہ مال پر اپنا حق استحقاق استعمال کر سکتا ہے ماسوائے اس کے کہ جزوی حوالگی اس صورت میں کی گئی ہو جس سے حق استحقاق سے دستبرداری پر رضامندی ظاہر ہوتی ہو۔

حق گرفت کا اختتام:۔

دفعہ ۴۹ کے تحت، غیر اداشدہ بائع حسب ذیل صورتوں میں حق گرفت کھو دیتا ہے۔

(الف) جب وہ مال کو برندہ مال یا دوسرے تحویلدار کو اس غرض سے حوالہ کرتا ہے تا کہ وہ تصرف کے حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے مال کو مشتری تک پہنچادے۔

(ب) جب مشتری یا اس کا کارندہ قانونی طور پر مال پر قبضہ حاصل کر لے

(ج) مال پر حق گرفت کی دستبرداری سے

اثنائے راہ مال کو روک لینا:۔

دفعہ ۵۰ کے تحت، اگر مال کا خریدار دیوالیہ ہو جائے تو غیر اداشدہ بائع جو مال اپنے قبضہ سے نکال چکا ہے، کو سفر کے دوران مال کو روکنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے، یعنی جب تک مال راستہ میں ہے بائع اس پر دوبارہ قبضہ کر سکتا ہے اور اس وقت تک روک سکتا ہے جب تک قیمت کی ادئیگی یا پیشکش نہ ہو جائے۔

مال کا سفر میں ہونے کا دورانیہ:۔

دفعہ ۵۱ کے تحت، مال کو اس وقت تک سفر میں تصور کیا جاتا ہے جب تک وہ برندہ مال یا کسی دوسرے تحویلدار کے حوالے نہ کیا جائے تا کہ وہ اسے مشتری تک پہنچائے، جب مشتری یا اس کا کارندہ ایسے برندہ یا تحویلدار سے حوالگی نہ لے لے مال سفر میں تصور ہوگا۔ اگر مشتری یا اس کا کارندہ مال کی حوالگی مقررہ منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے لے لیتا ہے تو اثنائے راہ کا مرحلہ وہیں ختم ہو جاتا ہے۔

اگر مقررشدہ منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد برندہ مال یا کوئی دوسرا تحویلدار مشتری کے پاس یہ اعتراف کرتا ہے کہ اس نے مشتری کی جانب سے مال اپنے پاس رکھا ہوا ہے تو اثنائے راہ کا مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر مشتری مال کو مسترد کردے اور برندہ مال یا تحویلدار مال پر اپنا قبضہ جاری رکھے تو اثنائے راہ کا مرحلہ ختم نہیں ہوتا خواہ بائع مال کو واپس لینے سے انکار کردے۔

جہاں برندہ مال یا کوئی دوسرا تحویلدار غلطی سے مشتری یا اس ضمن میں اس کے کارندے کو مال کی حوالگی کرنے سے انکار کردے تو اثنائے راہ کا مرحلہ وہیں ختم ہو جائیگا۔

جب مشتری یا اس کے کارندے کو جزوی حوالگی کی جاچکی ہو تو باقی ماندہ مال کو اثنائے راہ میں صرف اس وقت روکا جاسکتا ہے جب جزوی حوالگی ایسے حالات میں کی گئی ہو جن سے یہ اقرار ظاہر ہوتا ہو کہ پورے مال کے قبضہ سے دستبردار ہونا مقصود تھا۔

سفر کے دوران رکاوٹ کی تعمیل:۔

دفعہ ۵۲ کے تحت، غیر ادا شدہ بائع اثنائے راہ مال روکنے کا حق اس طرح استعمال کرسکتا ہے کہ یا تو وہ بذات خود مال پر قبضہ کرلے یا برندہ مال یا کسی تحویلدار کو، جس کے قبضہ میں مال ہو نوٹس دے۔ ایسا نوٹس اس شخص کو دیا جائے گا جو حقیقی طور پر مال پر قابض ہو یا اس کے مالک کو دیا جائے گا۔ موخر الذکر صورت میں نوٹس کو موثر بنانے کے لیے اسے ایسے وقت اور ایسے حالات میں دیا جائے گا تا کہ مالک حتی الامکان کوشش سے اپنے ملازم یا کارندہ کو اطلاع کرسکے کہ وہ مشتری کی حوالگی کو روک دے۔

جب اثنائے راہ میں رکاؤ کا نوٹس بائع کی طرف سے برندہ مال یا کسی دوسرے تحویلدار کو دیا جائے جو مال پر قابض ہو تو وہ مال کو بائع کے حوالے کردے گا یا بائع کی ہدایات کے مطابق حوالہ کرے گا۔ اس قسم کی دوبارہ حوالگی کے اخراجات بائع کو برداشت کرنا ہوں گے۔

پیشہ ورانہ اور فنی تعلیمی کمیشن

پیشہ ورانہ وفنی تعلیم سے مراد کسی کام، ہنر یا فن یا کاریگری سے متعلق تعلیم وتربیت ہے۔ پاکستان میں پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم (Vocational and Technical Education) سے متعلق اصول وضوابط، باہمی روابط اور پالیسی سے متعلق ہدایات کو منضبط کرنے کیلئے " قومی پیشہ ورانہ اور فنی تعلیمی کمیشن آرڈیننس ۲۰۰۶ء " (The National Vocational and Technical Education Ordinance, 2006) جاری کیا گیا ہے جو کہ پورے پاکستان میں فوری طور پر نافذ العمل ہے۔ آرڈیننس ہذا کی دفعہ ۴ کی رو سے قومی کمیشن برائے پیشہ ورانہ وفنی تعلیم کا ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں قائم کیا گیا ہے۔ کمیشن ہذا کا بورڈ کمیشن کے چیئرمین کی مرضی سے بورڈ کا اجلاس کسی جگہ سہ ماہی میں ایک مرتبہ یا چیئرمین جب چاہے، کرسکتا ہے۔ اس کی دفعات ۶ اور ۷ میں اس کی دفعہ ۳ کے تحت قائم کمیشن کے کارہائے منصبی اور اختیارات کی وضاحت کی گئی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کمیشن کے کارہائے منصبی:۔

(الف) انسانی وسائل کی ترقی سے متعلق ضابطوں اور طریقہ کار کے متعلق ہدایات پر اس نقطہ نظر سے نظر ثانی کرنا کہ فنی تعلیم، پیشہ ورانہ تربیت اور عمومی روزگار کو ترقی دی جاسکے؛

(ب) قومی ترمیمی منصوبے تیار کرنا، بااختیار اشخاص کے ساتھ مل کر فنی اور پیشہ ورانہ تعلیمی ترقی کے منصوبوں کی وسعت اور ڈھانچے کی ترقی کیلئے پروگرام اور منصوبے تیار کرنا؛

(ج) فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کے میدان میں کام کرنے کی صلاحیت کو بڑھانے کیلئے پالیسیاں مرتب کرنا؛

(د) مقررہ نصاب اور شعبہ تجارت کے امتحانی سرٹیفکیٹ کے نظام کے تمام شعبوں میں جن میں فنی اور پیشہ ورانہ تربیت نافذ کی گئی ہو، قومی پیشہ ورانہ مہارت کو ترقی دینا؛

(ہ) عوامی اور نجی نوعیت کے اداروں کے قیام اور چلانے کیلئے شرائط متعین کرنا؛

(و) عوامی نجی اشتراک کے ذریعے پیشہ وارانہ مہارت میں ترقی اور روزگار کی ترغیبات کی سہولیات دینا؛

(ز) مہارت میں بہتری کے پروگرام کے ذریعے اساتذہ کی تربیتی صلاحیت کو بڑھانا؛

(ح) فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کی پیشکش کرنے والے اداروں کے قیام اور الحاق کو باقاعدہ کرنا؛

(ط) وفاقی اداروں اور فنی و پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں کے لائسنسوں کیلئے پالیسیاں جاری کرنا؛

(ی) روزگار اور تربیت کے عنوانوں پر ورکشاپوں، سیمناروں، جلوسوں اور بحث ومباحثے کا انتظام کرنا؛

(ک) اچھی شہرت کے اداروں اور تنظیموں کے ساتھ قومی اور بین الاقوامی سطح پر رابطے استوار کرنا تا کہ قومی منصوبوں کو قابل قدر بنایا جا سکے۔

(ل) بین الاقوامی طور پر قابل قبول نظام برائے فنی و پیشہ ورانہ تعلیم ترتیب دینا؛

(م) صوبائی حکومتوں کے ساتھ فنی و پیشہ ورانہ تعلیم کے میدان میں تعاون کرنا؛

(ن) فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم سے متعلق قوانین پر نظر ثانی کرنا اور مناسب قانون سازی کیلئے تجاویز دینا؛

(س) تربیتی ضروریات کی جانچ کیلئے سروے کرنا؛

(ع) فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کے نظام میں حصہ لینے والے اداروں، ان کے تعلیم یافتہ افراد کے تقرر کے لئے ان کی ڈائریکٹری اور ڈیٹا تیار کرنا؛ اور

(غ) معاشرے کے نظر انداز طبقوں اور عورتوں میں فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کو فروغ دینے کیلئے منصوبے تجویز کرنا۔

کمیشن کے اختیارات:۔

(الف) کمیشن وظائف اور اساتذہ کی اندرون و بیرون ملک تربیت کیلئے مناسب فنڈز مقرر کر سکتا ہے؛

(ب) سرکاری و غیر سرکاری وسائل کے اشتراک سے فنی و پیشہ ورانہ تربیت کیلئے مستقل آمدنی کا فنڈ قائم کرنا؛

(ج) فنی اور پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں کے ڈھانچے کی ترقی اور پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم کے شعبوں میں تربیت کے لیے سہولت فراہم کر سکتا ہے اور پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم کے معیار کی بہتری کے لئے فنڈز کا تعین کرنا؛

(د) انتظامی و فنی کمیٹیوں، ورکنگ کونسل کی مہارتی ترقی، شعبہ جاتی امتحانی بورڈز یا دیگر ایسے اداروں کو ان کے کارِہائے منصبی کی تفویض وغیرہ کا نظام قائم کرنا؛

(ہ) فنی و پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں میں نصاب، شعبوں کے امتحانی نظام اور کوالٹی کنٹرول کے معیار کے نفاذ کا انتظام کرنا؛

(و) پیشہ ورانہ اور فنی تعلیمی اداروں کی طرف سے ڈپلوموں اور سرٹیفکیٹوں کے اجراء کیلئے موصولہ تجاویز پر وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ہدایات دینا؛

(ز) اندرون یا بیرون ملک پیشہ ورانہ اور فنی تعلیمی اداروں کی طرف سے دیئے گئے سرٹیفکیٹوں و ڈپلوموں کی شناخت اور ان کو مساوی قرار دینے جیسے معاملات کا تعین کرنا؛

(ح) کمیشن کی پالیسیوں، منصوبوں اور پروگراموں کو منظور کرنا؛ اور

(ط) چالیس ملین روپے کی لاگت تک کے منصوبے منظور کرنا؛

شراب نوشی اوراس کی سزا

شراب نوشی ایک ایسی علت ہے جس کے استعمال سے انسان اپنے ہوش وحواس میں نہیں رہتا اور عقل کام چھوڑ دیتی ہے۔ شریعت نے دین، نسل، عقل، نفس اور مال کی حفاظت کا بڑی سختی سے حکم دیا ہے۔ چونکہ نشہ کی حالت میں انسان کا اپنے اعصاب پر کنٹرول نہیں رہتا اس لیے ممکن ہے کہ شراب نوشی معاشرے میں نہ صرف اپنے بلکہ دوسروں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنے۔ اس لیے اسلام نے شراب نوشی سے منع کیا ہے، انہی شرعی احکام کے تابع ہمارے ملکی قانون میں بھی اس کی ممانعت ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں اس کی سزا مقرر کی گئی ہے جس کی تفصیل امتناع منشیات (نفاذ حدود) آرڈر ۱۹۷۹ء میں حسب ذیل ہے۔

شراب نوشی:۔

مذکورہ آرڈر کے آرٹیکل ۶ کے تحت، جو کوئی ارادتاً بغیر کسی اکراہ یا اضطرار کے نشہ آور چیز کو کسی طریقہ سے استعمال کرے خواہ ایسا استعمال نشہ پیدا کرے یا نہ کرے تو وہ شراب نوشی کا مجرم قرار پائے گا۔

وضاحت:۔

(الف) **اکراہ:۔** اکراہ سے مراد کسی شخص کو اس کی یا کسی دوسرے شخص کی ذات یا جائیداد اور عزت کو نقصان پہنچانے کا خوف دلانا ہے۔

(ب) **اضطرار:۔** اضطرار سے مراد ایسی حالت ہے جس میں کسی شخص کو سخت بھوک پیاس یا شدید بیماری کی وجہ سے موت کا خدشہ ہو۔

شراب نوشی کی اقسام:۔

آرٹیکل ۷ کے تحت، شراب نوشی کی دو اقسام ہیں۔

(۱) شراب نوشی مستوجب حد

(۲) شراب نوشی مستوجب تعزیر

شراب نوشی مستوجب حد:۔

آرٹیکل ۸ کے تحت، اگر کوئی بالغ مسلمان نشہ آور شراب پئے گا تو وہ شراب نوشی مستوجب حد کا مرتکب ہوگا اور اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی جن کی تعداد ۸۰ ہوگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ سزا پر عمل درآمد اس وقت تک نہ ہوگا جب تک اس کی توثیق اس عدالت سے نہیں ہو جاتی جس میں سزا کے حکم کے خلاف اپیل دائر کی جاسکتی ہو اور جب سزا کی توثیق اور تعمیل نہیں ہو جاتی تو اس وقت تک سزا یاب مجرم سے مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کے احکام جو ضمانت کی منظوری یا معطلی سے متعلق ہوں، کے مطابق اس طرح کا سلوک کیا جائے گا گویا اسے قید محض کی سزا دی گئی ہے۔

شراب نوشی مستوجب حد کا ثبوت:۔

آرٹیکل ۹ کے تحت، شراب نوشی مستوجب حد کا ثبوت مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں ہوگا۔

(الف) ملزم کسی مجاز عدالت کے سامنے، شراب نوشی مستوجب حد کے مرتکب ہونے کا اقرار کرے۔

(ب) کم از کم دو مرد بالغ مسلمان گواہ، ملزم کے خلاف شراب نوشی مستوجب حد کے مرتکب ہونے کی گواہی دیں، جن (گواہوں) کے بارے میں عدالت مطمئن ہو کہ وہ تزکیۃ الشہود کی شرائط کو پورا کرتے ہیں، وہ سچے لوگ ہیں اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کرنے والے ہیں۔

تزکیہ الشہود:۔

اس آرٹیکل میں تزکیہ الشہود سے مراد عدالت کا گواہان کی اہلیت کو جانچنے کا طریقہ کار ہے جس کی بناء پر وہ عدالت میں قابل اعتبار بنتے ہیں۔

وہ صورتیں جن میں حد کا نفاذ نہیں ہوگا:۔

آرٹیکل ۱۰ کے تحت، مندرجہ ذیل صورتوں میں حد کا نفاذ نہیں کیا جائے گا۔

(الف) جب شراب نوشی مجرم کے اقرار سے ثابت ہو لیکن حد کے عملدرآمد ہونے سے پہلے مجرم اقرار سے منحرف ہو جائے۔

(ب) جب شراب نوشی گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو لیکن حد کے عملدرآمد ہونے سے پہلے کوئی گواہ گواہی سے منحرف ہو جائے اور اس طرح گواہان کی تعداد دو سے کم ہو جائے۔

شراب نوشی مستوجب تعزیر:۔

آرٹیکل ۱۱ کے تحت حسب ذیل صورتوں میں ہر ایسا شخص مستوجب تعزیر ہوگا اور اسے قید کی کسی قسم کی سزا دی جائے گی جس کی مدت تین سال تک ہو سکتی ہے یا کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) سے زیادہ نہ ہوں گے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں:۔

(الف) مسلمان شخص جو شراب نوشی کا مجرم ہو جو آرٹیکل ۸ کے تحت، مستوجب حد نہ ہو یا جس کے لئے

آرٹیکل ۹ میں مذکورہ صورتوں میں سے کوئی ثبوت نہ مل سکے اور عدالت مطمئن ہو کہ ریکارڈ میں موجود شہادتوں سے جرم ثابت ہو چکا ہے۔

(ب) کوئی غیر مسلم پاکستانی شہری شراب نوشی کا مرتکب ہوا ہو سوائے ان رسومات کے جو اس کے مذہب میں مقرر ہوئی ہوں۔

(ج) ایسا غیر مسلم جو پاکستانی شہری نہ ہو، کسی جائے عام پر شراب نوشی کا مرتکب ہوا ہو۔

تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کی بعض دفعات کا اطلاق:۔

مذکورہ آرڈر کے آرٹیکل ۲۶ کے تحت، سوائے اس کے کہ امتناع منشیات آرڈر ۱۹۷۹ء میں واضح طور پر اس کے برعکس قرار دیا گیا ہو، تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کی دفعات ۳۴ تا ۳۸ اور ۶۳ تا ۷۲ کا امتناع منشیات آرڈر ۱۹۷۹ء کے تحت جرائم پر مناسب تبدیلی کے ساتھ اطلاق ہوگا۔

جو کوئی اس امتناع منشیات آرڈر ۱۹۷۹ء کے تحت، جرم مستوجب حد میں اعانت کا مجرم ہوگا تو وہ اس جرم کی مقرر کردہ تعزیری سزا کا مستحق ہوگا۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ کا اطلاق:۔

آرٹیکل ۲۷ کے تحت، سوائے اس کے کہ امتناع منشیات آرڈر میں واضح طور پر اسکے برعکس قرار دیا گیا ہو، مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ کی بعض دفعات کا مناسب تبدیلی کے ساتھ اس آرڈر کے تحت قائم مقدمات پر اطلاق ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر گواہی سے یہ ظاہر ہو کہ مجرم نے کسی اور قانون کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے تو اگر عدالت اس جرم کی سماعت کرنے اور سزا دینے کی مجاز ہو تو اسے مجرم قرار دے کے عدالت اسے سزا دے سکتی ہے۔ مزید شرط یہ ہے کہ اگر مجرم آرٹیکل ۸ کے تحت سزا یافتہ ہے تو سماعت سیشن عدالت کرے گی نہ کہ مجسٹریٹ با اختیار دفعہ ۳۰ اور اس آرٹیکل کے تحت دی گئی سزا یا اس آرڈر پر کسی اور آرٹیکل کے تحت دی گئی سزا جس کی میعاد دو سال سے زیادہ ہو تو اس کی اپیل وفاقی شرعی عدالت میں کی جائے گی۔ مزید شرط یہ ہے کہ اس آرڈر (امتناع منشیات) کے تحت، مقدمہ کی سماعت سیشن عدالت عموماً اس تحصیل کے صدر مقام پر کرے گی یا جہاں جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو، کی جائے گی۔ مذکورہ مجموعہ کی دفعات جو سزا کی مدت کی توثیق سے متعلق ہوں، مناسب تبدیلی کے ساتھ اس آرڈر کے تحت دی گئی سزا کی توثیق پر اطلاق پذیر ہوں گے۔

مذکورہ مجموعہ کی دفعہ ۳۹۱ کی ذیلی دفعہ (۳) یا دفعہ ۳۹۳ کے احکام، اس آرڈر کے تحت دی گئی کوڑوں کی سزا پر اطلاق پذیر نہیں ہوں گے۔ اسی طرح مذکورہ مجموعہ کے باب ۲۹ کے احکام اس آرڈر کے آرٹیکل ۹ کے تحت دی گئی سزا پر اطلاق پذیر نہیں ہوں گے۔

دوسرے قوانین پر فوقیت:۔

آرٹیکل ۲۹ کے تحت، یہ (امتناع منشیات) آرڈر کسی بھی دوسرے مروجہ قانون کے باوجود موثر ہوگا۔

عدالت کے صدارت کنندہ افسر کا مسلمان ہونا:۔

آرٹیکل ۳۰ کے تحت، عدالت کا صدارت کنندہ افسر جو اس آرڈر کے تحت کسی مقدمہ یا اپیل کی سماعت کرے، مسلمان ہوگا۔ اگر ملزم غیر مسلم ہے تو صدارت کنندہ افسر غیر مسلم ہوسکتا ہے۔

سِکھوں کی شادی کا قانون

ہر مہذب معاشرے میں شادی جائز طریقے سے انجام دینے کا انتظام کیا گیا ہے تا کہ مشکلات سے بچا جا سکے اور معاشرے میں عزت کیساتھ اس ازدواجی رشتے کو نبھایا جا سکے۔ سکھوں کی شادی سے متعلق ضروری تفصیلات سکھوں کی شادی کے قانون مجریہ ۱۹۰۹ء(The Anand Marriage Act, 1909) میں بیان کی گئیں ہیں۔

شادی کو درست قرار دینا:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۲ کے مطابق تمام شادیاں جو سکھوں کی شادی کی رسم کے مطابق منائی جائیں وہ قانون کے لحاظ سے اس منائے جانے والے دن سے درست قرار پائیں گی۔

اس قانون سے استثنٰی:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۳ کے مطابق اس قانون کا کوئی بھی حکم درج ذیل پر لاگو نہیں ہوگا۔

(a) کوئی بھی ایسی شادی جو ایسے افراد کے درمیان ہو جو سکھ مذہب سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔

(b) کوئی بھی شادی جو عدالت کی طرف سے کالعدم قرار دی گئی ہو۔

رسومات کے تحت شادی کرنا:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۴ کے مطابق اس قانون کا کوئی بھی حکم سکھوں کی شادی کی درستگی کو صرف اس لیے متاثر نہیں کرے گا کہ اس شادی کو رسوم وروایات کے تحت منایا گیا ہے۔

غیر قانونی شادی:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۵ کے مطابق یہ قانون ان اشخاص کے درمیان شادی کو جائز قرار نہیں دیتا جن کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ برادری یا رشتہ داری کیوجہ سے ہو۔ ان میں رسمی قانون کے تحت شادی غیر قانونی ہے۔

غیر ملکی اشخاص کی پاکستان میں آمد، موجودگی اور روانگی کا قانون

دنیا بھر کے ممالک کے باشندوں کی مختلف ممالک میں آمدورفت جاری رہتی ہے۔ ان کی آمد کا مقصد سیر و تفریح، سیاسی، سماجی، معاشی مفاد وغیرہ ہوسکتا ہے۔ جب کسی بھی ملک میں غیر ملکی اشخاص کی آمد ہوتی ہے تو ان کو اس ملک کے قانون میں دیئے گئے شرائط وضوابط کی پابندی کرنی ہوتی ہے۔ ان شرائط وضوابط کی خلاف ورزی کی صورت میں قانون کے مطابق کاروائی کی جاتی ہے۔ اسی مقصد کے لیے "غیر ملکی اشخاص کا قانون، ۱۹۴۶ء" (The Foreigners Act, 1946) پورے ملک میں نافذ العمل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۳ میں، وفاقی حکومت کی طرف سے سب غیر ملکیوں کے حوالے سے خصوصی طور پر پاکستان میں آنے یا داخل ہونے پر ممانعت یا روانگی یا موجودگی کے حوالے سے ضوابط دیئے گئے ہیں۔ مذکورہ دفعہ کے مطابق کوئی بھی غیر ملکی:۔

(۱) پاکستان میں داخل نہیں ہوگا یا اس وقت داخل ہوگا یا اس راستے سے داخل ہوگا یا بندرگاہ یا اس جگہ سے داخل ہوگا ماسوائے وضع کی گئی شرائط کے۔

(۲) پاکستان سے روانگی نہیں کریگا یا روانگی صرف اس وقت اور ایسے راستے اور ایسی بندرگاہ یا جگہ سے کریگا جو کہ دی گئی شرائط کے مطابق ہو۔

(۳) پاکستان میں یا کسی بھی مخصوص جگہ میں داخل نہیں ہوگا۔

(۴) پاکستان میں ایسی جگہ پر قیام ہوگا جو کہ مخصوص کی گئی ہو۔

(۵) مخصوص جگہ میں رہائش پذیر ہوگا۔

(۶) اس کی نقل وحرکت پر پابندی ہوگی۔

(۷) اپنی شناخت کا ثبوت دینا ہوگا اور مقررہ مجاز اتھارٹی کو اپنے نظام الاوقات اور جگہ کے بارے میں تفصیل دینی ہوگی۔

(۸) اس شخص سے تصویر اور انگلیوں کے نشانات اور دستخط لئے جائیں گے۔

(۹) طبی معائنے کے لئے مجاز اتھارٹی کے سامنے دی گئی جگہ اور وقت پر خود کو پیش کرنا ہوگا۔

(۱۰) اس پر مخصوص اشخاص سے ملنے کی ممانعت ہوگی۔

(۱۱) ممانعت شدہ مصروفیات سے دور رہنا ہوگا۔

(۱۲) ممنوعہ چیزوں کو استعمال یا رکھنے سے اجتناب کرے گا۔

(۱۳) اپنی حرکات وسکنات کو مقررہ طریقے کے مطابق کرنا ہوگا۔

(۱۴) مچلکے داخل کرانے ہونگے جس کے تحت دی گئی تمام شرائط کی پابندی کرنا ہوگی جو اس پر لاگو کی گئی ہوں۔

(۱۵) دفاعی یا بیرونی معاملات یا پاکستان کے تحفظ یا اس کے کسی حصے سے متعلقہ سکیورٹی کی خاطر ایسے شخص کو گرفتار یا تحویل میں لیا جا سکتا ہے۔

کوڑھ کے مریضوں کو ممنوعہ تجارت میں روزگار فراہم کرنے کی ممانعت اور اسکی سزا

کوڑھ کے مریضوں کو الگ رکھنے، علاج اور مرض کی روک تھام کے لیے کوڑھ کے مرض کی روک تھام کا قانون ۱۸۹۸" (Lepers Act, 1898) نافذ العمل ہے۔اس قانون کا اطلاق پاکستان کے کسی بھی حصے میں تب تک نہیں ہو گا جب تک کہ صوبائی حکومت نے اس بیماری کے ہونے کا اعلان نہ کیا ہو۔ یہ ایسی متعدی بیماری ہے جو دوسرے لوگوں تک جراثیم کے ذریعے پھیل سکتی ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کوڑھ کے مریض اپنا کوڑھ زدہ جسم، زخم وغیرہ عام شاہراہوں اور گلی کوچوں میں عام لوگوں کو دکھا کر بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کرتے ہیں تا کہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہو کر اور رحم کھا کر ان کو زیادہ سے زیادہ بھیک یا خیرات دیں اور اس طریقے سے وہ اس مرض کے علاج کے بجائے گداگری کے پیشے کو فروغ دیتے ہیں۔ مزید یہ کہ ایسے لوگوں کو بعض اشخاص اپنے مقاصد کے لئے بھیک مانگنے پر مجبور کرنا یا ممنوعہ تجارت میں روزگار فراہم کرتے ہیں جو کہ غیر قانونی اور قابل سزا جرم ہے۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۱۱ کے مطابق، کوئی بھی شخص جو کسی کوڑھ میں مبتلا شخص کو کسی کاروبار میں مشغول کرے گا جس کی قانون میں ممانعت ہو تو ایسے شخص کو ۵۰ روپے جرمانہ ہو سکتا ہے۔ تاہم شرط یہ ہے کہ کوڑھ میں مبتلا ایسے شخص کو مجسٹریٹ کے سامنے لایا جائے گا اور مجسٹریٹ یہ حکم نامہ جاری کریگا کہ کوڑھ کے انسپکٹر کے ذریعے اس شخص کا معائنہ کیا جائے اور تب تک مقدمہ کی سماعت جاری نہیں رکھی جائیگی جب تک کے کوڑھ کے انسپکٹر کی طرف سے فارم (ب) کا سرٹیفکیٹ جاری نہ کیا جائے جس کے تحت اس شخص کو کوڑھ کا مریض تصور کیا جاتا ہے۔

پناہ گاہوں سے بھاگ جانے والے کوڑھ کے مریضوں کو دوبارہ گرفتار کرنا:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۱۲ کے مطابق، مجسٹریٹ کے حکم کے تحت کوئی بھی کوڑھ میں مبتلا شخص جس کو کوڑھ کے مریضوں کے لیے مختص پناہ گاہ میں بھیجا گیا ہو اگر وہاں سے بھاگ جائے یا پناہ گاہ کے منتظم کی تحریری اجازت کے بغیر نکل جائے تو ایسے شخص کو کوئی بھی پولیس افسر یا کوئی اور شخص جس کو صوبائی حکومت نے تحریری طور پر مخصوص اختیارات دیئے ہوں بغیر وارنٹ کے گرفتار کر سکتا ہے۔ گرفتار کرنے کے بعد اس شخص کو واپس کوڑھ والی پناہ گاہ بھیجا جائیگا۔

بورڈ کے ممبران کی طرف سے کوڑھ والی پناہ گاہ کا معائنہ کرنا:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۱۳ کے مطابق، بورڈ کے دو یا دو سے زائد ممبران میں سے ایک میڈیکل افسر بھی ہو گا جو ۳ مہینوں میں کم سے کم ایک دفعہ کوڑھ کی پناہ گاہ کا معائنہ کریں گے اور کوڑھ کے ہر مریض کا معائنہ کرنے کے بعد ایسے مریضوں کے مزید داخلہ کا حکم دینگے جن کا نام رجسٹر میں درج کیا جائے گا۔ ایسے مریضوں کے لیے کیئے جانے والے

انتظامات اور حالات کے بارے میں وہ اپنے تاثرات قلمبند کریں گے جو وہ مناسب سمجھیں۔ مزید یہ کہ وہ کسی بھی کوڑھ کے مریض کو آزاد کرنے کا حکم دے سکتے ہیں۔

اپیل:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۱۵ کے مطابق ان پیشہ ور کوڑھ زدہ بھکاریوں کے ماسوا کوئی بھی شخص جس کے حوالے سے کوڑھ کے انسپکٹر نے فارم (ب) کے تحت سرٹیفکیٹ جاری کیا ہو، جس میں اس شخص کو کوڑھ زدہ قرار دیا ہو یا اس نے شیڈول میں مذکور فارم "A" کے تحت سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کیا ہو جس کے تحت اس شخص کو کوڑھ زدہ قرار نہیں دیا جاتا تو ایسی صورت میں وہ شخص اس سرٹیفیکیٹ کے اجراء یا ممانعت کے خلاف صوبائی حکومت کے نامزد کئے گئے افسر کو اپیل کرے گا جس پر اس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

واقعات جن کا ثابت کرنا ضروری نہیں

بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں جن کا ثابت کرنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ عدالت ان کو ثابت شدہ تسلیم کر لیتی ہے۔ چنانچہ کوئی امر جس کو بلا ثبوت تسلیم کرنا قانوناً عدالت پر لازم ہے اس کو عدالت بلا طلبی شہادت درست اور صحیح تسلیم کرتی ہے۔ قانون شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۱۱۱ تا ۱۱۳ میں ایسے واقعات جن کو عدالت میں ثابت کرنا ضروری نہیں، کی وضاحت کی گئی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اس واقعہ کا ثابت کرنا ضروری نہیں ہے جسے عدالتی علم کے طور پر کام میں لایا جائے:۔

قانونِ شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۱۱۱ کے تحت، کسی ایسے واقعہ کا ثابت کرنا ضروری نہیں ہے جسے عدالت، عدالتی علم کے طور پر کام میں لائے۔

واقعات جن کو عدالتی علم کے طور پر کام میں لانا عدالت پر لازم ہے:۔

آرٹیکل ہذا کے آرٹیکل ۱۱۲ کے ذیلی آرٹیکل (۱) کے تحت، عدالت پر لازم ہے کہ حسبِ ذیل واقعات کو عدالتی علم کے طور پر کام میں لائے۔

(الف) جملہ قوانین پاکستان؛

(ب) مسلح افواج کے ضوابطِ جنگ؛

(ج) مرکزی مجلس مقننہ اور کسی مجلس مقننہ کا ضابطہ کار جو پاکستان میں نافذ العمل قانون کے تحت قائم کی گئی ہو؛

(د) پاکستان کی تمام عدالتوں اور پاکستان سے باہر تمام عدالتوں کی مہریں جو وفاقی حکومت یا سرکاری نمائندے کے حکم سے تیار ہوئی ہوں، بحریہ اور بحری علاقے کی عدالتوں اور نوٹری پبلک کی مہریں اور وہ تمام مہریں جو کوئی شخص کسی ایکٹ یا ضابطہ کی رو سے جو پاکستان میں قانون کا حکم رکھتا ہو، استعمال کرنے کا مجاز ہو؛

(ہ) ایسے اشخاص کا کسی عہدے پر فائز ہونا، ان کے اسماء عہدے، کارہائے منصبی اور دستخط جو فی الوقت پاکستان میں کسی سرکاری عہدے پر فائز ہوں، اگر مذکورہ عہدے پر ان کا تقرر سرکاری جریدہ میں مشتہر کر دیا گیا ہو؛

(و) ہر ایسی مملکت یا مقتدرِ اعلیٰ کا وجود، خطاب اور قومی پرچم جسے وفاقی حکومت نے تسلیم کیا ہو؛

(ز) تقسیم زماں، کرۂ ارض کی جغرافیائی تقسیم، اور عام تہوار، روزے اور تعطیلات جو سرکاری جریدہ میں مشتہر ہوئی ہوں؛

(ح) قلمرو پاکستان کے تحت علاقہ جات؛

(ط) اراکین وعہد یداران عدالت اور ان کے نائب اور ماتحت عہدیداران اور مددگاروں کے نام اور ایسے تمام عہدیداران کے نام بھی جو اس کے حکم ناموں کی تعمیل میں کارگزار ہوں اور تمام وکیلوں اور دیگر اشخاص کے نام جو از روئے قانون عدالت میں حاضر ہونے یا اس کے روبرو سوال و جواب کرنے کے مجاز ہوں؛ اور

(ی) خشکی یا سمندر پر شاہراتی قاعدہ؛

آرٹیکل ہذا کے ذیلی آرٹیکل (۲) کے تحت، ان تمام صورتوں میں جن کا حوالہ ذیلی آرٹیکل (۱) میں دیا گیا ہے اور تاریخ عام، ادب، سائنس یا فنون، کے متعلق جملہ امور پر بھی عدالت کو دریافت حال کیلئے مناسب کتب یا دستاویزات مدد لینے کا اختیار ہوگا۔

آرٹیکل ہذا کے ذیلی آرٹیکل (۳) کے تحت، اگر کوئی شخص عدالت سے استدعا کرے کہ کسی واقعہ کو عدالتی علم کے طور پر کام میں لایا جائے، تو اسے ایسا کرنے سے انکار کرنے کا اختیار ہے تاوقتیکہ اور جب تک کہ مذکورہ شخص ایسی کوئی کتاب یا دستاویز پیش نہ کرے جسے وہ ایسا کرنے کیلئے ضروری سمجھتا ہو۔

واقعات مسلمہ کا ثبوت درکار نہیں ہے:۔

آرڈر ہذا کے آرٹیکل ۱۱۳ کے تحت، کسی قانونی کاروائی میں کسی ایسے واقعہ کا ثابت کرنا ضروری نہیں ہے جسے فریقین مقدمہ یا ان کے کارندے بوقت سماعت مقدمہ تسلیم کرنے پر متفق ہو جائیں یا جسے تسلیم کرنے کا اقرار وہ اپنی سماعت سے قبل اپنی دستخطی تحریر کے ذریعے کرلیں جو اس وقت نافذ الوقت کسی قاعدہ یا بیانات فریقین کی رو سے ان کے بیانات کے ذریعہ ان کا تسلیم شدہ متصور ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ عدالت اپنی صوابدید کے مطابق، مسلمہ واقعات کی بابت مذکورہ تسلیم کے علاوہ اور ثبوت طلب کرسکتی ہے۔

جانوروں کے ذبح کرنے کا قانون

پاکستان میں صحت مند حلال جانوروں کا گوشت دستیاب ہے جو کہ صحت کے لئے مفید ہے۔لیکن اگر ایسے جانور صحت مند نہ ہوں یا مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوں تو ان کا گوشت استعمال کرنے سے انسانی صحت پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔غیر صحت مند گوشت فروخت کرنے والوں کے خلاف قانونی کاروائی ہونی چاہئے تا کہ وہ انسانی صحت کے ساتھ نہ کھیل سکیں۔اس سلسلے میں "جانوروں کو ذبح کرنے کا قانون ۱۹۶۳" (Animal Slaughter Control Act, 1963). نافذ العمل ہے۔جس کی اہم دفعات کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

جانوروں کے ذبح کرنے پر پابندی:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق، کوئی بھی شخص حلال اور مفید جانور کو ذبح نہیں کریگا جب تک کہ۔

(الف) ایسے جانور کو ذبح کرنے کی اجازت نہ دی گئی ہو،؛

(ب) ماسوائے ذبح خانے میں اور ان مقررہ اوقات کے؛

تاہم اس کا اطلاق ایسے جانوروں کے ذبح کرنے پر نہیں ہوگا؛

(۱) جن کو مسلمان عید الاضحیٰ اور اس کے بعد دو دن تک ذبح کریں؛ یا

(۲) کسی بیماری کی وجہ سے، زخمی ہونے یا کسی اور وجہ سے اگر جانور کی موت واقع ہونے کا خدشہ ہو اور اس کو ذبح خانے میں متعلقہ افسر کے سامنے نہ لایا جا سکے۔

ذبح سے پہلے جانوروں کا معائنہ:۔

قانون ہذا کی دفعہ (۴) کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق، کوئی بھی شخص جو کہ جانور کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس جانور کو معائنے کی جگہ لائے گا تا کہ اس کا مقررہ وقت میں معائنہ کیا جا سکے۔ایسے جانور کے معائنے کے بعد ڈاکٹر اس کے ذبح کرنے کی اجازت دیگا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی بھی مفید جانور کے ذبح کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔کوئی بھی شخص جس کو جانوروں کے ڈاکٹر کی طرف سے ایسے جانور کے ذبح کرنے کی اجازت نہ ملی ہو ۲۴ گھنٹوں کے اندر مقررہ مجاز اتھارٹی کو اپیل کر سکتا ہے۔

جانوروں کے حمل کو گرانے کی ممانعت:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق، کوئی بھی شخص خود اختیاری طور پر کسی حاملہ بھیڑ کو وقت سے پہلے بچہ پیدا کرنے کے لئے اس کا حمل نہیں گرائے گا۔

استثناء کا اختیار:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۵ کے مطابق حکومت مخصوص حالات میں شرائط کی پابندی کے ساتھ جو کہ وہ مناسب سمجھے کسی بھی شخص یا گروہ کو قانون ہذا کے مندرجات سے مستثنیٰ کر سکتی ہے۔

کسی بھی جگہ داخل ہونے، تلاشی اور قبضے میں لینے کا اختیار:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۷ کے مطابق، مویشیوں کا ڈاکٹر یا کوئی اور گزیٹیڈ افسر کسی بھی ذبح خانے میں داخل ہو سکتا ہے اور تلاشی لے سکتا ہے اگر اس کو یہ خدشہ ہو کہ جانوروں کے حوالے سے کوئی اور جرم ہوا ہے یا ہونے کا امکان ہے تو وہ جانوروں کو یا اس کی لاش کو یا گوشت کو اپنے قبضے میں لے گا۔

جرمانہ:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۸ کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق، جو کوئی بھی قانون ہذا کے مندرجات یا قواعد کی خلاف ورزی کریگا تو اس کو اس جرم کی پہلی مرتبہ ارتکاب پر دوسو روپے تک کا جرمانہ ہوگا یا قید کی سزا جو کہ ایک مہینے تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزائیں دی جائیں گی اور اگر ایسے جرم کا دوبارہ ارتکاب کیا گیا ہو تو اسے ۶ ماہ قید یا جرمانہ جو کہ ۵۰۰ روپے تک ہوگی یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ مزید یہ کہ کوئی بھی شخص جس کے قبضے میں کوئی ایسی جگہ ہو جہاں جرم کا ارتکاب ہوتا ہو تو اس شخص کو بھی اس جرم کے ارتکاب کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جائیگا۔

ضبطگی:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۹ کے مطابق، عدالت جو اس جرم کے خلاف مقدمے کی سماعت کر رہی ہو حکم دے سکتی ہے کہ ایسا جانور یا اس جانور کی لاش یا گوشت جس کے حوالے سے جرم کا ارتکاب ہوا ہے اس کو حکومت ضبط کر سکتی ہے۔

اطلاع دینے والے کو انعام دینا:۔

عدالت قانون ہذا کی دفعہ ۱۰ کے مطابق، جو کہ ایسے جرم کے ارتکاب پر مقدمے کی سماعت کر رہی ہو حکم دے سکتی ہے کہ عائد جرمانے کا ۲۰ فیصد حصہ ایسے جرم کی اطلاع دینے والے شخص کو دیا جائے جو کہ اس جانور کے بیچنے کی صورت میں حاصل ہوا ہو۔

وفاقی پبلک سروس کمیشن

کسی بھی ملک کی معاشی، سیاسی اور سماجی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس میں موجود اداروں میں قابل، ذہین اور قوم کی خدمت کے جذبے سے سرشار لوگوں کا انتخاب ہو۔ وفاقی پبلک سروس کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جس کا کام وفاقی حکومت کے مختلف اداروں میں موجود آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے امتحانات کا انعقاد کرنا ہے۔ اس ادارے کا مقصد یہ ہے کہ ایسے امیدواروں کا انتخاب ہو جو کہ اپنی تعلیمی قابلیت، ذہانت اور محنت کے ذریعے ان امتحانات میں کامیابی حاصل کر کے ملک میں مختلف اداروں میں اپنی خدمات بہتر انداز سے سرانجام دے سکیں۔ اس سلسلے میں "وفاقی پبلک سروس کمیشن آرڈیننس، ۱۹۷۷" (Federal Public Service Commission Ordinance, 1977) نافذ العمل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کمیشن کی تشکیل:۔

قانون ہذا کی دفعہ (۳) کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق، ایک وفاقی پبلک سروس کمیشن کا قیام عمل میں لایا جائے گا اور صدر مملکت ضابطے کے تحت اس کا تعین درج ذیل طریقے سے کریں گے:۔

(الف) کمیشن کے ارکان کی تعداد اور ان کی ملازمت کی شرائط؛

(ب) کمیشن کے عملے کے ارکان کی تعداد اور ان کی ملازمت کی شرائط؛

لیکن شرط یہ ہے کہ کمیشن کے ارکان کی تنخواہ، الاؤنس اور استحقاق میں کوئی ایسا ردوبدل نہیں کیا جائیگا جو کہ اس کے دوران ملازمت کی مدت کے لئے ہو۔ مزید یہ کہ کمیشن کے چیرمین اور ارکان کا تقرر صدر مملکت کرے گا۔ کمیشن کے آدھے سے کم ارکان کی تعداد ان اشخاص پر مشتمل ہوگی جن کی ملازمت پاکستان میں بیس سال سے کم عرصے کی نہ ہو، مزید یہ کہ کمیشن کی کوئی بھی کاروائی یا عمل صرف اس بنیاد پر ناجائز تصور نہیں کیا جائے گا کہ آسامی کی موجودگی یا کمیشن کی تشکیل میں کوئی نقص ہے۔

کمیشن کے ارکان کی مدت ملازمت:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق، صدر مملکت کمیشن کے چیئرمین اور ممبرز کی مدت ملازمت کا تعین کر سکتا ہے جو کہ ۳ سال کے لئے ہوگی اور یہ مدت ملازمت میں آنے والے دن سے شروع ہوگی یا جب تک کہ وہ شخص پینسٹھ سال کی عمر کو نہیں پہنچتا لیکن شرط یہ ہے کہ اگر کمیشن کا کوئی ممبر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کا ریٹائرڈ جج ہے تو وہ اس عہدے پر تین سال کے عرصے کے لیے متعین ہوگا جو کہ اس کی ریٹائرمنٹ کی تاریخ سے پانچ سال کے اندر ہوگا۔ لیکن مزید شرط یہ

ہے کہ وہ کمیشن میں دوبارہ ممبر ہونے کا اہل نہیں ہوگا۔ کمیشن کا ممبر اپنے عہدے سے استعفٰی دے سکتا ہے جو کہ تحریری طور پر صدر مملکت کو ارسال کریگا۔

مزید ملازمت کے لئے نا اہل ہونا:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت کمیشن کے ممبر کی ملازمت ختم ہونے پر وہ پاکستان میں کسی اور ملازمت کے لئے اہل نہیں ہوگا۔

عہدے سے ہٹانا:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۶ کے مطابق، کمیشن کے ممبر کو ہٹایا نہیں جا سکتا ماسوائے اس طریقے کے جو کہ ہائی کورٹ کے جج کے لئے مختص ہے۔

کمیشن کے کارہائے منصبی:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۷ کے مطابق کمیشن کے درج ذیل کارہائے منصبی ہونگے۔

(الف) امتحانات کا انعقاد کرنا جو کہ گریڈ سولہ اور اس سے اوپر کی آسامیوں کے لئے ہو ماسوائے ان لوگوں کے جو دفاع کے محکمے کے افسران ہوں۔ ایسے لوگ جن کا تقرر ایسی ملازمت یا آسامیوں کے لیے ہو وہ اعلیٰ اختیاراتی سلیکشن بورڈ کی سفارش پر ہوگا جس کو صدر مملکت کی طرف سے اس مقصد کے لئے تشکیل دیا گیا ہو اور ایسی تمام ملازمتیں وفاقی معاملات کے ساتھ منسلک ہوں۔

(ب) کمیشن کی طرف سے صدر مملکت کو ان آسامیوں کے لئے اہلیت اور بھرتی کے طریقہ کار کے حوالے سے مشورہ دینا اور دیگر معاملات جو کہ صدر مملکت کی طرف سے بھجوائے گئے ہوں۔

کمیشن کے کارہائے منصبی کو چلانے کا طریقہ کار:۔

کمیشن کا چیئرمین وفاقی حکومت کی اجازت سے کمیشن کو چلانے کے لئے قواعد وضوابط مرتب کریگا اور اس مقصد کے لئے چیئرمین ایک کمیٹی تشکیل دے گا جو کہ دو یا دو سے زائد ممبران پر مشتمل ہوگی۔

مشورہ قبول نہ ہونے کی صورت میں کمیشن کو مطلع کیا جائے گا:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۸ کے تحت اگر صدر مملکت کمیشن کے مشورے کو قبول نہیں کرتا تو کمیشن کو اس سلسلے میں مطلع کیا جائیگا۔

کمیشن کی رپورٹ:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۹ کے مطابق، کمیشن کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ صدر مملکت کو کمیشن کی سالانہ کارکردگی کی

رپورٹ پیش کرے اور صدر مملکت اس رپورٹ کی نقل قومی اسمبلی اور سینٹ کوحسبِ ذیل معاملات سے متعلق اپنی یاداشت کے ساتھ بھیجے گا۔

(الف) ایسے معاملات جس میں کمیشن کا مشورہ قبول نہ ہونے کی صورت میں اسکے اسباب دیئے گئے ہوں۔

(ب) ایسے معاملات جس میں کمیشن سے مشورہ لینا چاہئے تھا مگر نہیں لیا گیا اور اسباب دیئے گئے ہوں۔

قواعد:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۱۰ کے مطابق، وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے قانون ہذا کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے قواعد مرتب کرسکتی ہے۔

کمیشن کے دائرہ کار سے خارج شدہ آسامیاں۔

	وزارت / ڈویژن		آسامی کا نام
(۱)	ساری وزارتیں	۔	وزیر اور وزیر مملکت کے لئے پرائیویٹ سیکٹریز۔
(۲)	وزارت خارجہ امور	۔	سائفر کنٹرول اور منیجمنٹ
(۳)	انٹیلیجنس بیورو	۔	تمام آسامیاں
(۴)	دفاعی پیداوار ڈویژن	۔	(۱) تمام آسامیاں جو کہ پاکستان آرڈنینس اور پراجیکٹ سے منسلک ہوں۔ (۲) تمام آسامیاں جو کہ پاکستان کے خلائی اور تحقیقی کمیٹی سے منسلک ہوں۔
(۵)	دفاعی ڈویژن	۔	تمام آسامیاں جو کہ ڈاریکٹر جنرل انٹر سروس انٹیلیجنس (I.S.I) کے ساتھ منسلک ہوں۔

سیاحتی رہبر (گائیڈ) کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لئے سیاحت کا شعبہ دیگر شعبوں کی طرح بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پاکستان ایک خوبصورت ملک ہے جس کو قدرت نے کئی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے جس میں موجود خوبصورت وادیاں، پہاڑ، جھیلیں، صحرا، تاریخی مقامات اور آثار قدیمہ ملکی و غیر ملکی سیاحوں کے لئے دلچسپی اور کشش کا باعث ہیں ملکی و غیر ملکی سیاحوں کو سیاحت والی جگہوں کا صحیح طریقے سے تعارف اور اس کی اہمیت سے روشناس کرانے کے لیے سیاحتی رہبر (گائیڈ) کا بہت ہی اہم کردار ہوتا ہے جس سے نہ صرف ملک کا قومی تشخص اجاگر ہوتا ہے بلکہ سیاحت کا شعبہ بھی ترقی کرتا ہے۔

ایسے سیاحتی رہبروں (گائیڈز) کا تقرر، فرائض منصبی اور دیگر معاملات جو کہ اس شعبے سے وابستہ ہیں کو کس طرح سرانجام دیا جانا چاہیئے اس کے لئے "سیاحتی رہبر (گائیڈ) کا قانون، ۱۹۷۶ء" (The Pakistan Tourist Guide, Act, 1976) پورے ملک میں نافذ العمل ہے۔ اس قانون کا مقصد پاکستان میں سیاحتی رہبر (گائیڈ) کے پیشے کو ضابطہ کے تحت لانا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کمیٹی:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق، وفاقی حکومت ایک کمیٹی تشکیل دے گی جو کہ "سیاحتی رہبروں (گائیڈز) کے ضابطے کی کمیٹی" کہلائے گی جو کہ چیئر مین اور دوسرے ارکان پر مشتمل ہوگی جن کا تقرر وفاقی حکومت کرے گی۔ چیئر مین اور دوسرے ارکان مقررہ مدت کے لیے دی ہوئی شرائط پر اپنے عہدوں پر فائز رہیں گے جب تک وفاقی حکومت چاہے گی۔ کمیٹی درج ذیل کارہائے منصبی ادا کرے گی۔

(الف) وفاقی حکومت کو قانون ہذا کے مندرجات اور قواعد کو نافذ کرنے کے لئے مشورہ دے گی۔

(ب) وفاقی حکومت کو سیاحتی رہبروں (گائیڈز) کے لئے ضابطہ اخلاق مرتب کرنے کے لئے مشورہ دے گی۔

(پ) ایسے دوسرے کارہائے منصبی ادا کرے گی جو کہ قانون ہذا سے مطابقت رکھتے ہوں۔

سیاحتی رہبروں (گائیڈز) کے لئے لائسنس:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۴ کے مطابق کوئی بھی شخص جو کہ سیاحتی رہبر (گائیڈ) کے طور پر کام کرنا چاہتا ہے یا اس کا ارادہ رکھتا ہے اس سلسلے میں ایک مقررہ فارم پر وفاقی حکومت کو درخواست دے گا۔ ایسی درخواست وصول ہونے پر وفاقی حکومت

مقررہ امتحانات کا انعقاد کرے گی اگر وہ امتحانات میں کامیاب ہو تو مقررہ فیس کی ادائیگی پر درخواست گزار کو لائسنس کا اجراء کریگی۔ وفاقی حکومت ایک رجسٹر رکھے گی جس میں تمام سیاحتی رہبروں (گائیڈز) کے نام اور پتے درج ہونگے۔

ایسا لائسنس ۳ سال کے عرصے تک جاری رہے گا بشرطیکہ اسے معطل یا منسوخ نہ کیا گیا ہو اور اس کو ۳ سال کے بعد مقررہ فیس کی ادائیگی کے بعد دوبارہ جاری کرایا جاسکتا ہے۔

لائسنس کی معطلی یا منسوخی:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۶ کے مطابق، وفاقی حکومت سیاحتی رہبر (گائیڈ) کے خلاف ممکنہ کاروائی کرنے سے پہلے اس کو نوٹس اظہار وجوہ جاری کر کے اس کو صفائی کا موقع دے گا اور اس کا لائسنس معطل یا منسوخ کیا جائے گا اگر اس نے لائسنس کی شرائط وضوابط اور ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی ہو۔

سیاحتی رہبر (گائیڈ) کسی افسر یا اتھارٹی کے ایسے حکم سے متاثر ہونے کے بعد وفاقی حکومت کو مقررہ وقت میں اور مقررہ طریقے سے قانون ہذا کے قواعد کے مطابق اپیل کر سکتا ہے اور وفاقی حکومت کا فیصلہ ایسی اپیل پر حتمی ہوگا۔

وفاقی حکومت کسی بھی وقت از خود یا اس سیاحتی رہبر (گائیڈ) کی درخواست پر جو کہ وفاقی حکومت کے فیصلے سے متاثرہ ہو فیصلہ کرے گی جو کہ مناسب سمجھا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ سیاحتی رہبر کے خلاف اس وقت تک حکم صادر نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس کو سننے کا موقع نہ دیا گیا ہو۔

سیاحتی رہبر (گائیڈ) کی حیثیت سے کام کرنے کی ممانعت:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۷ کے مطابق، ماسوائے اس کے جو کہ قانون میں دیا گیا ہو، کوئی بھی شخص اپنے آپ کو سیاحتی رہبر (گائیڈ) نہیں کہلائے گا یا اس حیثیت سے کام نہیں کریگا جب تک کہ اس کے پاس لائسنس نہ ہوگا۔

سیاحتی رہبر (گائیڈ) کے لئے معاوضہ کی ادائیگی:۔

قانون ہذا کی دفعہ ۸ کے مطابق، وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے سیاحتی رہبر (گائیڈ) کی خدمات کے عوض ان کا معاوضہ مقرر کرے گی جس کا وہ حقدار ہے۔ سیاحتی رہبر (گائیڈ) کسی شخص سے اپنی خدمات کے عوض مقررہ معاوضے سے زیادہ معاوضے کا مطالبہ نہیں کریگا۔

مذکورہ دفعہ کی ذیلی دفعہ (۳) کے مطابق، ایسے سیاحتی رہبر (گائیڈز) جن کو کسی ٹریول ایجنسی نے قانون ہذا کے قواعد وضوابط کے تحت طے شدہ تنخواہ پر کل وقتی طور پر ملازم بھرتی کیا ہو وہ سیاحوں سے کوئی فیس نہیں لیں گے۔

جرمانہ اور طریقہ کار:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۹ کے مطابق، کوئی بھی ایسا شخص جس کو لائسنس جاری نہیں کیا گیا ہو یا ایسا شخص جس کا لائسنس منسوخ کیا گیا ہو یا وقتی طور پر معطل کیا گیا ہوا گر سیاحتی رہبر (گائیڈ) کے طور پر کام کر رہا ہو یا دوسری صورت میں قانون ہذا کی مندرجات کی خلاف ورزی کر رہا ہو یا سیاحتی رہبر (گائیڈ) ہونے کی صورت میں لائسنس کی شرائط کی خلاف ورزی کر رہا ہو تو اس کو ۵۰۰ روپے تک کا جرمانہ ہوسکتا ہے۔

کوئی بھی مجسٹریٹ جس کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 260 کے تحت جرائم کی سرسری سماعت کا اختیار حاصل ہو اس کو قانون ہذا کے تحت دیئے گئے جرائم کی سرسری سماعت کرنے کا اختیار ہوگا۔

کوئی بھی عدالت قانون ہذا میں دیئے گئے جرائم کی سماعت نہیں کر سکتی ما سوائے تحریری درخواست پر جو اس بارے میں وفاقی حکومت کی طرف سے با اختیار شخص کی طرف سے دی گئی ہو۔

خیبر پختونخوا یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء

یتیم اور بے آسرا بچوں کی کفالت حکومت وقت کی ایک اہم ذمہ داری ہے چنانچہ اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر خیبر پختونخوا حکومت نے ۱۹۷۶ میں یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء (Khyber Pakhtunkhwa Orphanages (Supervision and Control Act,1976) نافذ کیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کے بورڈ کا قیام:۔

خیبر پختونخوا یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء کی دفعہ ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کے لیے بورڈ قائم کیا جائے گا۔ دفعہ ۱۰ کے تحت اس مقصد کے لیے علیحدہ فنڈ قائم کیا جائے گا جو کہ خیبر پختونخوا یتیم خانوں کا فنڈ کہلائے گا۔ یہ فنڈ مندرجہ ذیل رقوم پر مشتمل ہوگا

(الف) حکومتی امداد۔

(ب) زکواۃ، فطرانہ کی مد سے اکھٹی کی گئی رقم؛

(ج) مذکورہ قانون کے تحت بطور فیس وصول کی گئی رقم؛

(چ) وفاقی حکومت، بین الاقوامی یا کسی ڈونر ایجنسی کی طرف سے وصول کی گئی امداد؛ اور

(ح) فنڈ کی سرمایہ کاری سے ملنے والے منافع کی رقم؛

بورڈ کے فرائض:۔

دفعہ ۱۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت بورڈ حکومت کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل افعال سرانجام دے گا۔

(الف) تمام ایسے اداروں کے لیے عام پالیسی بنانا جہاں پر پورے ملک سے یا صوبے کے یتیموں کو داخلہ دیا جاتا ہو۔

(ب) ایسے اداروں میں یتیموں کی دیکھ بھال کے معیار کا تعین کرنا۔

(ج) یتیم خانوں کی انتظامیہ کو ایسے اداروں کو جدید اور سائنسی بنیادوں پر چلانے کی ہدایات دینا۔

(چ) ایسے تمام اداروں کی نگرانی کرنا اور اس بات کی یقین دہانی کرانا کہ یہ فلاح و بہبود کے متعین کردہ معیار پر عمل درآمد کر رہے ہیں۔

(ح) بورڈ اگر ضروری سمجھے تو ایسی صورت میں حکومت کو یتیموں سے متعلق مناسب قانون سازی یا موجودہ قوانین کو تبدیل کرنے کی تجاویز دے سکتا ہے۔

(خ) یتیم خانوں کی موجودہ رجسٹریشن کے نظام کا جائزہ لینا اور اس نظام میں بہتری کے لیے تجاویز دینا۔

(د) یتیم خانوں کی بہتری کے لیے اقدامات اٹھانا۔

(ذ) حکومت کی طرف سے تفویض کیئے گئے فرائض کو بخوبی سرانجام دینا۔

بغیر لائسنس کے یتیم خانوں کے قیام اور چلانے کی ممانعت:۔

دفعہ ۱۵ کے تحت بلا لائسنس کوئی یتیم خانہ نہ چلایا جا سکتا ہے اور نہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

لائسنس کے لیے درخواست:۔

دفعہ ۱۶ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت کوئی بھی شخص یا تنظیم جو یتیم خانہ کھولنا چاہتی ہو یا مذکورہ قانون کے نافذ ہونے سے پہلے ہی چلا رہی ہو تو ایسی صورت میں وہ وضع کردہ فیس کی ادائیگی کے ساتھ لائسنس جاری کرنے والی اتھارٹی کو درخواست دے گی جس میں اس چیز کی بھی نشاندہی کی جائے گی کہ یتیم خانہ مردوں کے لیے ہے یا خواتین کے لیے اور درخواست کے ساتھ وضع کردہ دستاویزات بھی لف کریں گے۔ اتھارٹی درخواست کی وصولی کے بعد اگر ضروری سمجھے تو انکوائری کے بعد درخواست منظور کر سکتی ہے یا تحریری وجوہات کے ساتھ رد کر سکتی ہے۔ اتھارٹی بعد منظوری درخواست مجوزہ فارم پر درخواست دہندہ کو لائسنس جاری کر دے گی۔ اسی طرح اتھارٹی رجسٹر رکھے گی اور اس میں ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے جاری کیئے جانے والے لائسنسوں کے وضع کردہ مندرجات کا اندراج کرے گی۔

دفعہ ۱۷ کے تحت ایسا یتیم خانہ جو کہ مذکورہ قانون کے نافذ ہونے سے پہلے قائم کیا گیا ہو یا قائم کیا جانا ہو تو ایسی صورت میں قائم شدہ یا قائم کیا جانے والا یتیم خانہ صرف بعد اجرائی لائسنس قائم رہ سکتا ہے۔

مذکورہ قانون کے نافذ ہونے سے پہلے قائم شدہ یتیم خانے مذکورہ قانون کے نافذ ہونے کے بعد ۲ ماہ سے زیادہ دیر قائم نہیں رکھے جا سکتے تاہم ان کے لیے تیس دنوں کے اندر لائسنس حاصل کرنے کے لیے درخواست دی جا سکتی ہے۔ درخواست کے رد ہونے کی صورت میں تیس دنوں تک یتیم خانوں کو قائم رکھا جا سکتا ہے یا اگر اتھارٹی کے فیصلے سے متاثرہ شخص نے دفعہ ۱۹ کے تحت اپیل دائر کی ہو تو درخواست کے خارج ہونے تک وہ یتیم خانے کو قائم رکھ سکتا ہے۔

لائسنس کی تجدید:۔

دفعہ ۱۸ کی رو سے اس قانون کے تحت جاری کیا جانے والا لائسنس دو سال تک درست تصور ہو گا تاہم دو سال

کے بعد اتھارٹی تجدید لائسنس کی درخواست پر مزید دو سال کے لیے بلا ادائیگی فیس اس لائسنس کی تجدید کر سکتی ہے۔

اپیل:۔

دفعہ ۱۹ کی رو سے اگر لائسنس کے حصول یا تجدید لائسنس کی درخواست اتھارٹی کی طرف سے مسترد ہو جائے تو ایسی صورت میں درخواست دہندہ تیس دنوں کے اندر اتھارٹی کے حکم کے خلاف حکومت کے پاس اپیل دائر کرے گا اور حکومت کا حکم نامہ حتمی ہوگا۔

دفعہ ۲۰ کے مطابق خواتین اور مردوں کے لیے علیحدہ علیحدہ یتیم خانے قائم کئے جائیں گے۔

لائسنس کی معطلی اور منسوخی:۔

دفعہ ۲۱ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت اتھارٹی کو اگر یہ یقین ہو جائے کہ یتیم خانے کی انتظامیہ فنڈ میں بے ضابطگی اور یتیم خانے کے معاملات میں بدانتظامی کی ذمہ دار ہے یا مذکورہ قانون اور اس کے تحت بننے والے قواعد یا لائسنس کی کسی شرط پر عمل درآمد کرنے میں ناکام ہو چکی ہے تو ایسی صورت میں اتھارٹی اگر ضروری سمجھے تو انتظامیہ کو سماعت کا موقع دینے کے بعد لائسنس معطل یا منسوخ کرنے کا تحریری حکم نامہ جاری کر سکتی ہے جسے توثیق کے لیے بورڈ کے سامنے پیش کرے گی جو کہ اس فیصلے کی توثیق کرے گا یا اسے منسوخ کرے گا۔ بورڈ یتیم خانے کے لائسنس کی معطلی اور منسوخی کے بعد ضروری اقدامات کے لیے احکامات جاری کر سکتا ہے۔

یتیموں کا طبی معائنہ:۔

دفعہ ۲۲ کے تحت لائسنس یافتہ یتیم خانے میں داخلے کے سات دنوں کے اندر اور سال میں کم از کم ایک دفعہ وہ ہر نئے داخل ہونے والے یتیم کا طبی معائنہ کرانے کا پابند ہوگا اور طبی معائنے کا رجسٹر مجوزہ طریقہ کار کے مطابق درست رکھے گا۔

بھیک مانگنے کی ممانعت:۔

دفعہ ۲۴ کے تحت لائسنس رکھنے والا شخص کسی بھی یتیم کو یتیم خانے میں بھیک، عطیات اور چندہ منگوانے کی غرض سے داخلہ نہیں دے گا اور نہ ہی انسانی وقار کے خلاف کوئی کام کرنے کی اجازت دے گا۔

سزائیں:۔

دفعہ ۲۵ کے تحت مذکورہ قانون کی کسی بھی دفعہ کی خلاف ورزی کی صورت میں ذمہ داران کو قید با مشقت کی سزا دی جائے گی جو کہ کم از کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ تین سال ہوگی اور انہیں جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی جو کہ دو ہزار روپے تک ہوگی۔

پنجاب میں کرایہ پردی ہوئی تعمیرات کا قانون مجریہ ۲۰۰۹ء

پنجاب میں کرایہ پردی ہوئی تجارتی ورہائشی تعمیرات کا قانون مجریہ۲۰۰۹ (The Punjab Rented Premises Act, 2009) میں نافذ العمل ہے۔اس قانون کی دفعہ ۵ کے تحت تجارتی ورہائشی تعمیرات کا مالک بغیر معاہدہ کرایہ داری کے کرایہ دار کو تجارتی ورہائشی تعمیرات کرایہ پرنہیں دے سکتا۔

تجارتی ورہائشی تعمیرات کا مالک معاہدہ کرایہ داری کو رینٹ رجسٹرار کے سامنے پیش کرے گا جو رجسٹر میں معاہدہ کرایہ داری کے مندرجات کا اندراج کرے گا اوراس پر اپنی سرکاری مہر لگا کر اصل معاہدہ کرایہ داری مالک کو واپس کردے گا اوراس کی نقل اپنے پاس رکھے گا تاہم معاہدہ کرایہ داری کے مندرجات کے اندراج سے مالک یا کرایہ دار دستاویزات کی رجسٹریشن سے متعلق قانون کے تحت معاہدہ کرایہ داری کو رجسٹر کرانے کی ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہونگے بلکہ ایسا کوئی بھی معاہدہ رینٹ رجسٹرار کے سامنے پیش کیا جائے گا۔رینٹ رجسٹرار کے دفتر میں طے ہونے والا معاہدہ اوراس کی مصدقہ نقل مالک تجارتی ورہائشی تعمیرات اور کرایہ دار کے مابین تعلق کا ثبوت ہوگا۔

معاہدہ کرایہ داری کے لوازمات:۔

دفعہ ٦ کی ذیلی دفعہ (ا) کے تحت معاہدہ کرایہ داری میں جہاں تک ممکن ہو سکے مندرجہ ذیل چیزوں کو شامل کیا جائے گا۔

(الف) تجارتی ورہائشی تعمیرات کے مالک اور کرایہ دار کے مندرجات

(ب) مدت کرایہ داری

(ج) کرائے کا ریٹ، ریٹ میں اضافہ، کرائے کی ادائیگی کی تاریخ اورادائیگی کا طریقہ کار

(چ) مالک تجارتی ورہائشی تعمیرات کے بنک اکاؤنٹ کے مندرجات اگر کرایہ بنک کے ذریعے ادا کیا جانا ہو۔

(ح) تجارتی ورہائشی تعمیرات کو کرایہ پر دینے کا مقصد اور

(خ) پیشگی کرایہ کی رقم، سیکیورٹی یا پگڑی اگر کوئی ہو۔

ذیلی دفعہ (۲) کے تحت اگر معاہدہ کرایہ داری کی مدت کا تو تعین ہوا ہو لیکن کرایہ اس مدت کے ایک حصے کا متعین ہوا ہو تو ایسی صورت میں معاہدہ کرایہ داری میں کسی شرط کی غیر موجودگی کی صورت میں پورے عرصے کا کرایہ وہی رہے گا۔

کرایہ کی ادائیگی:۔

دفعہ ۷ کی رو سے کرایہ دار مالک کو کرایہ معاہدہ کرایہ داری میں طے ہونے والے طریقے کے مطابق یا مذکور تاریخ

پر ادا کرے گا تاہم اگر معاہدہ میں تاریخ کا ذکر نہ ہو تو ایسی صورت میں کرایہ دار مہینے کی دس تاریخ تک کرایہ ادا کرے گا۔ اگر ادائیگی کا طریقہ کار معاہدہ میں واضح نہ ہو تو ایسی صورت میں کرایہ دار مالک کو منی آرڈر کے ذریعے ادائیگی کرے گا یا مالک کے بنک اکاؤنٹ میں جمع کرائے گا۔

عدم تعمیل کا نتیجہ:۔

دفعہ ۹ کی رو سے اگر معاہدہ کرایہ داری مذکورہ قانون کی دفعات کے مطابق نہیں ہوگا تو ایسی صورت میں ٹریبونل مذکورہ قانون کے تحت درخواست کو نہیں سنے گا جب تک کہ کرایہ دار تجارتی و رہائشی تعمیرات کے سالانہ کرائے کا پانچ فیصد حکومتی خزانے میں جمع نہیں کرائے گا یا مالک کی طرف سے جب تک سالانہ کرائے کا دس فیصد حکومتی خزانے میں جمع نہیں کرایا جائے گا۔

کسی دوسرے معاہدے کا اثر:۔

دفعہ ۱۰ کے تحت معاہدہ کرایہ داری کے عمل درآمد کے بعد اگر مالک یا کرایہ دار کسی دوسرے معاہدے یعنی تجارتی و رہائشی تعمیرات کی فروخت یا اسکے علاوہ کسی معاہدے میں داخل ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں مالک اور کرایہ دار کے تعلق پر کوئی فرق نہیں پڑے گا جب تک معاہدہ کرایہ داری تحریری معاہدہ کے ذریعے دفعہ ۵ کی دفعات کے مطابق رینٹ رجسٹرار کے سامنے ختم نہ کر دیا جائے۔

فریقین کے فرائض اور بیدخلی کی وجوہات:۔

دفعہ ۱۱ کی رو سے کرایہ دار مالک کی پیشگی تحریری مرضی کے بغیر تجارتی و رہائشی تعمیرات کے کسی حصے کو آگے کرایہ پر نہیں دے سکتا اور نہ ہی کرایہ داری کے تحت آگے منتقل یا کسی کے حوالے کر سکتا ہے۔

مالک کے فرائض:۔

دفعہ ۱۲ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت مالک حسب ذیل اقدامات بجالائے گا:۔

(الف) کرایہ دار کو معاہدہ کرایہ داری کی مصدقہ نقل مہیا کرے گا۔

(ب) معاہدہ کرایہ داری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وقتی طور پر نافذ قانون کے تحت تجارتی و رہائشی تعمیرات کے ایسے حصوں کو مرمت کرائے گا جن کو مرمت کرانا وہ ضروری سمجھے۔

(ج) رائج الوقت قانون کے تحت ٹیکس، فیس اور سرچارج ادا کرے گا۔

ذیلی دفعہ ۲ کے تحت معاہدہ کرایہ داری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مالک مندرجہ ذیل افعال سرانجام نہیں دے سکتا:

(الف) مکان کی کوئی سہولت یا آسائش بغیر کسی وجوہ کے ختم یا معطل نہیں کر سکتا۔

(ب) کرایہ دار کو پیشگی ضروری نوٹس دیئے بغیر تجارتی ور ہائشی تعمیرات کے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔

ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے اگر مالک اپنے فرائض سے متعلق غفلت برتے، مذکورہ قانون یا معاہدہ کرایہ داری کے تحت عائد اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دینے میں ناکام ہو جائے تو ایسی صورت میں کرایہ دار رینٹ ٹریبونل میں درخواست دے گا جس میں ٹریبونل سے استدعا کی جائے گی کہ وہ مالک کو فرائض سرانجام دینے کا حکم جاری کرے۔

ذیلی دفعہ (۴) کی رو سے رینٹ ٹریبونل مالک کو اس سہولت اور آسائش کو دوبارہ بحال کرنے کا حکم جاری کرے گا جس سے کرایہ دار فائدہ اٹھا رہا ہو جو کہ مالک کی طرف سے بغیر ضروری وجوہ کے کچھ عرصہ کے لیے ختم یا معطل کر دیا گیا ہو۔ اسی طرح رینٹ ٹریبونل کرایہ دار کو اپنے ذاتی خرچے میں سے مالک کی طرف سے ختم یا معطل کی گئی آسائش یا سہولت کو بحال کرانے کا مجاز کرسکتا ہے اور کرایہ دار ٹریبونل کی اجازت کے مطابق آسائش یا سہولت کی بحالی پر اٹھنے والے اخراجات کرائے کی رقم میں سے وصول کرسکتا ہے۔ اگر مالک تجارتی ور ہائشی تعمیرات کو استعمال کے قابل بنانے میں اور اس کی ضروری مرمت کرانے میں ناکام ہو جائے تو ایسی صورت میں ٹریبونل کرایہ دار کو حکم جاری کرسکتا ہے کہ وہ اپنے خرچ سے یہ کام کرائے اور کرائے میں سے جتنا رینٹ ٹریبونل اجازت دے اپنا خرچہ وصول کرلے۔

کرایہ دار کے فرائض:۔

دفعہ ۱۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت معاہدہ کرایہ داری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کرایہ دار کی ذمہ داریوں میں حسب ذیل شامل ہیں:۔

(الف) تجارتی ور ہائشی تعمیرات کو اس حالت میں رکھے گا جیسا کہ وہ کرائے پر دیتے وقت تھیں۔

(ب) صرف اسی مقصد کے لیے استعمال کرے گا جس مقصد کے لیے کرایہ پہ لی گئی تھی۔

(ج) مالک کو مرمت یا جائزے کے لیے اندر آنے کی اجازت دے گا۔

(چ) کرایہ داری کے تعین کے وقت تجارتی ور ہائشی تعمیرات کے خالی حصے مالک کے حوالے کرے گا۔

(ح) ہمسایوں کے لیے شور کا سبب نہیں بنے گا۔

(خ) مالک کی تحریری اجازت / مرضی کے بغیر تجارتی ور ہائشی تعمیرات کے ڈھانچے میں تبدیلی نہیں کرے گا۔

ذیلی دفعہ (۲) کے تحت اگر کرایہ دار مذکورہ قانون کے تحت اپنے فرائض بخوبی سرانجام دینے میں ناکام ہو جائے تو ایسی صورت میں مالک بذریعہ تحریری نوٹس کرایہ دار کو مخصوص مدت کے اندر کام کی تکمیل کا کہے گا بصورت دیگر ذیلی دفعہ (۴) کے تحت مالک رینٹ ٹریبونل میں درخواست دائر کرے گا کہ کرایہ دار کو اپنے فرائض سرانجام دینے کا حکم نامہ جاری کیا جائے یا اسے بیدخل کیا جائے۔

اخراجات کے رقم کی ادائیگی:۔

دفعہ۱۴ کی رو سے اگر مالک تجارتی ورہائشی تعمیرات سے متعلق فیس،ٹیکس اور سرچارج ادا کرنے میں ناکام ہو جائے تو متعلقہ اتھارٹی کرایہ دار کو ٹیکس،فیس اور سرچارج ادا کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔

کرایہ دار ادا کیا جانے والا ٹیکس،فیس اور سرچارج کرائے کی رقم سے وصول کرے گا یا اس رقم کی وصولی کے لیے رینٹ ٹریبونل میں مالک کے خلاف درخواست دائر کرے گا۔

بیدخلی کی وجوہات:۔

دفعہ۱۵ کے تحت مالک کرایہ دار کو تجارتی ورہائشی تعمیرات سے حسب ذیل صورتوں میں بیدخل کرسکتا ہے:۔

(الف) کرایہ داری کی مدت ختم ہوجائے

(ب) کرایہ دار کرائے کی رقم کی ادائیگی میں ناکام ہو جائے یا دفعہ ۲۷ کے تحت مقررہ وقت کے بعد تیس دن گزرنے کے باوجود ادائیگی نہ کرسکے۔

(ج) کرایہ دار معاہدہ کرایہ داری کی کسی شرط کی خلاف ورزی کرے۔

(چ) دفعہ۱۳ کے تحت کرایہ دار کسی عائد ذمہ داری کی خلاف ورزی کرے۔

(ح) کرایہ دار تجارتی ورہائشی تعمیرات کو کسی اور مقصد کے لیے استعمال کرے بجائے اس مقصد کے جس کے لیے وہ کرایہ پر لی گئیں تھیں۔

(خ) کرایہ دار تجارتی ورہائشی تعمیرات کو مالک کی تحریری اجازت کے بغیر آگے کسی اور شخص کو کرائے پردے۔

رینٹ ٹریبونل کا قیام اور اس کا طریقہ کار:۔

دفعہ۱۶ کی ذیلی دفعہ(۱) کی رو سے حکومت کسی ضلع یا کسی ایسے حصے میں جہاں ضروری سمجھے رینٹ ٹریبونل قائم کرے گی۔ذیلی دفعہ(۲) کی رو سے رینٹ ٹریبونل جو کہ ایک یا ایک سے زیادہ سپیشل ججوں(رینٹ) پر مشتمل ہوگا جن کا تقرر حکومت لاہور ہائی کورٹ کی مشاورت سے کرے گی۔اسی طرح ذیلی دفعہ(۳) کی رو سے مذکورہ قانون کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے لاہور ہائی کورٹ سول جج یا جوڈیشل مجسٹریٹ کو ضلع یا اس کے کسی حصے میں بطور رینٹ ٹریبونل امور سرانجام دینے کے لیے مجاز کرسکتی ہے۔

رینٹ رجسٹرار:۔

دفعہ۱۷ کی رو سے حکومت ضلع یا اس کے کسی حصے میں جہاں ضروری سمجھے رینٹ رجسٹرار تعینات کرے گی۔ رینٹ رجسٹرار اندراجاتِ رجسٹر کو درست حالت میں رکھے گا اور اس میں معاہدہ کرایہ داری یا بیچنے کے معاہدہ کا یا کسی ایسے معاہدے کا جو کہ کرایہ پر دی گئی تجارتی ورہائشی تعمیرات سے متعلق ہو کا اندراج کرے گا۔

دائری درخواست:۔

دفعہ ۱۹ کی رو سے کرایہ پر دی گئی تجارتی ور ہائشی تعمیرات سے متعلق درخواست ضلع یا اس کے کسی حصے میں موجود رینٹ ٹریبونل میں دائر کی جاسکتی ہے۔ایسی صورت میں انتظامی سپیشل جج (رینٹ) مقدمے کی سماعت کرے گا یا کسی دوسرے سپیشل جج (رینٹ) کو بھجوا دے گا۔ درخواست میں تنقیحات کی تفصیل، مطلوبہ دادرسی اور تمام دستاویزات جو درخواست دہندہ کے پاس موجود ہونگے درخواست کے ساتھ لف کرے گا۔اگر درخواست کرایہ دار کی بیدخلی کی ہوگی تو ایسی صورت میں مالک دو گواہوں کی طرف سے حلف نامہ بمعہ درخواست کے جمع کرائے گا۔

کرایہ جمع کروانے کی درخواست:۔

دفعہ ۲۰ کی رو سے اگر مالک کرایہ وصول کرنے سے انکار کر دے تو ایسی صورت میں کرایہ دار کرایہ جمع کرانے کی درخواست رینٹ ٹریبونل میں دائر کرے گا۔اگر مالک کرایہ وصول کرنے سے انکار کرے تو ایسی صورت میں رینٹ ٹریبونل کرایہ دار کو عرصہ انکار وصولی کرایہ بلا زک پہنچائے بحق مالک جمع کرانے کا حکم صادر کرے گا۔رینٹ ٹریبونل کرایہ دار کی طرف سے جمع کرائے جانے والے کرایہ کے بارے میں مالک کو مطلع کرے گا اور اس کے لیے مالک کو کرایہ وصول کرنے کے لیے حکم نامہ جاری کرے گا۔

درخواست کے تصفیہ کی مدت:۔

دفعہ ۲۷ کی رو سے رینٹ ٹریبونل جتنا جلدی ممکن ہو سکے درخواست پر چار مہینوں کے اندر حتمی حکم نامہ جاری کرنے کا پابند ہوگا۔اگر رینٹ ٹریبونل درخواست پر چار مہینوں کے اندر کوئی حتمی حکم نامہ جاری نہ کر سکا ہو تو ایسی صورت میں روزانہ کی بنیاد پر کارروائی عمل میں لائے گا۔

اپیل:۔

دفعہ ۲۸ کی رو سے ٹریبونل کے حتمی حکم سے متاثرہ شخص حکم کے جاری ہونے کے ۳۰ دنوں کے اندر اس کے خلاف تحریری اپیل ضلع کے ڈسٹرکٹ جج کے پاس دائر کرا سکتا ہے تاہم رینٹ ٹریبونل کی طرف سے جاری کردہ عبوری حکم پر اپیل نہیں کی جاسکتی۔

ضلعی جج خود اپیل کی سماعت کرے گا یا تصفیہ کے لیے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے پاس بھجوا دے گا۔ڈسٹرکٹ یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج اپیل دائر کرنے والے شخص کو سننے کا موقع دینے کے بعد مدعا علیہ کو نوٹس دیئے بغیر اپیل کو خارج کر سکتا ہے۔اسی طرح وہ حالات کو دیکھتے ہوئے حتمی حکم نامہ کے عمل درآمد کو کچھ دیر کے لیے روک سکتا ہے۔

ڈسٹرکٹ یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج مذکورہ قانون کے تحت رینٹ ٹریبونل کے بعض یا تمام اختیارات استعمال کرسکتا ہے۔ وہ اپیل دائر کرنے کی تاریخ کے بعد ۲ ماہ کے اندر اپیل کا فیصلہ کرنے کا پابند ہوگا جس کے خلاف اپیل دائر نہیں کی جا سکتی۔

ملازم پیشہ خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ فراہم کرنے کا قانون

مجریہ ۲۰۱۰ء

ملازم پیشہ خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ فراہم کرنے کا قانون ۲۰۱۰ء میں نافذ ہوا۔ اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوتا ہے۔ مذکورہ قانون کے نفاذ کا مقصد عورتوں کو اپنے فرض منصبی کی انجام دہی کے لیے محفوظ ماحول فراہم کرنا ہے جو خوف و ہراس اور تخویف سے پاک ہوتا کہ وہ وقار کے ساتھ کام کاج سے متعلق اپنے قانونی حق سے مستفید ہو سکیں۔ مذکورہ قانون تمام سرکاری اور پرائیویٹ اداروں سے اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ ایک ضابطہ اخلاق اور شکایت / اپیل کا طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے تمام ملازم پیشہ خواتین کے لیے محفوظ اور خوف سے پاک ماحول فراہم کریں۔ اس کے ذریعے وفاقی اور صوبائی سطح پر ایک محتسب کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

انکوائری کمیٹی:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے ہر ادارہ مذکورہ قانون کے نفاذ سے تیس دنوں کے اندر ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دیگا جو اس قانون کے تحت شکایات کی انکوائری کرے گی۔ ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے کمیٹی تین ارکان پر مشتمل ہوگی جن میں سے کم از کم ایک رکن عورت ہوگی اور ایک رکن سینئر انتظامیہ سے ہوگا۔ جہاں سی بی اے موجود نہ ہو وہاں ملازمین کا کوئی سینئر نمائندہ یا کوئی سینئر ملازم اس کا رکن ہوگا۔ ایک یا ایک سے زائد ارا کین کو ادارے کے باہر سے شریک رکن کے طور پر شامل کیا جائے گا بشرطیکہ آرگنائزیشن مذکورہ بالا بیان کردہ تین ارکان کو نامزد کرنے کے قابل نہ ہو۔ چیئرپرسن ان میں سے نامزد کیا جائے گا۔ ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے اگر نالش تفتیشی کمیٹی کے کسی رکن کے خلاف دائر کی جائے تو اس مخصوص معاملے کے لیے اس رکن کی بجائے کسی دوسرے رکن کو مقرر کر دیا جائے گا۔ مذکورہ رکن آرگنائزیشن میں سے یا باہر سے ہو سکتا ہے۔ ذیلی دفعہ (۴) کی رو سے جہاں حاکم مجاز نامزد نہ کیا گیا ہو تو آرگنائزیشن مذکورہ قانون کے نفاذ کے تیس دن کے اندر کوئی حاکم مجاز نامزد کرے گی۔

انکوائری کے انعقاد کا طریقہ کار:۔

دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے انکوائری کمیٹی تحریری شکایت ملنے کے تین دن کے اندر حسب ذیل اقدامات عمل میں لائے گی:۔

(الف) ملزم کو ان الزامات اور فرد جرم سے تحریری طور پر آگاہ کرے گی جو اس کے خلاف عائد کئے گئے ہوں۔

(ب) ملزم کو کہا جائے گا کہ وہ الزامات کی اطلاع ملنے کے دن سے سات یوم کے اندر تحریری دفاع پیش کرے اور اگر بغیر کسی معقول وجہ کے وہ ایسا نہیں کرتا تو کمیٹی یک طرفہ کاروائی عمل میں لائے گی؛ اور

(ج) الزامات کی تحقیق کرے گی اور الزام کی حمایت یا ملزم کے دفاع میں زبانی یا دستاویزی یا کسی دوسری شہادت کا جائزہ لے گی جیسا کہ ضروری سمجھے۔ ہر ایک فریق کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اپنے خلاف گواہوں پر جرح کر سکے۔

ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے مذکورہ قانون کی دفعات اور اسکے تحت وضع کردہ قواعد کے تحت انکوائری کمیٹی کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ انکوائری کے انعقاد کے لیے طریقہ کار منضبط کرے اور اپنے اجلاس کے مقام اور وقت کا تعین کرے۔

ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے کمیٹی کی طرف سے منجملہ اور چیزوں کے حسبِ ذیل احکام پر عمل کیا جائے گا۔

(الف) تحقیقاتی عمل کے دوران حاصل شدہ بیانات اور دیگر شواہد خفیہ تصور کئے جائیں گے۔

(ب) اگر ضروری سمجھا جائے تو تنظیم کے کسی افسر کو ہر ایک فریق کے لیے مشورے اور معاونت فراہم کرنے کے لیے نامزد کیا جائے گا۔

(ج) دونوں فریقوں، یعنی شکایت کنندہ اور ملزم کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اجتماعی معاملہ کار نمائندہ، دوست یا ایک ہم پلہ ساتھی کو پیش کریں یا اپنے ساتھ لائیں۔

(د) شکایت کنندہ یا گواہوں کے خلاف مخالفانہ کاروائی نہیں کی جائے گی۔

(ح) انکوائری کمیٹی اس بات کو یقینی بنائے گی کہ آجر یا ملزم کسی بھی صورت میں مستغیثہ کے لیے کوئی ایسا مخالفانہ ماحول پیدا نہیں کرے گا جس کا مقصد اپنی شکایت کو آزادانہ طور پر آگے بڑھانے سے روکنے کے لیے دباؤ ڈالنا ہو۔ اور

(و) انکوائری کمیٹی وجوہات قلمبند کرتے ہوئے اخذ کردہ نتائج تحریری طور پر دے گی۔

ذیلی دفعہ (۴) کی رو سے تحقیقاتی کمیٹی انکوائری کے انعقاد سے تیس دنوں کے اندر اپنے اخذ کردہ نتائج اور سفارشات حاکم مجاز کو پیش کرے گی۔ اگر انکوائری کمیٹی ملزم کو قصوروار پائے تو حاکم مجاز کو سفارش کریگی کہ وہ ذیل میں دی گئی کوئی ایک یا ایک سے زائد سزائیں عائد کرے۔

(i) **معمولی سزائیں:۔**

(الف) ملامت کرنا

(ب) ایک مقررہ مدت کے لیے اس کی ترقی اور انکریمنٹ کو روکنا؛

(ج) ایک مخصوص مدت تک ٹائم سکیل میں اہلیتی حد کو روکنا، بصورت دیگر مذکورہ حد عبور کرنے کے لیے نا اہل قرار دینا؛

(د) مستغیثہ کو قابل ادا معاوضہ ملزم کی تنخواہ یا کسی دوسرے ذرائع سے دلانا؛

(ii) **بڑی سزائیں:۔**

(الف) نچلی پوسٹ یا ٹائم سکیل میں اس کی تنزلی کرنا یا ٹائم سکیل کے نچلے درجے میں لانا؛

(ب) جبری ریٹائرمنٹ

(ج) ملازمت سے برطرفی؛ اور

(د) ملازمت سے موقوفی

(ح) مستغیثہ کے لیے جرمانے کا ایک حصہ بطور معاوضہ استعمال کیا جا سکے گا۔ مالک ہونے کی صورت میں جرمانہ شکایت کنندہ کو قابل ادا ہوگا۔

ذیلی دفعہ (۵) کی رو سے حاکم مجاز انکوائری کمیٹی کی جانب سے سفارش کردہ سزائیں ذیلی دفعہ (۴) کے تحت کمیٹی کی سفارشات کی وصولی کے ایک ہفتہ کے اندر عائد کرے گا۔ ذیلی دفعہ (٦) کی رو سے انکوائری کمیٹی باقاعدگی سے اجلاس کرے گی اور اس وقت تک حالات کا باقاعدگی سے جائزہ لے گی جب تک کہ وہ مطمئن نہ ہو جائے کہ ان کی سفارشات پر اپیلٹ اتھارٹی اور حاکم مجاز کے فیصلہ کے تحت عمل کیا گیا ہے۔ اسی طرح ذیلی دفعہ (۷) کی رو سے مستغیثہ کو صدمے کی صورت میں آرگنائزیشن اس کے نفسیاتی و سماجی مسائل کے حل کے لیے مشورے دینے یا اس کا طبی علاج کرنے اور اضافی رخصت دینے کے لیے انتظام کرے گی۔ ذیلی دفعہ (۸) کی رو سے آرگنائزیشن تنخواہ سے محرومی یا دوسرے نقصانات کی صورت میں مستغیثہ کی تلافی کی بھی پیش کش کر سکتی ہے۔

انکوائری کمیٹی کے اختیارات:۔

دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت انکوائری کمیٹی کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہیں:۔

(الف) کسی شخص کو سمن جاری کرنے اور حاضر ہونے کا پابند کرنے کے علاوہ حلف پر اس کی جانچ پڑتال کرنا۔

(ب) کوئی دستاویز ظاہر کرنے اور پیش کرنے کا حکم دینا۔

(ج) حلف ناموں پر شہادت وصول کرنا؛ اور

(د) شہادت قلمبند کرنا۔

ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے انکوائری کمیٹی اس صورت میں مستغیثہ کے خلاف مناسب کاروائی کرنے کے لیے محتسب کو سفارش کرے گی اگر ملزم کے خلاف اس کے عائد کردہ الزامات جھوٹے اور بدنیتی پر مبنی ہوں۔ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے انکوائری کمیٹی ساری کاروائیاں خفیہ رکھے گی۔

معمولی اور بڑے جرمانوں کے خلاف اپیل:۔

دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے مجاز اتھارٹی کے فیصلہ سے متاثرہ کوئی فریق جس پر معمولی یا بڑا جرمانہ عائد کیا گیا ہو فیصلہ کی تحریری اطلاع ملنے کے تیس یوم کے اندر محتسب کے پاس اپیل دائر کرسکتے ہیں۔ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے مجاز اتھارٹی کے فیصلہ سے متاثر ہونے کی صورت میں شکایت کنندہ محتسب کے پاس تیس یوم کے اندر اپیل دائر کرے گا۔ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے اپیلٹ اتھارٹی، اپیل اور دوسرے متعلقہ امور پر غور کرتے ہوئے تیس یوم کے اندر اس فیصلہ کی توثیق کرسکتی ہے یا اسے منسوخ، تبدیل یا اس میں ترمیم کرسکتی ہے اور اس فیصلہ کی اطلاع دونوں فریقین اور مالک کو دے گی۔

نالش کی تحقیق محتسب کرے گا:۔

دفعہ ۸ کی ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے کسی بھی ملازم کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ نالش محتسب کے پاس دائر کرے یا تحقیقاتی کمیٹی کے پاس۔ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے محتسب نالش وصول ہونے کے تین یوم کے اندر ملزم کو اظہار وجوہ کا تحریری نوٹس جاری کرے گا۔ ملزم تحریری طور پر محتسب کو پانچ یوم کے اندر تحریری صفائی پیش کرے گا اور اگر وہ بغیر کسی معقول وجہ کے ایسا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو محتسب یکطرفہ کاروائی کرے گا۔ دونوں فریقین محتسب کے روبرو خود پیش ہو سکتے ہیں۔ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے وہ مذکورہ قانون کے تحت وضع کئے جانے والے قواعد کی رو سے معاملہ کی تحقیق کرے گا اور کاروائی عمل میں لائے گا جیسا کہ وہ بطور محتسب مناسب سمجھے۔ذیلی دفعہ (۴) کی رو سے مذکورہ قانون کے تحت تفتیش کی غرض سے محتسب متعلقہ آرگنائزیشن کے کسی دفتر یا رکن سے کوئی اطلاع فراہم کرنے یا کوئی دستاویز پیش کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہے جو کہ محتسب کی رائے میں تفتیش کی انجام دہی میں معاون یا متعلق ہوں۔ذیلی دفعہ (۵) کی رو سے محتسب اپنا فیصلہ قلمبند کرنے کے بعد دونوں فریقین اور متعلقہ ادارے کی انتظامیہ کو فیصلہ کے عملدرآمد کے بارے میں حکم دے گا۔

صدر یا گورنر کو عرضداشت:۔

دفعہ ۹ کی رو سے دفعہ ۸ کی ذیلی دفعہ (۵) کے تحت محتسب کے فیصلے سے متاثرہ کوئی شخص، فیصلہ کے تیس یوم کے اندر صدر یا گورنر کو عرضداشت دے سکتا ہے جس پر صدر یا گورنر ایسا حکم صادر کریں گے جیسا کہ وہ مناسب سمجھیں۔

آجر کی ذمہ داری:۔

دفعہ ۱۱ کی ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے آجر کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ مذکورہ قانون پر عمل درآمد کو یقینی بناتے ہوئے، مقام کار پر خوف و ہراس سے تحفظ فراہم کرے اور ضابطہ اخلاق پر عمل کرائے اور اسے اپنی انتظامی پالیسی کے حصہ کے طور پر شامل کرنے تک محدود نہ رہے بلکہ دفعہ ۳ کے تحت انکوائری کمیٹی تشکیل دے اور دفعہ ۴ کے تحت مجاز اتھارٹی نامزد کرے۔

ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے انتظامیہ مذکورہ قانون کے آغاز نفاذ سے چھ ماہ کے اندر ضابطے کی نقول انگریزی کے ساتھ ساتھ ایسی زبان میں جسے ملازمین کی اکثریت سمجھتی ہو، آرگنائزیشن کے اندر اور مقام کار کے کسی نمایاں مقام پر چسپاں کرے گی۔

ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے آجر کی طرف سے اس دفعہ کے احکام کی تعمیل کرنے میں ناکامی پر آرگنائزیشن کا کوئی بھی ملازم ڈسٹرکٹ کورٹ میں عرضداشت دائر کر سکتا ہے۔قصور ثابت ہونے پر آجر ایک لاکھ روپے تک جرمانے کا مستوجب ہوگا جو پچیس ہزار روپے سے کم نہیں ہوگا۔

عائلی عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کا طریقہ کار

پاکستان میں شادی بیاہ اور عائلی تنازعات میں جلد انصاف کی فراہمی کا طریقہ کار فیملی کورٹ ایکٹ ۱۹۶۴ء (The Family Court Act, 1964)، میں دیا ہوا ہے جو کہ قبائلی علاقوں کے ماسوا سارے پاکستان میں لاگو ہے۔ ایکٹ ہذا کے تحت فیملی کورٹ سے مراد وہ عدالت ہے جو اس ایکٹ کے تحت تشکیل دی گئی ہو۔ فیملی کورٹ بلاشرکت غیرے مہر، نان ونفقہ، فریقین کی علیحدگی، سامان جہیز اور حق حضانت وغیرہ کے مقدمات کی سماعت کر کے فیصلہ صادر کرتی ہے۔ کسی بھی فیملی کورٹ میں دعویٰ کی دائری اور فیصلے کے بارے میں ضابطہ اور دیگر معلومات کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

دعویٰ کی دائری:۔

شادی بیاہ اور عائلی زندگی سے متعلقہ امور مثلاً نان ونفقہ، حقِ حضانت، حقِ زن وشوئی وغیرہ کے ضمن میں کسی جھگڑے یا اختلاف وغیرہ کی صورت میں متعلقہ فیملی کورٹ میں ایک عرضی دعویٰ دائر کیا جائے گا جس میں تمام ضروری موجبات جو جھگڑے سے متعلق ہوں درج ہوں گے اور عرضی دعویٰ کے ساتھ منسلک ایک جدول میں گواہوں کی تعداد درج ہوگی جو دعویٰ کی تائید میں پیش ہوں گے اور گواہوں کے نام اور پتے اور امور واقعہ کا خلاصہ بابت گواہی جو وہ عدالت میں دیں گے، وہ بھی درج ہوں گے تاہم فریقین عدالت کی اجازت کے ساتھ کسی گواہ کو طلب کر سکتے ہیں اور کسی بعد کے مرحلے میں بھی اگر عدالت کسی گواہ/ گواہی کو انصاف کے مفاد میں بہتر سمجھے تو طلب کر سکتی ہے۔

تنسیخ نکاح کے دعوے کی صورت میں تمام دعوے بابت جہیز، نفقہ، مہر، ذاتی جائیداد، بیوی کی ملکیتی اشیاء، بچوں کی حضانت اور والدین کا اپنے بچوں سے ملاقات کے معاملات شامل ہوں گے۔ جہاں مدعی کسی ایسی دستاویز پر انحصار کرے جو اس کے قبضہ یا دسترس میں ہو وہ اسے عدالت میں پیش کرے گا اور ساتھ ہی ساتھ دستاویز یا اس کی ایک نقل عرضی دعویٰ کے ساتھ لف کرے گا۔ جہاں مدعی کسی ایسی دستاویز پر انحصار کرے جو اس کے قبضہ یا دسترس میں نہیں ہے اور وہ اس کے دعویٰ کی تائید میں شہادت ہے تو وہ ایسی دستاویزات کو ایک فہرست میں درج کر کے عرضی دعویٰ کے ساتھ منسلک کریگا۔

عرضی دعویٰ میں کئے گئے دعویٰ کے ساتھ ان دستاویزات کا دعویٰ سے متعلقہ ہونے کی وجوہات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مدعا علیہان کی تعداد کے مطابق دعویٰ کی نقول بمعہ جدول اور دیگر دستاویزات کی فہرستیں شامل کی جائیں گی تا کہ مدعا علیہم کو اطلاع دی جا سکے۔

مدعا علیہ کو اطلاع:۔

کوئی عرضی دعویٰ عدالت میں پیش کئے جانے پر فیملی کورٹ مدعا علیہ کی حاضری کیلئے ایک تاریخ مقرر کرے گی جو ۳۰ دن سے زائد نہ ہوگی۔ مزید یہ کہ عدالت مدعا علیہ کو مقررہ تاریخ پر حاضر ہونے کا سمن جاری کرے گی جو اس میں مختص ہو اور سمنات عرضی دعویٰ کی دائری کے ۳ دن کے اندر بھیجے گی۔ ہر مدعا علیہ کو بذریعہ رجسٹری ڈاک واپسی رسید یا بذریعہ کوریئر سروس یا دونوں ایک نوٹس بابت مقدمہ بمعہ ایک نقل عرضی دعویٰ ایک نقل جدول اور دستاویزات کی نقول کے ساتھ ارسال کیا جائیگا۔

فیملی کورٹ چیئر مین یونین کونسل کو بھی جس کے دائرہ اختیار میں مدعا علیہ یا مدعا علیہم جیسی بھی صورت ہو رہائش پذیر ہوں اور جب مدعا علیہم الگ یونین کونسل میں رہائش پذیر ہوں تو ان میں سے ہر یونین کونسل کے چیئر مین کو عرضی دعویٰ کے دائر ہو جانے کے بارے میں ایک نوٹس بھیجے گی۔

ہر سمن کے ساتھ عرضی دعویٰ کی ایک نقل، جدول کی ایک نقل اور دستاویزات کی فہرست کی نقول منسلک ہوں گی۔ مزید یہ کہ نوٹس کی وصولی پر چیئر مین نوٹس کو یونین کونسل کے نوٹس بورڈ پر لگا تارے دن تک چسپاں رکھے گا اور جتنی جلدی ہو سکے اس مدت کے گزرنے کے بعد فیملی کورٹ کو نوٹس کے اس طرح سے چسپاں کرنے کی اطلاع دے گا۔

عرضی دعویٰ اور اس کی منسلکات کی تعمیل مدعا علیہ پر عرضی دعویٰ کی باضابطہ تعمیل متصور ہوگی۔ ہر نوٹس اور اس کی منسلکات مدعی کے خرچہ پر تعمیل کرائی جائے گی۔ دعویٰ دائر کرتے وقت مدعی اس تعمیل کیلئے ڈاک کے اخراجات جمع کرائے گا۔

جواب دعویٰ:۔

ایکٹ ہذا کی دفعہ ۸ کی ذیلی دفعہ (۱) کی شق (الف) کے تحت تاریخِ مقررہ پر مدعی اور مدعا علیہ فیملی کورٹس کے سامنے حاضر ہوں گے اور مدعا علیہ جواب دعویٰ داخل کرے گا اور اس کے ساتھ اپنے گواہوں کی ایک فہرست بمعہ ہر گواہ کی شہادت کے خلاصہ جو کہ گواہی کی بابت ہوگا، فیملی کورٹ میں داخل کرے گا۔

اگر کسی مقدمہ میں خاوند مدعا علیہ کا پہلے سے دعویٰ حقوق زن وشوئی زیر التوا نہ ہو تو وہ بحالی حقوق زن اشوئی کی ڈگری کا دعویٰ اپنے جواب دعویٰ میں کر سکتا ہے جو عرضی دعویٰ متصور ہوگا اور اس کیلئے علیحدہ سے دعویٰ دائر نہ ہوگا۔ جبکہ مدعا علیہ بیوی بحالی حقوق زن وشوئی کے دعویٰ میں اپنے جواب دعویٰ میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ بشمول خلع کر سکتی ہے جو ایک عرضی دعویٰ متصور ہوگا اور اس کیلئے الگ دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا۔

جہاں ایک مدعا علیہ ایسی دستاویز پر جو اس کے قبضہ اور قدرت میں ہے انحصار کرے تو وہ ایسی دستاویز کی ایک نقل اپنے جواب دعویٰ کے ساتھ عدالت میں پیش کرے گا۔ جب مدعا علیہ کسی دوسری دستاویز پر انحصار کرے جو اس کے

قبضہ یا قدرت میں نہیں اور وہ ان دستاویزات کو بطور شہادت اپنے جواب دعویٰ کی تائید میں پیش کرنا چاہے تو وہ ایسی دستاویزات کو ایک فہرست میں درج کرے گا جو جواب دعویٰ کے ساتھ منسلک ہوں گی اور ان دستاویزات کا جواب دعویٰ کے دفاع سے متعلق ہونے کی وجوہات بیان کرے گا۔ جواب دعوی کی نقلیں گواہوں کی فہرست اور شہادت کا خلاصہ اور دیگر دستاویزات مدعی یا اس کے مختار یا ایڈووکیٹ کو دی جائیں گی جو عدالت میں حاضر ہوگا۔

عدالت حاضر ہونے میں ناکامی پر یک طرفہ ڈگری اور اس کی منسوخی کا طریقہ کار:۔

اگر مدعا علیہ مقررہ تاریخ پر جو فیملی کورٹ نے اس کی حاضری کیلئے مقرر کی ہو اور وہ حاضر ہونے میں ناکام رہے اور یہ ثابت ہو جائے کہ سمنات یا نوٹس کی مدعا علیہ پر باضابطہ تعمیل ہوگئی ہے تو فیملی کورٹ یک طرفہ کاروائی عمل میں لائے گی۔ تاہم جہاں فیملی کورٹ مقدمے کی یک طرفہ کاروائی کی سماعت ملتوی کردے اور مدعا علیہ اس تاریخ سماعت پر یا اس سے قبل حاضر ہو جائے اور اپنی سابقہ غیر حاضری کی معقول وجہ بیان کردے تو فیملی کورٹ ان شرائط پر جس کی وہ ہدایت کرے مقدمے کی اس طرح سماعت کرے گی، گویا کہ مدعا علیہ اس تاریخ پر حاضر ہوا تھا۔

اگر یہ ثابت نہ ہو کہ مدعا علیہ پر سمنات کی تعمیل قانون کے مطابق ہو چکی ہے تو فیملی کورٹ مدعا علیہ کو تازہ سمن اور نوٹس جاری کرے گی اور اسی طور تعمیل کروائے گی جیسا کہ قانون ہذا میں دیا گیا ہے۔

کسی بھی صورت میں جہاں مدعا علیہ کے خلاف قانون ہذا کے تحت یک طرفہ ڈگری صادر کر دی گئی ہو تو وہ ڈگری صادر ہونے کے نوٹس کی تعمیل کے ۷ دن کے اندر اندر فیملی کورٹ کو جس نے ڈگری صادر کی ہو اس کی منسوخی کیلئے درخواست دے سکتا ہے۔ اور اگر وہ فیملی کورٹ کو یہ اطمینان دلا دیتا ہے کہ اس پر باضابطہ تعمیل نہیں ہوئی یا جب اسے طلب کیا گیا یا دعویٰ کی سماعت ہوئی تو وہ معقول وجہ کی بناء پر عدالت میں حاضر ہونے سے قاصر رہا تو فیملی کورٹ مدعی کو نوٹس دینے اور مناسب ہرجانہ کرنے کے بعد اس کے خلاف ڈگری کو منسوخ کر دے گی اور مقدمہ کی اگلی سماعت کیلئے ایک دن مقرر کرے گی۔

یک طرفہ ڈگری کے اجراء کا نوٹس بمعہ ڈگری کی مصدقہ نقل فیملی کورٹ مدعا علیہ کو ڈگری کے اجراء کے ۳ دن کے اندر اندر بذریعہ تعمیل کنندہ یا بذریعہ رجسٹری ڈاک واپسی رسید یا بذریعہ کوریئر سروس یا کسی اور طریقے سے جیسا وہ مناسب خیال کرے، بھیجے گی۔ نوٹس اور اس کی منسلکات کی تعمیل اس طریقے سے جیسا کہ قانون ہذا کے تحت وضع کیا گیا ہے مدعا علیہ پر باضابطہ متصور ہوگی۔

سماعتِ مقدمہ سے پہلے کی کاروائی:۔

مقدمے کی کاروائی شروع ہونے سے پہلے جب جواب دعویٰ داخل ہو جائے تو عدالت مقدمے کی سماعت سے

قبل نزدیکی تاریخ مقرر کرے گی۔ مقررہ تاریخ پر عدالت عرضی دعویٰ، جواب دعویٰ (اگر کوئی ہو) اور شہادت کے خلاصہ اور دستاویزات جو فریقین نے داخل کی ہوں، کا معائنہ کرے گی اور اگر مناسب خیال کرے تو فریقین اور ان کے وکلاء کو سنے گی۔ سماعت سے قبل عدالت فریقین کے مابین متنازعہ نکات کا تعین کرے گی اور فریقین کے درمیان اگر ممکن ہو تو مصالحت کروانے کی کوشش کرے گی۔ اگر مصالحت ناممکن ہو تو عدالت مقدمہ میں تنقیحات وضع کرے گی اور شہادت قلم بند کرنے کی تاریخ مقرر کردے گی۔ تاہم کسی عدالت یا ٹریبونل کے فیصلے اور حکم کے باوجود فیملی کورٹ تنسیخ نکاح کے دعویٰ میں مصالحت ناکام ہونے کی صورت میں فوری طور پر تنسیخ نکاح کی ڈگری صادر کرے گی اور خاوند کو حق مہر واپس دلائے گی جو بیوی نے بوقت نکاح بطور عوض نکاح وصول کیا ہو۔

شہادت کا قلمبند ہونا:۔

شہادت قلمبند کرنے کی تاریخ پر فیملی کورٹ فریقین کے پیش کردہ گواہوں کو ایسی ترتیب سے بلائے گی جیسی وہ مناسب سمجھے۔ عدالت کسی گواہ کو حاضری کیلئے کوئی سمن اس وقت تک جاری نہیں کرے گی جب تک تنقیحات کے وضع کئے جانے کے ۳ دن کے اندر کوئی فریق عدالت کو مطلع نہ کرے کہ وہ کسی گواہ کو بذریعہ عدالت بلانا چاہتا ہے اور عدالت مطمئن ہو کہ اس فریق کیلئے گواہ کو خود پیش کرنا ممکن نہیں۔ گواہان اپنی گواہی اپنے الفاظ میں ادا کریں گے تاہم فریقین یا ان کے وکلاء گواہان پر جرح کرسکتے ہیں۔ مزید یہ کہ فیملی کورٹ اگر کسی سوال کو غیر مہذب، ہتک آمیز یا غیر ضروری خیال کرتی ہو یا ایسا سوال جو اسے مبنی بر توہین یا کسی کو غصہ دلانے کیلئے یا بظاہر غیر ضروری طور پر جارحانہ نظر آئے تو وہ ایسے سوال کے پوچھنے سے منع کرسکتی ہے۔ اسی طرح فیملی کورٹ اگر کسی مقدمہ کیلئے مناسب یا ضروری سمجھے تو کسی گواہ سے کوئی بھی سوال کسی نقطہ کی وضاحت کیلئے کرسکتی ہے اور کسی بھی گواہ کی گواہی کی اجازت بذریعہ بیانِ حلفی دے سکتی ہے۔ تاہم اگر عدالت مناسب سمجھے تو اس گواہ کو مزید اظہار کیلئے بلاسکتی ہے۔

مقدمے کا اختتام:۔

طرفین کی شہادت مکمل ہو جانے کے بعد فیملی کورٹ فریقین کے مابین ۱۵ دن کی مدت کے دوران مصالحت کی ایک اور کاوش کرے گی۔ اگر یہ مصالحت ممکن نہ ہو سکے تو فیملی کورٹ فیصلہ سنادے گی اور ڈگری صادر کردے گی۔

مقدمات کا ایک مختص مدت میں نمٹایا جانا:۔

فیملی کورٹ مقدمے کو جس میں مقدمہ تنسیخ نکاح بھی شامل ہوگا تاریخ دائری کے ۶ ماہ کے عرصے کے اندر نمٹائے گی۔ تاہم اگر مقدمہ ۶ ماہ میں نہیں نمٹایا جاتا تو کوئی ایک فریق یہ حق رکھے گا کہ وہ عدالت عالیہ کو اس ضمن میں ضروری ہدایات جاری کرنے کے لیے درخواست دے۔

اپیل:۔

کسی اور قانون میں کسی دیگر حکم کے باوجود فیصلہ یا ڈگری جو فیملی کورٹ صادر کرے، کے خلاف اپیل ہو سکے گی۔ ایسی اپیل اس صورت میں ہائی کورٹ کے سامنے ہوگی جبکہ فیملی کورٹ کی صدارت ڈسٹرکٹ جج یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج یا کسی ایسے شخص نے کی ہو جسے حکومت نے ڈسٹرکٹ جج یا ایڈیشنل جج کے مرتبے اور حیثیت کا ہونا مشتہر کیا ہو۔ جبکہ اپیل تمام دوسری صورتوں میں ڈسٹرکٹ کورٹ میں دائر ہوگی۔ تاہم فیملی کورٹ کی درج ذیل ڈگریوں کے خلاف کوئی اپیل نہ ہوگی۔

جو تنسیخ نکاح سے متعلق ہو ماسوائے جبکہ تنسیخ، قانون تنسیخ نکاح مجریہ ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲ کی ذیلی دفعہ (d) کی بنا پر ہو۔

(۱) تنسیخ نکاح کے مقدمے میں حق مہر یا جہیز ۳۰ ہزار سے تجاوز نہ کرے۔

(۲) ماہانہ خرچہ نان ونفقہ ایک ہزار یا اس سے کم ہو۔

مختار کے ذریعہ حاضری:۔

اگر کسی شخص کو کسی فیملی کورٹ میں طلب کیا جائے تو ماسوائے گواہی اور پردہ نشین خاتون کے، فیملی کورٹ ایسے شخص کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ اپنی نمائندگی بذریعہ مختار کرے۔

پاکستان اسلحہ آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت اسلحہ لائسنس کے متعلق قواعد اور ایسے لائسنس کی منسوخی اور معطّلی کا طریقہ کار

پاکستان اسلحہ آرڈیننس مجریہ 1965 اسلحہ، گولہ بارود وغیرہ کی فروخت، نقل وحمل، اس کو پاس رکھنے یا قبضے میں رکھنے کے متعلق قوانین وضع کرتا ہے۔ اس قانون کی رو سے کوئی بھی شخص لائسنس کے بغیر اسلحہ، گولہ بارود یا فوجی ساز وسامان نہ فروخت کرسکتا ہے اور نہ اسے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ اس قانون کی دفعہ ۳ (الف) کی رو سے " گولہ بارود" میں حسب ذیل اشیاء شامل ہیں۔

(i) تمام قسم کا گولہ بارود جو ہلکے اور بھاری خودکار ہتھیاروں، ریوالوروں، پستولوں، رائفلوں، کاربینوں، بندوقوں اور شارٹ گنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(ii) گولہ بارود جسے گیس اور دھواں پھیلانے کے لئے استعمال کیا جائے۔

(iii) بندوق کی ڈاٹ، بندوق میں استعمال ہونے والا چقماق، حفاظتی خول، کسی چیز کو پگھلانے والا مادہ، رگڑ کھانے والی ٹیوبیں اور دھماکہ خیز مواد۔

(iv) تمام قسم کے گرنیڈ، بم، راکٹ، سرنگیں اور شعلہ باری کے لئے استعمال ہونے والا ایندھن۔

(v) تمام قسم کا دھماکہ خیز مواد اور وہ اشیاء جنہیں تارپیڈ کو چلانے اور پانی کی گہرائی میں چلنے والے اسلحہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہو۔

(vi) گولہ بارود کی تمام قسمیں لیکن اس میں سیسہ، گندھک اور قلمی شورہ شامل نہیں ہے۔

دفعہ 3 کی شق (ب) کی رو سے "اسلحہ" میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:۔

(i) توپ

(ii) ہر قسم کا آتشین اسلحہ جس میں ہلکے اور بھاری خود کار اور نیم خود کار ہتھیار، رائفلیں، کاربین، عام بندوقیں، شارٹ گنیں (خواہ وہ ایک نالی کی ہوں یا دونالی کی)، ریوالور، پستولیں اور ایسا سامان جس کا مقصد آتشیں اسلحہ کی آواز کو خاموش کرنا ہو شامل ہے۔

(iii) ہوائی پستولیں، سنگین، تلواریں، لکڑی کی تلوار، خنجر اور ۱۴ انچ یا اس سے لمبے بلیڈ کے چاقو (اس میں باورچی خانہ میں استعمال ہونے والا چاقو اور نیک نیتی سے کسی پیشہ ورانہ سرگرمی میں استعمال ہونے والا چاقو شامل نہیں)۔

(iv) ہتھیار، نیزے کے نوک، کمان اور تیر اور اسلحہ کے پُرزے۔

دفعہ ۳ کی شق (ج) کی رو سے "توپ" میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:۔

(i) تمام قسم کی توپیں، مارٹر مشین گنیں اور سب مشین گنیں۔

(ii) مشین گن اور سب مشین گن کی آواز کو خاموش کرنے والے آلات۔

(iii) ٹینک شکن رائفلیں اور کم جھٹکا دینے والی بندوقیں یا رائفلیں۔

(iv) ۴۶ء انچ سے زائد بور کے ریوالور اور پستول۔

(v) تمام قسم کے ایٹمی ہتھیار۔

(vi) پروجیکٹرز، گائڈڈ میزائل اور گرنیڈ کے ڈسچارجرز، راکٹ، بم اور وہ ڈبے جن میں گیس اور دھواں رکھا جاتا ہے۔

(vii) ہر قسم کے شعلہ پھینکنے والے آلات۔

(viii) توپ کو لادنے اور لے جانے والی گاڑیاں، پلیٹ فارم یا آلات۔

(ix) توپ کے حصے۔

دفعہ ۴ کی رو سے بلا لائسنس اسلحہ کی فروخت اور مرمت کرنے کی ممانعت:۔

دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق کوئی شخص ماسوائے لائسنس کے تحت اور اس طریقہ کار کے مطابق جو اس لائسنس میں تجویز کیا گیا ہو، اسلحہ، گولہ بارود، فوجی ساز وسامان فروخت نہیں کریگا نہ اپنے پاس رکھے گا نہ فروخت کے لئے اس کی نمائش کریگا نہ کسی اسلحہ کی مرمت کرے گا۔ تاہم ذیلی دفعہ (۲) کے مطابق اس آرڈیننس میں مذکور کوئی حکم کسی شخص کو اس اسلحہ یا گولہ بارود کو ایسے کسی شخص کے پاس فروخت کرنے سے منع نہیں کرتا جسے کسی مروجہ قانون کے تحت اسلحہ یا گولہ بارود رکھنے سے منع نہ کیا گیا ہو۔ لیکن ہر وہ شخص جو کسی دوسرے شخص کا اسلحہ یا گولہ بارود فروخت کر رہا ہے اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ بلا تاخیر اسلحہ کی فروخت کی اطلاع بمعہ خریدار کا نام اور پتہ ضلعی رابطہ افسر یا قریبی تھانہ کے آفس انچارج کو فراہم کرے۔

دفعہ ۱۱ کی رو سے لائسنسوں کے متعلق قواعد بنانے کا اختیار:۔

حکومت وقتاً فوقتاً سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے لائسنس کے اجراء یا اس کی تجدید کے طریقہ کار کا تعین کرنے کے لئے قواعد وضع کر سکتی ہے۔ ان قواعد کے تحت دیگر امور کے علاوہ درج ذیل امور کا تعین بھی کیا جائے گا۔

(الف) لائسنس کی مدت کا تعین۔

(ب) لائسنس کے اجراء کے سلسلہ میں فیس کا تعین اور اس امر کا تعین کہ آیا فیس ٹکٹوں میں ہوگی یا کسی اور شکل میں ہوگی۔

(ج) لائسنس دار کو ہدایت کہ وہ حکومت کے مجوزہ طریقہ کار کے مطابق جاری شدہ لائسنس کے تحت عمل میں لائے گئے امور کا ریکارڈ یا حساب رکھے یا جب حکومت کا کوئی بااختیار افسر اسے ریکارڈ یا حساب دکھانے کے لئے کہے تو وہ ریکارڈ یا حساب پیش کرے۔

(د) حکومت کے افسر کو یہ اختیار دینا کہ وہ اس مکان میں داخل ہو اور اس کا معائنہ کرے جہاں دفعہ ۴ کے تحت کسی شخص نے لائسنس کی بنیاد پر کوئی اسلحہ، گولہ بارود یا فوجی ساز وسامان رکھا ہو۔

(ر) یہ ہدایت دینا کہ ایسا شخص اپنا پورا اسلحہ، بارود یا فوجی ساز وسامان، جو اس کے قبضہ یا کنٹرول میں ہو، حکومت کے مجاز کردہ افسر کو دکھائے۔ کسی لائسنس دار شخص یا لائسنس کے تحت کام کرنے والے شخص کو پابند کرنا کہ وہ لائسنس اور اسلحہ، بارود یا فوجی ساز وسامان حسب ہدایت حکومت کے مجاز کردہ افسر کے روبرو پیش کرے یا اسکا حساب کتاب دے۔

دفعہ ۱۲ کی رو سے لائسنس کی منسوخی اور معطلی:۔

دفعہ ۱۲ کی ذیلی دفعہ (۱) کے مطابق کوئی بھی لائسنس منسوخ یا معطل کیا جا سکتا ہے:۔

(الف) اس افسر کی طرف سے جس نے وہ لائسنس جاری کیا تھا یا اس اتھارٹی کی طرف سے جس کے وہ ماتحت ہو یا کسی ضلعی رابطہ افسر یا مجسٹریٹ کی طرف سے جس کی مقامی حدود کے اندر ایسے لائسنس کا حامل شخص رہتا ہو، ایسی وجوہ کی بناء پر جنہیں قلمبند کیا جائے اور لائسنس دار کو مجوزہ منسوخی یا معطلی کے خلاف اظہارِ وجوہ کا موقع فراہم کرنے کے بعد ایسا افسر یا اتھارٹی امن عامہ کے تحفظ کے لئے ایسے لائسنس کو منسوخ یا معطل کرنا ضروری خیال کرے؛ یا

(ب) کسی جج یا مجسٹریٹ کی طرف سے جس کے روبرو ایسے لائسنس کا حامل شخص اس آرڈیننس کے خلاف یا قواعد کے خلاف کسی جرم میں سزایاب ہوا ہو۔ اس کے علاوہ حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے تمام صوبوں یا اس کے کچھ علاقے کے تمام یا کچھ لائسنس منسوخ یا معطل کر سکتی ہے۔

لائسنس کی منسوخی یا معطلی کے خلاف اپیل:۔

دفعہ ۱۲ کی ذیلی دفعہ (۱) کی شق (الف) کے تحت لائسنس کی منسوخی یا معطلی کے حکم کے خلاف اپیل اس شخص کی طرف سے جس کا لائسنس منسوخ یا معطل کیا گیا ہو، حکم کی نقل وصول ہونے کے ۴۰ دن کے اندر حکم جاری کرنے والی اتھارٹی سے عین بالا عہدیدار کے پاس دائر ہوگی۔

پنجاب صحت کی دیکھ بھال سے متعلق ہیلتھ کمیشن کا قانون

پنجاب میں صحت کی دیکھ بھال سے متعلق ہیلتھ کمیشن کے قیام کے لیے قانون مجریہ ۲۰۱۰ نافذ کیا گیا ہے۔ مذکورہ قانون کے نفاذ کا مقصد صحت سے متعلق دی جانے والی سہولیات کے معیار کو بہتر بنانا اور عطائیت کو روکنا ہے۔ اس مقصد کیلئے ہیلتھ کمیشن کے ساتھ ساتھ بورڈ بھی قائم کیا گیا ہے تا کہ صحت کے مراکز کا معیار برقرار رکھا جا سکے۔ اس قانون میں مراکز صحت کے اندراج اور لائسنس کے اجراء کا طریقہ کار بھی بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں سزائیں بھی تجویز کی گئیں ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

ہیلتھ کمیشن کا قیام، اختیارات اور فرائض:۔

پنجاب صحت کی دیکھ بھال سے متعلق ہیلتھ کمیشن کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ کی دفعہ ۳ کے تحت ہیلتھ کمیشن قائم کیا جائے گا۔ دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت ہیلتھ کمیشن تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اور فرائض سرانجام دیتے ہوئے صحت کی دیکھ بھال کے معیار کو بہتر بنائے گا، شفاخانوں کا انتظام کرے گا اور عطائیت کا خاتمہ کرے گا۔ ذیلی دفعہ (۲) کے تحت ہیلتھ کمیشن مندرجہ ذیل فرائض سرانجام دے گا۔

(الف) صحت کی دیکھ بھال کی خدمات مہیا کرنے والوں سے متعلق رجسٹر درست حالت میں رکھے گا۔

(ب) صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات پہنچانے والوں کے لیے لائسنس کا اجراء کر سکتا ہے، منسوخ کر سکتا ہے اور اس کی تجدید کر سکتا ہے اور لائسنس کی شرائط اور مقاصد میں بھی تبدیلی کر سکتا ہے۔

(ج) خدمات کے معیار کے بارے میں جانچ کر سکتا ہے۔

(ح) ہیلتھ کمیشن صحت کی دیکھ بھال کے معاملات میں بدانتظامی اور بے ضابطگی اور عمل درآمد میں ناکام ہو جانے کی صورت میں تفتیش کر سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں ہدایات اور احکامات جاری کر سکتا ہے۔

(خ) اندراج اور لائسنس کے لیے فیس لے سکتا ہے۔

(د) مذکورہ قانون کے تحت جاری ہونے والے احکامات، قواعد وضوابط اور ہدایات کی خلاف ورزی یا عمل درآمد میں ناکام ہو جانے کی صورت میں جرمانہ کی سزا دے سکتا ہے اور جرمانہ خود وصول بھی کر سکتا ہے۔

(ذ) صحت سے متعلق سہولیات پہنچانے والوں اور لینے والوں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرے گا۔

(ر) صحت کی دیکھ بھال سے متعلق خدمات کی اعلیٰ کوالٹی کے متعلق لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے سیمنار، کانفرنسیں اور اجلاس منعقد کرے گا۔

(ز) مذکورہ قانون کے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے وفاقی یا صوبائی حکومت، اتھارٹی، بورڈ، کونسل یا غیر حکومتی تنظیم کے ساتھ کوئی بھی معاہدہ کرسکتا ہے۔

(س) عطائیت کو ختم کرنے کے لیے ضروری اقدامات اٹھاسکتا ہے۔

ذیلی دفعہ (۸) کے تحت ہیلتھ کمیشن صحت کی دیکھ بھال کی سروس پہنچانے والوں کو ہراساں کرنے اور صحت کی دیکھ بھال کے مراکز کو نقصان پہنچانے والے مقدمات کی خود بھی سماعت کرسکتا ہے اور مجاز عدالت کو بھی بھجوا سکتا ہے۔

ذیلی دفعہ (۹) کے تحت ہیلتھ کمیشن بغیر نسخے کے بکنے والی ادویات سے متعلق حکمت عملی وضع کرسکتا ہے۔

اندراج:۔

دفعہ ۱۳ کی رو سے صحت کی سہولیات بہم پہنچانے والا مذکورہ دفعہ یا ضوابط کے تحت اندراج کے بغیر صحت کی دیکھ بھال کی خدمات مہیا نہیں کرسکتا۔ صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات بہم پہنچانے والا شخص مذکورہ قانون کے نفاذ کے ۹۰ دنوں کے اندر اندراج کے لیے وضع کردہ فارم پر بمعہ ضروری تفصیلات اور دستاویزات درخواست دے گا جس پر ہیلتھ کمیشن اندراج کا سرٹیفکیٹ (۱۴) دنوں کے اندر جاری کردے گا۔ ہیلتھ کمیشن ایسے شخص پر جرمانے کی سزا عائد کرسکتا ہے جو بغیر اندراج کے خدمات مہیا کرے یا یہ ظاہر کرے کہ اس کا اندراج ہوا ہے۔

لائسنس کے شرائط وضوابط کی پابندی:۔

دفعہ ۱۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت صحت کی دیکھ بھال کا مرکز صرف ان شرائط وضوابط کے مطابق استعمال ہوگا جو اس مقصد کے لیے جاری کردہ لائسنس میں دیئے ہوئے ہوں۔ اگر صحت کی دیکھ بھال کا مرکز لائسنس یافتہ نہ ہو تو ایسی صورت میں اسے پانچ لاکھ جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ لائسنس یافتہ صحت کے مرکز کی اگر جگہ تبدیل کرلی جائے تو ایسی صورت میں لائسنس درست تصور ہوگا لیکن جگہ کی تبدیلی سے پہلے ہیلتھ کمیشن کو اطلاع دینی ہوگی۔

لائسنس کے لیے درخواست:۔

دفعہ ۱۵ کے تحت صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات پہنچانے والا شخص اندراج کے سرٹیفکیٹ کے جاری ہونے کے ۳۰ دنوں کے اندر یا اس وقت کے دوران جو کہ حکومت نے مختص کیا ہو ہیلتھ کمیشن کو لائسنس کے لیے درخواست دے سکتا ہے جسکے ساتھ وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق تفصیلات، دستاویزات لف کرے گا اور فیس بھی جمع کرائے گا۔

لائسنس کے حصول کا طریقہ کار:۔

دفعہ ۱۶ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت لائسنس کے لیے درخواست ہر لحاظ سے مکمل ہونے کی صورت میں ہیلتھ کمیشن ایسی درخواست کے موصول ہونے کے بعد صحت کی دیکھ بھال کے مرکز کے لیے عارضی لائسنس جاری کرے گا اور درخواست کے ۳۰ دنوں کے اندر باضابطہ طور پر لائسنس جاری کرے گا۔ اسی طرح ذیلی دفعہ (۲) کے تحت ہیلتھ کمیشن لائسنس جاری کرنے سے پہلے صحت کی دیکھ بھال کے مرکز کا جائزہ لے سکتا ہے۔ مذکورہ دفعہ کے تحت جاری کیا جانے والا لائسنس پانچ سال کی مدت تک درست تسلیم ہوگا اور اس کی میعاد ختم ہوجانے پر تجدید کرائی جائے گی۔

لائسنس کی اقسام:۔

دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت ہر صحت کی دیکھ بھال کے مرکز کو جاری ہونے والے لائسنس میں اس کی نوعیت اور مقصد کو واضح کیا جائے گا۔ ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے لائسنس یافتہ صحت کی دیکھ بھال کا مرکز لائسنس کو صرف اسی مقصد کے لیے استعمال کرسکتا ہے جس کے لیے جاری کیا گیا ہو۔ اسی طرح ذیلی دفعہ (۳) کے تحت ہیلتھ کمیشن ایک رجسٹر میں صحت کی دیکھ بھال کے مرکز کی ضروری تفصیلات کا اندراج کرے گا۔

لائسنس کی منسوخی اور خاتمہ:۔

دفعہ ۱۸ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت ہیلتھ کمیشن ایسے لائسنس کو ختم کرسکتا ہے جو کہ فراڈ یا دھوکہ دہی کے ذریعے حاصل کیا گیا ہو۔ اسی طرح ذیلی دفعہ (۲) کے تحت ہیلتھ کمیشن ایسے مرکز کا بھی لائسنس منسوخ کرسکتا ہے جو بار بار ایک ہی علاج و معالجہ میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرے۔

علاج و معالجہ میں لاپرواہی:۔

دفعہ ۱۹ کی رو سے صحت کی بحالی کا مرکز مندرجہ ذیل صورتوں میں علاج و معالجہ میں لاپرواہی کا مرتکب ہوگا۔

(الف) صحت کی دیکھ بھال کے مرکز کے پاس نہ تو مطلوبہ انسانی وسائل ہوں اور نہ ہی وہ آلات جن کے بارے دعویٰ کرچکا ہو کہ وہ اس کے پاس موجود ہیں۔

(ب) مرکز خود یا اس کا کوئی کارکن اپنی قابلیت کو بروئے کار نہ لائے جو کہ وہ رکھتا ہو۔

اپیل:۔

دفعہ ۳۱ کی رو سے مندرجہ ذیل صورتوں میں متاثرہ شخص ۳۰ دنوں کے اندر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے پاس تحریری اپیل دائر کریگا۔

(الف) جو لائسنس کے اجراء اور تجدید سے ہیلتھ کمیشن کے انکار کی وجہ سے متاثر ہوا ہو یا

(ب) جو ہیلتھ کمیشن کی طرف سے لائسنس کے ختم یا منسوخ کرنے کے فیصلے سے متاثر ہوا ہو

(ج) جو صحت کی دیکھ بھال کے مرکز کے بند کرنے کے حکم سے متاثر ہوا ہو

(ح) ہیلتھ کمیشن کی طرف سے عائد کیے جانے والے جرمانے سے متاثر ہوا ہو

ہیلتھ کمیشن کے فیصلے پر عمل درآمد میں ناکامی کی سزا:۔

دفعہ ۳۸ کے تحت ایسا شخص جس کے بارے میں ہیلتھ کمیشن کی رائے ہو کہ وہ ہیلتھ کمیشن کے کسی حتمی فیصلے یا سفارشات پر عمل درآمد کرنے میں ناکام ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں اسے پانچ لاکھ تک جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

ریڈیوبیس اسٹیشن انٹینا سے صحت پر مرتب ہونے والے مضر اثرات سے تحفظ کا ضابطہ ۲۰۰۸ء

ریڈیوبیس اسٹیشن انٹینا سے صحت پر مضر اثرات بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ان مضر اثرات سے بچاؤ کے لیے ریڈیو بیس اسٹیشن انٹینا سے صحت پر مرتب ہونے والے مضر اثرات سے تحفظ کا ضابطہ مجریہ ۲۰۰۸ (Protection from Health Related Effects of Radio Base Station Antennas Regulation, 2008) نافذالعمل ہے۔ مذکورہ ضابطے کے نفاذ کا مقصد لوگوں کو ریڈیوبیس انٹینا سے نکلنے والی شعاعوں کے مضر اثرات سے بچانا اور ضابطہ میں دی گئی احتیاطی تدابیر پر عمل درآمد کرانا ہے۔اس قانون پر عمل درآمد کا طریقہ کار اور دیگر تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

عمل درآمد کا سرٹیفکیٹ:۔

ریڈیوبیس اسٹیشن انٹینا سے صحت پر مرتب ہونے والے مضر اثرات سے محفوظ بنانے کے ضابطہ ۲۰۰۸ کی دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت تمام آپریٹرز انٹینا نصب کرنے کے بارے میں اس ضابطے پر عمل درآمد کا سرٹیفکیٹ بمعہ دفعہ ۶ میں دی ہوئی دیگر متعلقہ معلومات کے ساتھ اتھارٹی کے پاس جمع کرائے گا۔ذیلی دفعہ (۲) کے تحت تمام آپریٹرز مذکورہ ضابطے کے سرکاری جریدے میں اعلان کے ۳ ماہ کے اندر ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے جدید عمل درآمد کا سرٹیفکیٹ اتھارٹی کو جمع کرائیں گے۔

انٹینا کی تنصیب کا معیار:۔

دفعہ ۵ کے مطابق آپریٹرز کی طرف سے نصب کردہ انٹینے ICNIPR کی طرف سے دیئے گئے معیار مشتہرہ ۱۹۹۸ کے مطابق ہونگے جو عوامی آگاہی اور شعاعوں سے متعلق پیشہ ورانہ معلومات کے لیے پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کی سرکاری ویب سائٹ (www.pta.gov.pk) پر بھی دستیاب ہونگے اور یہی پاکستان کے لیے قومی معیار تصور ہونگے۔

ضروری معلومات:۔

دفعہ ۶ کے تحت عمل درآمد کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ ضروری معلومات بھی وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق فراہم کی جائیں گی۔

انٹینا لگانے کے لوازمات:۔

دفعہ ۷ کی ذیلی دفعہ (ا) کے تحت تمام آپریٹرز اس چیز کی یقین دہانی کرائیں گے کہ درج ذیل فہرست میں دی گئی معلومات ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔

(i) جہاز رانی کی حفاظت کے لیے بطور نشان استعمال ہونے والی خطرے کی لائٹ تعمیر یا ٹاور کے اوپر مندرجہ ذیل تصریحات کے مطابق لگائی جائے گی؛

(الف) رنگ سرخ ہو؛

(ب) کم از کم ۳ کلومیٹر کے فاصلے سے فضا سے دکھائی دیتی ہو؛

(ج) مختلف الجہت ہو۔؛

(چ) دن کے وقت سرخ بتی ٹاور پر ۴ سیکنڈ کے وقفے سے جلتی بجھتی رہے گی اور رات کو ۲ سیکنڈ وقفے کے ساتھ مسلسل جلتی رہے گی؛

(ii) ٹاور دو رنگوں یعنی سرخ اور سفید رنگ کا ہوگا؛

(iii) سائٹ کے بارے میں معلومات ٹاور پر سرخ رنگ کی پلیٹ پر آویزاں کی جائیں گی؛

(الف) کمپنی کا نام؛

(ب) سائٹ کی آئی ڈی (جو کہ کمپنی نے دی ہو)؛

(ج) ٹاور کی بلندی؛

(چ) ٹاور لگانے کی تاریخ؛

(ح) ایمرجنسی کی صورت میں رابطہ نمبر (24×7) اور؛

(خ) پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کا رابطہ نمبر؛

(د) قریبی فائر بریگیڈ کا رابطہ نمبر؛

(ز) ٹاور کے قریب سے گزرنے والوں اور اس کی حدود میں رہنے والوں کو وارننگ دینا تا کہ انہیں سائٹ سے دور رکھا جا سکے کیونکہ اس کے قریب رہنے سے صحت پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں؛

(الف) سرخ رنگ کی پلیٹ ٹاور کی بنیاد سے ۵ فٹ اوپر لگائی جائے گی؛

(ب) پلیٹ ایسی دھات سے بنائی جائے گی جسے زنگ نہ لگے یا جو اچھے معیار کی اور مضبوط ہو؛

(ج) موسمی اثرات سے محفوظ ہو؛

(چ) مضبوطی سے نصب کی گئی ہو؛

انٹینا لگانے اور چلانے کے احکامات:۔

دفعہ ۸ کی رو سے چھت پر لگایا جانے والا انٹینا لوگوں کے قد سے کم از کم ۲۵ فٹ کی بلندی پر چھت پر نصب ہوگا۔ چھت پر لگائے جانے والے ایسے تمام انٹینوں کی ریڈیائی سطح زیرِ تصرف جگہوں بشمول چھت تک رسائی کے پوائنٹ، ٹیلی فون سروس پوائنٹ وغیرہ سے ۲۵ فٹ کے فاصلے پر لگائی جائیگی۔ بڑے انٹینے ریڈیو کی نچلی فریکونسی اور چھوٹے انٹینے (بصارت پر اثر انداز ہونے والی جگہ سے دور) خاص طور پر عمارت کی چھت پر لگائے جائیں گے۔

انٹرمیڈیٹ اور ثانوی تعلیم کے امتحانات میں بے قاعدگی کی سزا

پنجاب میں تعلیم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ثانوی تعلیم اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات جو کہ یونیورسٹی یا بورڈ کی طرف سے منعقد کرائے جاتے ہیں میں ہونے والی بے قاعدگیوں کو روکنے کے لیے پنجاب کی یونیورسٹیوں اور انٹرمیڈیٹ اور ثانوی تعلیمی بورڈوں میں بے قاعدگیوں کا قانون مجریہ ۱۹۵۰ء (The Punjab Universities and Boards of Intermediate and Secondary Education Malpractices Act, 1950) نافذالعمل ہے۔ مذکورہ قانون کا اطلاق صرف صوبہ پنجاب کی حد تک ہے جسکی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

بے قاعدگی کی سزا:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت اگر کوئی شخص حسبِ ذیل جرائم کا مرتکب ہوگا تو وہ تین سال قید کی سزا کا مستوجب ہوگا اور جرمانہ کا بھی جو کہ پچاس ہزار تک ہوسکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں:

(i) اپنے پاس ہتھیار رکھے یا امتحانی سنٹر کے اندر اس کے ارد گرد ایسی کوئی چیز اپنے پاس رکھے جو کہ جرم کا ارتکاب کرنے کے لیے بطور ہتھیار استعمال ہوسکتی ہو؛ یا

(ii) کسی امیدوار کی تلبیس شخصی کرے اور کسی امیدوار کی جگہ بیٹھ کر یہ ظاہر کرے کہ وہ امتحان دینے والا اصل امیدوار ہے؛ یا

(iii) امتحان سے متعلقہ کسی بھی دستاویز کی عبارت کو مسخ کرے، تبدیل کرے یا مٹا دے اور اس دستاویز کا غلط استعمال کرے؛ یا

(iv) قبل از وقت زبانی یا تحریری امتحان کے لیے سوال یا پرچہ سوال کے بارے میں انکشاف کرے کہ یہ سوال یا پرچہ سوال امتحان کے لیے سیٹ کیا جاچکا ہے؛ یا

(v) انسر بک Answer Book کے کسی حصے یا پوری انسر بک کو تبدیل کرے؛ یا

(vi) ممتحن کے علاوہ کوئی شخص کسی ایسی دستاویز میں بدنیتی سے ان نمبروں میں اضافہ یا کٹوتی کرے جو کہ متعلقہ ممتحن عطا کرتا ہے۔

(vii) سرٹیفکیٹ یا کسی دستاویز کی عبارت کو مسخ کرے، تبدیل کرے، الفاظ کا اضافہ کرے یا مٹا دے جو کہ یونیورسٹی یا بورڈ نے ریکارڈ کے طور پر محفوظ رکھا ہو یا کسی بھی طریقے سے بطور ریکارڈ، سرٹیفکیٹ، دستاویز کے استعمال کرے یہ جانتے ہوئے کہ ان میں الفاظ کو مسخ، تبدیل یا اضافہ کیا گیا ہے یا مٹایا گیا ہے۔

(viii) یونیورسٹی یا بورڈ کے امتحانات کے پرچہ جات، انسر بک، ممتحن، امتحانات کا طریقہ کار، جعلی رول نمبر، امتحانات کے نتائج کے بارے میں کوئی معلومات حاصل کرے یا افشاء کرے۔

(ix) امتحانات کے سرکاری نتائج میں کسی بھی طریقے سے متبادل انسر بک شامل کر کے، مسخ کر کے، تبدیلی کر کے جعل سازی کرے یا یونیورسٹی یا بورڈ کے ریکارڈ میں جعل سازی کرے؛ یا

(x) کسی بھی طریقے سے کسی بھی امتحانی سنٹر میں امتحان کے انعقاد میں رکاوٹ ڈالے؛ یا

(xi) امتحانی سنٹر کے انچارج یا امتحانات سے متعلقہ کسی شخص کو ڈرائے دھمکائے؛ یا

(xii) مذکورہ بالا جرائم میں سے کسی کا ارتکاب کرنے کی کوشش کرے یا کرنے کے لیے مدد فراہم کرے۔

ذیلی دفعہ (۲) کے تحت اگر کوئی شخص حسبِ ذیل جرائم کا مرتکب ہوگا تو ایسی صورت میں اسے دو سال تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے یا جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے جو پچیس ہزار روپے تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

(i) داخلہ فارم پر غلط نمائندگی کرے یا امتحان سے متعلقہ دوسری کسی دستاویز پر ایسا کرے؛ یا

(ii) امتحان میں دیئے گئے سوال کا جواب دینے کے لیے ناجائز طریقے سے نقل کرے یا کسی کاغذ، کتاب، نوٹ یا کسی دوسرے ذرائع سے مدد حاصل کرے۔

(iii) پرچہ کے کسی سوال کو حل کرنے کے لیے مدد حاصل کرے یا کسی کی مدد کرے یا کسی دوسرے امیدوار کو یہ اجازت دے کہ وہ اس کی انسر بک (Answer Book) سے نقل کرے یا ایسا کرنے کی کوشش کرے؛ یا

(iv) بلا اجازت پوری انسر بک یا اس کا کوئی حصہ اس امتحانی سنٹر یا کسی بھی امتحانی سنٹر سے حاصل کرے؛ یا

(v) ایسا شخص جو کہ ممتحن کے فرائض سرانجام دے رہا ہو اور ان فرائض کو سرانجام دیتے ہوئے کسی امیدوار کو بددیانتی سے زیادہ یا کم نمبر دے جبکہ وہ امیدوار حاصل کردہ نمبروں سے کم یا زیادہ کا مستحق ہو؛ یا

(vi) زبانی اور تحریری امتحان کے دوران کسی امیدوار کو پرچہ میں موجود کسی سوال کا جواب مہیا کرے؛ یا

(vii) کسی ملازم کو جو کہ امتحانات سے متعلقہ امور سرانجام دے رہا ہو اور اس ملازم کو راغب کرنے کے لیے اس تک رسائی حاصل کرے تا کہ اس ملازم سے بددیانتی سے امتحانات سے متعلق کسی جرم کا ارتکاب کروائے، امتحانات کے نتائج کا اعلان کروائے، یا پرچہ جات کے نمبر لگوائے یا کسی بھی امتحان سے متعلقہ خفیہ معلومات اس ملازم سے حاصل کرے؛ یا

(viii) مذکورہ بالا جرائم کا ارتکاب کرنے کی کوشش کرے یا مدد کرے

دفعہ۳ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت سرزد ہونے والے جرائم کی مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات کے تحت سرسری سماعت کی جائے گی جن کے خلاف اپیل دائر نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی ان جرائم کے خلاف اپیل دائر کی جا سکتی ہے جن میں جرمانہ کی سزا ایک ہزار سے زائد نہ ہو۔

دفعہ۴ کی رو سے ضابطہ فوجداری 1898 یا کسی نافذ العمل قانون میں کسی دیگر حکم کے باوجود مذکورہ قانون کے تحت سرزد کیا جانے والا جرم قابل دست اندازی پولیس ہوگا لیکن مذکورہ جرم کی رپورٹ یونیورسٹی کا وائس چانسلر یا اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص کرے گا اور اگر جرم بورڈ یا اس کے امتحانات سے متعلق ہو تو ایسی صورت میں بورڈ کا چیئرمین یا اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص جس کو تحریری طور پر ایسا کرنے کی اجازت دی گئی ہو رپورٹ درج کرا سکتا ہے۔ وہ جرائم جو کہ دفعہ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) میں مذکور ہیں وہ ناقابل ضمانت ہونگے اور وہ جرائم جو کہ دفعہ۳ کی ذیلی دفعہ (۲) میں مذکور ہیں وہ قابل ضمانت ہونگے۔

اٹھارویں آئینی ترامیم میں وضع کیئے گئے بنیادی حقوق

بنیادی حقوق سے مراد ایسے حقوق ہیں جو ہر پاکستانی شہری کو بلاتفریق رنگ ونسل، علاقہ، مذہب ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت حاصل ہیں۔ بنیادی حقوق کی تفصیل قانون فہمی کی جلد اول میں بعنوان " آئین میں دیئے ہوئے بنیادی حقوق اور انکے حصول کا طریقہ کار" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ یہاں صرف اٹھارویں ترمیم کے تناظر میں بنیادی حقوق کا ذکر کیا جائے گا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

منصفانہ سماعت مقدمہ کا حق:۔

آئین کے آرٹیکل ۱۰ (الف) کے تحت کسی بھی شخص کو اپنے معاشرتی حقوق وفرائض یا عائد کسی فوجداری الزام کے تعین کے لیے منصفانہ اور شفاف سماعت اور کارروائی کا حق حاصل ہوگا۔

انجمن سازی کی آزادی:۔

آرٹیکل ۱۷ کے ذیلی آرٹیکل (۱) کے تحت پاکستان کے ہر شہری کو انجمن سازی اور یونین بنانے کا حق حاصل ہے تاہم یہ حق پاکستان کی حاکمیت، سالمیت اخلاق یا امن عامہ کے مفاد میں قانون کے ذریعے معقول اور مناسب شرائط کے تابع ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ذیلی آرٹیکل (۲) کے تحت ہر شہری کو جو کہ سرکاری ملازم نہ ہو سیاسی جماعت بنانے یا اس کا رکن بننے کا حق حاصل ہے تاہم یہ حق پاکستان کی حاکمیت یا سالمیت کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ پابندیوں کے تابع ہی حاصل ہوگا۔ جس میں یہ بھی دیا گیا ہوگا کہ جہاں وفاقی حکومت یہ قرار دے کہ کسی بھی سیاسی جماعت کی تشکیل یا کام پاکستان کی حاکمیت اور سالمیت کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں ایسا قرار دینے کے بعد پندرہ دنوں کے اندر وفاقی حکومت یہ معاملہ عدالت عظمیٰ کو بھجوا دے گی اور معاملے سے متعلق عدالت عظمیٰ کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

ذیلی آرٹیکل (۳) کے تحت ہر سیاسی جماعت اپنے فنڈ کے ذرائع کا قانون کے مطابق حساب دے گی۔

معلومات تک رسائی کا حق:۔

آرٹیکل ۱۹ الف کے تحت ہر شہری کو مفاد عامہ کے اہم معاملات سے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ پابندیوں اور قواعد کے تابع معلومات تک رسائی کا حق حاصل ہے۔

تعلیم کا حق:۔

آرٹیکل ۲۵ الف کے تحت ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ پانچ سال سے لے کر سولہ سال تک کے بچوں کو قانون کے تحت وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق مفت اور لازمی تعلیم اس طریقۂ کار کے مطابق فراہم کرے جو قانون نے متعین کیا ہو۔ آئین کے آرٹیکل ۹، ۱۴، ۱۸، ۲۰، ۲۸ (چ) اور ۳۷ (ج) کے تحت تعلیم حاصل کرنا ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ اس سلسلے میں عدالتوں نے بھی مختلف مقدمات کے فیصلوں میں تعلیم کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے۔ ملک میں تعلیم سے متعلق مندرجہ ذیل قوانین رائج ہیں۔

1۔ مغربی پاکستان پرائمری لازمی تعلیم کا آرڈیننس ۱۹۶۲ء

2۔ پنجاب پرائمری لازمی تعلیم کا قانون ۱۹۹۴ء

3۔ خیبر پختونخوا پرائمری لازمی تعلیم کا قانون ۱۹۹۶ء

4۔ سندھ پرائمری لازمی تعلیم کا آرڈیننس ۲۰۰۱ء

5۔ دارالحکومت اسلام آباد پرائمری لازمی تعلیم کا آرڈیننس ۲۰۰۲ء

6۔ وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقوں کا پرائمری لازمی تعلیم کا ضابطہ ۲۰۰۲ء

امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے پولیس کے احکامات جاری کرنے کے اختیارات

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء (Police Order 2002) کی رو سے پولیس امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے نافذ العمل بلدیاتی قانون، قواعد یا ذیلی قوانین کے تحت احکام جاری کر سکتی ہے۔ پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 118 کے تحت ضلع پولیس کا سربراہ، ناگہانی صورت حال میں امن عامہ کے قیام یا امر باعث تکلیف عام کے انسداد کے لیے احکامات جاری کر سکتا ہے۔

عوام کو ہدایات جاری کرنے کا اختیار:۔

آرٹیکل 119 کے تحت ایسا پولیس افسر جو کہ انسپکٹر کے عہدے سے کم نہ ہو درج ذیل ضروری ہدایات جاری کر سکتا ہے۔

(الف) سڑکوں یا گلیوں میں جلوسوں یا اجتماعات تشکیل دینے والے اشخاص کے طرز عمل اور رویے یا حرکات کو منضبط کرنے کیلئے احکام جاری کر سکتا ہے؛

(ب) حسب ذیل موقعوں پر رکاوٹیں دور کرنے کے لیے احکام جاری کر سکتا ہے؛

(اول) جلوسوں اور اجتماعات کے موقع پر؛

(دوم) عبادت کے وقت کے دوران عبادت گاہوں کے قرب و جوار میں؛

(سوئم) جب کسی سڑک پر یا کسی عام تفریح کی جگہ پر لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو جائے اور مزاحمت کا امکان ہو؛

(ج) سڑکوں، مسجدوں، چرچ یا دوسری عبادت گاہوں اور عام تفریح کی جگہوں میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے لوگوں کا ہجوم ہونے کی صورت میں مزاحمت کا اندیشہ ہو؛

بدامنی کو روکنے کے لیے بعض افعال کی ممانعت کرنے کا اختیار:۔

آرٹیکل 122 کے ذیلی آرٹیکل (1) کے تحت ضلع پولیس کا سربراہ جتنی مدت کے لیے ضروری سمجھے بذریعہ اشتہار یا اعلان کسی شہری یا دیہی علاقے میں اسلحہ، ڈنڈے، بندوقیں، چاقو، چھڑیاں، لاٹھیاں یا ایسی چیزیں جو کہ جسمانی تشدد کے لیے استعمال ہو سکتیں ہوں۔ اسکے علاوہ تیزابی مواد یا آتش گیر مادہ، پتھر یا میزائل پھینکنے، چلانے، جمع کرنے یا تیار کرنے سے متعلق ممانعت کے احکام جاری کر سکتا ہے تاہم اس کا دورانیہ دو دن سے زائد نہ ہو گا۔

ذیلی آرٹیکل (2) کے تحت اگر کوئی شخص مذکورہ بالا ہتھیاروں سے مسلح ہو تو ایسی صورت میں پولیس افسر کے پاس ان ہتھیاروں کو ضبط کرنے کا اختیار ہو گا۔

تفریحی مقامات پر شدید بدامنی کے خلاف ہدایات دینے کا اختیار:۔

آرٹیکل 123 کے ذیلی آرٹیکل (1) کے تحت کسی عوامی تفریح کی جگہ یا کسی اجتماع یا جلسہ کی جگہ پر جہاں عوام کو دعوت عام ہو شدید بدامنی یا قانون شکنی اور قریب الوقوع خطرہ کے انسداد کی غرض سے اسسٹنٹ سب انسپکٹر یا بالاتر رتبہ کا کوئی پولیس افسر جو اس جگہ پر موجود ہو عوام کے تحفظ کے لیے ضروری احکام اور ہدایات جاری کر سکتا ہے اور ہر شخص ان ہدایات پر عمل کرنے کا پابند ہوگا۔

سڑکوں وغیرہ پر رکاوٹیں کھڑی کرنا:۔

آرٹیکل 124 کے تحت کوئی بھی پولیس افسر ناگہانی صورت حال میں کسی سڑک یا عام جگہ کو رکاوٹیں کھڑی کر کے یا کسی دوسرے طریقے سے مذکورہ علاقہ میں اشخاص یا گاڑیوں کے داخلہ کی عارضی طور پر ممانعت کر سکتا ہے۔

سڑکوں وغیرہ پر مشتبہ اشخاص یا گاڑیوں کی تلاشی لینے کا اختیار:۔

آرٹیکل 125 کے تحت جب کسی سڑک یا عوامی سیر و تفریح کی جگہ پر کسی پولیس افسر کو معقول وجوہ کی بناء پر کسی شخص یا گاڑی میں ایسی شے لے جانے کا شبہ ہو جسے غیر قانونی طور پر حاصل کیا گیا ہو یا قبضہ میں لیا گیا ہو یا جس کا کسی جرم کے ارتکاب میں استعمال کیئے جانے کا امکان ہو تو وہ مذکورہ شخص یا گاڑی کی تلاشی لے سکتا ہے۔

خیبر پختونخوا میں بچوں کی حفاظت اور بہبود کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ء

بچے کسی بھی قوم کا سرمایہ اور مستقبل کی امید ہوتے ہیں۔ انکی دیکھ بھال اور معاشرے میں ان کے لیے تمام جرائم سے محفوظ ماحول مہیا کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ خاص طور پر ایسے بچے جن کے والدین یا کوئی سرپرست موجود نہ ہوں معذور، مزدور پیشہ بچے، غریب، بھیک مانگنے والے بچے، جرائم میں ملوث بچے، ماں باپ کی سرپرستی سے محروم بچے اور ماؤں کے ساتھ قید بچے ان سب کی دیکھ بھال حکومت کی ذمہ داری ہی ہے جس کے پیش نظر خیبر پختونخوا میں ''بچوں کی حفاظت اور بہبود کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ء'' (The Khyber Pakhtunakhwa Child Protection and Welfare Act, 2010) نافذ العمل ہے۔

کمیشن کا قیام اور اس کے فرائض منصبی اور اختیارات:۔

خیبر پختونخوا میں بچوں کی حفاظت اور بہبود کے قانون مجریہ 2010ء کی دفعہ 3 کے تحت خیبر پختونخوا میں بچوں کی حفاظت اور بہبود کے لیے کمیشن قائم کیا جائے گا جو سترہ ممبران پر مشتمل ہوگا۔ دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت کمیشن کے مندرجہ ذیل فرائض منصبی اور اختیارات ہونگے۔

(الف) قومی کمیشن برائے حقوق اطفال کے ساتھ رابطہ قائم کرنا۔

(ب) خطرات سے دوچار بچوں کی حفاظت اور بحالی اور ان خطرات کے خاتمے کے لئے حکمت عملی مرتب کرنا۔

(ج) بچوں کے حقوق سے متعلق تمام موجودہ قوانین کا آئین اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں جائزہ لینا۔ بچوں کے حقوق کے فروغ کے لیے نئے قوانین متعارف کروانا۔ واضح رہے کہ بین الاقوامی قوانین کے تحت عائد ذمہ داریاں اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں ہونی چاہئیں۔

(چ) کمیشن صوبائی محکموں، لوکل گورنمنٹ یا سول سوسائٹی کے اداروں کے ساتھ مل کر بچوں کے مفاد کے لیے فنی اور دوسری امداد مہیا کریگا۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے خطرات سے دوچار بچوں کے قوانین سے متعلق سیمینار اور لیکچر کے ذریعے لوگوں میں آگاہی پیدا کرنا۔

(ح) بچوں کی حفاظت کے لیے مختلف شعبوں کا قیام، انتظام اور انکی رہنمائی اور انکا کنٹرول۔

(خ) کسی بھی قسم کی جسمانی سزاؤں کی ممانعت کروانا جسکے نتیجے میں بچے کی زندگی اور جسمانی، ذہنی اور معاشرتی ترقی خاندان کے اندر یا ادارے کے اندر خطرے میں پڑ جائے۔

(د) خطرات سے دوچار بچوں کی حفاظت کے لیے کمیشن کی طرف سے وضع کردہ معیار کے مطابق ادارہ قائم کرنا اور ان اداروں کے ذریعے بچوں کو خوراک، چھت، تعلیم اور تربیت مہیا کرنا۔

خطرات سے دوچار بچوں کی حفاظت کے یونٹ اور اداروں کا قیام:۔

دفعہ 9 کے تحت خطرات سے دوچار بچوں کی حفاظت کے لیے یونٹ قائم کیئے جائیں گے اور یہ یونٹ ضلعی سطح پر قائم کیئے جائیں گے۔ اسی طرح دفعہ 10 کے تحت یہ یونٹ بچوں سے متعلق امور سرانجام دیں گے جن میں بچوں کا ادارے میں داخلہ اور انکا اندارج اور اس کے علاوہ انھیں چھت، تعلیم، خوراک، صحت کی سہولیات مہیا کرنا شامل ہیں۔ اسی طرح بچوں اور ان کے خاندان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پیسوں اور دوسری چیزوں کا بندوبست کرنا اور وقتاً فوقتاً جائزہ لینا کہ آیا ان کی تمام ضروریات پوری ہو رہی ہیں کہ نہیں۔ دفعہ 11 کے تحت مذکورہ قانون کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کمیشن ہر ضلع میں وضع کردہ شرائط کے مطابق افسر کا تقرر کرے گا۔ دفعہ 12 کے تحت بچوں کی حفاظت اور بہبود کے لیے صوبے کے مختلف حصوں میں ادارے قائم کیے جائیں گے۔ ان اداروں میں بچوں کو تمام سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی جن میں نہ صرف علاج معالجہ، رہنے کی جگہ اور تعلیم کی سہولت شامل ہے بلکہ بچے کے کردار کی پختگی کے لیے تربیت مہیا کرنا بھی تاکہ بچہ اپنے آپ کو کسی بھی استحصال سے بچا سکے۔ اگر کوئی ایسا ادارہ مذکورہ قانون اور قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرے گا تو ایسی صورت میں کمیشن سماعت کا موقع دینے کے بعد ادارے کو بند کرنے کا حکم نامہ جاری کرسکتا ہے۔

بچوں کی حفاظت اور بہبود کے لیے فنڈ:۔

دفعہ 13 کے تحت بچوں کی حفاظت اور بہبود کے لیے فنڈ قائم کیا جائے گا اور یہ فنڈ مختلف ذرائع سے ملنے والی امداد پر مشتمل ہوگا۔

عدالت کے اختیارات اور فرائض:۔

دفعہ 16 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت عدالت خطرات سے دوچار بچے کو اسکے والدین، ولی کسی اور مناسب شخص یا بچے کی حفاظت کے ادارے کی تحویل میں دینے کے احکامات جاری کر سکتی ہے۔ اسی طرح ذیلی دفعہ (2) کے تحت بچے کو تحویل میں دینے سے پہلے بچے کی رائے ضرور لے گی اور اسکی پرورش، مذہبی، ثقافتی، لسانی اور منسلک تمام معاملات جو بچے کے مفاد میں ہوں کا خیال رکھے گی، عدالت بچے کو ان رپورٹس کے ذریعے جو کہ چائلڈ پروٹیکشن افسر یا کمیشن کی طرف سے نامزد کردہ شخص نے جمع کرائی ہونگی یا بچے کی عدالت میں حاضری کے ذریعے بچے کی فلاح و بہبود کا جائزہ لے گی۔ ذیلی دفعہ ٦ کے تحت عدالت بچے کی عدالت میں حاضری کے ۴ ماہ کے اندر مقدمے کا فیصلہ دے گی اور تحریری صورت میں متعلقہ ڈسٹرکٹ جج کو بھجوا دے گی۔ ذیلی دفعہ ۷ کے تحت ہائی کورٹ میں ۳۰ دنوں کے اندر اپیل دائر کی جا سکے گی۔

جھوٹی ایذا رسان اور بے بنیاد اطلاع پر سزا:۔

دفعہ 17 کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت خطرات سے دوچار بچے سے متعلق ملنے والی کسی شخص کی طرف سے ایسی اطلاع جسکے بارے میں ضروری تفصیلات معلوم کرنے کے بعد عدالت کی یہ رائے ہو کہ اطلاع جھوٹی، ایذا رساں اور بے بنیاد ہے تو ایسی صورت میں وجوہات کو تحریر میں لاتے ہوئے اس پر ہرجانہ عائد کرے گی جو کہ ایک لاکھ سے زائد نہ ہوگا جو کہ اطلاع دہندہ کی طرف سے متاثرہ شخص کو دیا جائے گا۔ ذیلی دفعہ (۳) کے تحت ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں اسے ایک سال قید کی سزا دی جائے گی۔

انصاف کے مفاد میں مقدمات کی منتقلی:۔

دفعہ 18 کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت اگر عدالت پر یہ ظاہر ہو جائے کہ

(الف) اس عدالت میں شفاف اور غیر جانبدار سماعت مقدمہ نہیں ہو سکتی یا سماعت مقدمہ فریقین یا گواہوں کے لیے مشکل کا سبب بنے گا۔

(ب) کسی دوسری عدالت یا جگہ پر سماعت مقدمہ انصاف اور بچے کے مفاد میں ہے تو ایسی صورت میں عدالت متعلقہ ہائی کورٹ یا ڈسٹرکٹ جج کے پاس رپورٹ بھجوائے گی کہ فریقین کو سننے کے بعد مقدمہ دوسری عدالت میں منتقل کر دیا جائے۔

خطرات سے دوچار بچے کی حفاظت:۔

دفعہ ۲۰ کے تحت دفعہ ۱۹ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے چائلڈ پروٹیکشن افسر کسی اطلاع یا شکایت پر خطرات سے دوچار بچے کو حفاظت میں رکھے گا اور ۲۴ گھنٹوں کے اندر عدالت کے سامنے پیش کرے گا مگر واضح رہے کہ اگر ایسا بچہ اپنے والدین یا ولی کی تحویل میں ہو تو ایسی صورت میں وہ اسے اپنی حفاظت میں نہیں رکھ سکتا۔ مزید برآں ایسے بچے جو کہ بھیک مانگتے ہوئے ملیں یا کسی ایسے جرم میں ملوث پائے جائیں جو کہ ان کے والدین یا ولی کی طرف سے کرائے گئے ہوں ان کو چائلڈ پروٹیکشن افسر اپنی حفاظت میں لے سکتا ہے۔

عدالت والدین یا ولی کو بچہ پیش کرنے کا حکم دے سکتی ہے:۔

دفعہ ۲۱ کی رو سے عدالت دفعہ ۲۰ کے تحت ملنے والی رپورٹ پر والدین یا ولی کو طلب کر کے حکم دے سکتی ہے کہ وہ بچے کو عدالت میں پیش کریں اور وجہ بتائے کہ بچے کو دوران سماعت اس کی حفاظت سے ہٹایا کیوں نہیں گیا جسکی تحویل سے عدالت نے ہٹانے کا حکم دیا تھا۔ ایسے بچے کو عدالت چائلڈ پروٹیکشن کے ادارے میں داخل کرنے کا حکم

دے سکتی ہے۔اسی طرح ذیلی دفعہ (۲) کے تحت اگر عدالت پر یہ ظاہر ہو جائے کہ بچے کو عدالت کے دائرہ اختیار سے ہٹا دیا گیا ہے یا چھپا لیا گیا ہے تو ایسی صورت میں عدالت تلاشی کے وارنٹ جاری کر سکتی ہے اور فوری چائلڈ پروٹیکشن ادارے میں داخلے کا حکم دے سکتی ہے۔

مذکورہ قانون کے تحت کسی کاروائی میں ملوث بچے کے نام وغیرہ کی اشاعت کی ممانعت:۔

دفعہ 24 کی ذیلی دفعہ (ا) کے تحت مذکورہ قانون کی رو سے غیر محفوظ بچے کا نام، پتہ یا سکول اور باقی تفصیلات جس سے بچے کی شناخت ہو سکے یعنی تصویر وغیرہ اور اس کے حوالے سے تجزیاتی رپورٹ کی اخبار، میگزین، نیوز شیٹ وغیرہ میں اشاعت کی ممانعت ہوگی۔تاہم صرف اس حد تک اتھارٹی بچے کے بارے میں ایسے تجزیے کے بارے میں بتا سکتی ہے جو کہ بچے کے مفاد میں ہو۔ذیلی دفعہ (۲) کے تحت اگر کوئی شخص ذیلی دفعہ (ا) کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے دس ہزار روپے جرمانہ ہوگا۔

غیر محفوظ بچے کی حفاظت کے لیے اسے کسی کی تحویل میں دینا:۔

دفعہ 25 کے تحت اگر عدالت اس بات سے مطمئن ہو کہ خطرات سے دوچار بچے کی حفاظت کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے تو اسے چائلڈ پروٹیکشن ادارے یا کسی مناسب شخص کی تحویل میں دینے کا حکم نامہ جاری کر سکتی ہے جو کہ بچے کی دیکھ بھال کرنے پر رضامند ہو تاوقتیکہ بچہ اٹھارہ سال کا نہ ہو جائے اور اگر عدالت بچے کو کسی شخص کی تحویل میں دیتی ہے تو ایسی صورت میں اس سے ضمانت نامہ لے گی یا بلا ضمانت یہ تسلی کرے گی کہ وہ عدالت کی طرف سے عائد کی جانے والی شرائط پر عمل درآمد کرے گا۔ اسکے علاوہ عدالت اسے وقتاً فوقتاً رپورٹ جمع کرانے اور بچے کو عدالت میں پیش کرنے کا حکم جاری کر سکتی ہے تا کہ دیکھا جائے کہ آیا بچے کی بہبود کی شرائط پر عمل بھی ہو رہا ہے کہ نہیں۔لیکن اگر کسی بھی وقت عدالت کو کسی بھی ذرائع یا اطلاع سے معلوم ہو جائے کہ ضمانت نامہ میں موجود کسی شرط کی خلاف ورزی کی گئی ہے تو ایسی صورت میں عدالت ضروری انکوائری کرنے کے بعد بچے کو چائلڈ پروٹیکشن کے ادارے میں یا کسی دوسرے شخص کی تحویل میں دینے کا حکم نامہ جاری کر سکتی ہے۔

بچے کی حفاظت کا دورانیہ:۔

دفعہ 28 کے تحت عدالت کے حکم نامہ یا کمیشن کی طرف سے ملنے والی ہدایات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خطرات سے دوچار بچے کو چائلڈ پروٹیکشن کے ادارے میں اٹھارہ سال کی عمر تک رکھا جائے گا۔

والدین کی طرف سے امداد:۔

دفعہ 29 کے تحت اگر عدالت نے خطرات سے دوچار بچے کو چائلڈ پروٹیکشن کے ادارے یا کسی مناسب شخص کی تحویل میں دیا ہو تو ایسی صورت میں عدالت والدین سے خرچے کا مطالبہ کر سکتی ہے مگر خرچے کا تعین کرتے ہوئے

والدین کی معاشی حالت کا خیال رکھے گی اور خلاف ورزی کی صورت میں عدالت اس کی وصولی بطور بقایا جات مالیہ کے کر سکتی ہے۔

بارہ سال سے زائد اور پندرہ سال سے کم عمر بچے کی سزا:۔

دفعہ 31 کے تحت بارہ سال سے زائد اور پندرہ سال سے کم عمر کے بچوں کو مندرجہ ذیل سزائیں دی جائیں گی۔

(i) اگر مجرم کی عمر چودہ سال سے زائد ہو تو جرم کے لیے وضع کردہ سزا کا نصف حصہ پروبیشن افسر کے ذریعے سماجی کام سرانجام دینے کا حکم دے کر پورا کیا جا سکتا ہے۔

(ii) جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں قید کی سزا نہیں دی جائے گی مگر واضح رہے کہ عدالت قید اور جرمانے کی سزا دے سکتی ہے۔

ذیلی دفعہ (2) کے تحت عدالت اگر دیکھے کہ بچہ نادار ہے یا بغیر والدین کے ہے یا والدین اور ولی جرمانہ ادا نہیں کر سکتے تو ایسی صورت میں عدالت متعلقہ فنڈ سے جرمانہ ادا کرنے کا حکم جاری کر سکتی ہے۔

پندرہ سال سے زائد اور اٹھارہ سال سے کم عمر کے بچوں کے لیے سزا:۔

دفعہ 32 کے تحت پندرہ سال سے زائد اور اٹھارہ سال سے کم عمر کے مجرم بچوں کے ساتھ بچوں کے نظام انصاف کے قانون مجریہ ۲۰۰۰ء کے احکام کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ مگر واضح رہے کہ عدالت کی طرف سے اسے جتنے عرصے کے لیے قید کی سزا ہو گی اس کے عوض اس سے سماجی کام لیا جا سکتا ہے۔

جسمانی سزاؤں کا خاتمہ:۔

دفعہ 33 کے تحت جسمانی سزاؤں کی تمام اقسام اور ان پر عمل درآمد کی مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 89 کے تحت ممانعت ہے۔

جسمانی سزا دینے پر سزا:۔

دفعہ 34 کے تحت ایسا شخص جو کہ کسی بھی حالت یا کسی بھی مقصد کیلئے بچے کو جسمانی سزا دینے کا سبب بنے یا اسکی اجازت دے تو ایسی صورت میں اسے چھ ماہ قید کی سزا یا جرمانہ کی سزا جو کہ پچاس ہزار روپے تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

بچے سے اس کے مفادات کے خلاف کام لینے کی سزا:۔

دفعہ 35 کے تحت اگر کوئی شخص تحریری یا زبانی الفاظ یا اشاروں کے ذریعے یا اسکے علاوہ ترغیب دلائے یا دلانے کی کوشش کرے یا دھوکہ دے یا بچے کو ایسا کام کرنے کی اجازت دے جو کہ بچے کے جسم، دماغ، جذباتی، معاشی اور

معاشرتی بہبود کے لیے نقصان دہ ہو تو ایسی صورت میں اسے تین سال قید یا ایک لاکھ روپے تک جرمانے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

بچے کے اعضاء کا لین دین اور اس کی سزا:۔

دفعہ 40 کے تحت اگر کوئی شخص بچے کے اعضاء کو غیر قانونی طور پر بیچے یا خریدے یا منتقل یا درآمد کرے یا بالواسطہ یا بلاواسطہ ایسا کرنے میں مدد کرے تو اسے سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جاسکتی ہے اور ایک ملین روپے جرمانے کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

بلا اجازت بچے کو تحویل میں لینے کی سزا:۔

اگر کوئی شخص بچے کو مذکورہ قانون کی دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسے تحویل میں لے گا تو ایسی صورت میں اسے دو سال قید کی سزا اور پچاس ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

بچے پر ظلم کرنے کی سزا:۔

والدین کے علاوہ ایسا شخص جسکی سپرداری میں بچے کو دیا گیا ہو وہ بچے کو جان بوجھ کر دھمکائے، بد اسلوک کرے نظرانداز کرے اور اسے خوراک، کپڑے، طبی امداد پہنچانے میں ناکام ہو جائے یا اس طرح کا سلوک کرے جس سے بچہ جسمانی یا ذہنی نقصان سے دوچار ہو جائے تو ایسی صورت میں اسے تین سال قید بامشقت کی سزا اور پچاس ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ مگر واضح رہے کہ اگر بچے کے والدین جسمانی سزا کے علاوہ بچے کی بہتری کے لیے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں تو وہ جرم تصور نہیں ہوگا۔

بچے کو بھیک مانگنے کے لیے ملازم رکھنے کی سزا:۔

دفعہ 45 کے تحت اگر کوئی شخص بچے کو بھیک منگوانے کی غرض سے ملازم رکھے یا بھیک منگوانے کے لیے کسی شخص کی حفاظت میں بچے کو دے یا بھیک مانگنے کی ملازمت پر بچے کی حوصلہ افزائی کرے تو ایسی صورت میں اسے تین سال قید با مشقت کی سزا دی جائے گی اور پچاس ہزار روپے جرمانے کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

بچے کو نشہ آور اشیاء دینے پر سزا:۔

اگر کوئی شخص کسی بچے کو نشہ آور آشیاء دے یا دینے کا سبب بنے ماسوائے ڈاکٹری نسخے کے تو ایسی صورت میں اسے دونوں قسم کی سزاؤں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جاسکتی ہے جو کہ چار سال تک ہو سکتی ہے اور پچاس ہزار روپے تک جرمانے کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

بچے کو ایسی جگہوں پر داخلے کی اجازت دینا جہاں پر نشہ آور اشیاء بیچی جاتی ہوں:۔

دفعہ 47 کے تحت جو کوئی شخص غلط نیت کے ساتھ بچے کو ایسی جگہ پر لے جائے جہاں پر شراب دی جاتی ہو یا بنائی جاتی ہو یا بطور کشید کرنے والا یا مالک یا انچارج بچے کو اس جگہ داخلے کی اجازت دے یا بچے کو ایسی جگہوں پر لے جانے کا سبب بنے تو ایسی صورت میں اسے تین سال قید با مشقت کی سزا دی جائے گی اور پچاس ہزار روپے تک جرمانے کی سزا بھی دی جا سکتی ہے؛

بچے کو شرط لگانے پر اُکسانا:۔

دفعہ 49 کے تحت جو کوئی شخص تحریری یا زبانی الفاظ یا اشاروں کے ذریعے یا اسکے علاوہ بچے کو شرط لگانے پر ابھارے یا ترغیب دلانے کا سبب بنے تو ایسی صورت میں اسے چھ ماہ قید با مشقت کی سزا دی جائے گی اور پچاس ہزار روپے جرمانے کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔

بچے کو فرار کرانے میں مدد کرنا:۔

دفعہ 51 کے تحت اگر کوئی شخص کسی چائلڈ پروٹیکشن ادارے سے بچے کو فرار ہونے میں بالواسطہ یا بلاواسطہ جان بوجھ کر مدد کرے یا ترغیب دے یا بچے کو چائلڈ پروٹیکشن ادارے کو واپس کرنے سے یا ایسے شخص کی تحویل میں دینے سے جسکی تحویل میں دینے کے لیے عدالت نے حکم دیا ہو جان بوجھ کر چھپائے، مدد کرے یا رکاوٹ ڈالے تو ایسی صورت میں اسے تین سال قید اور پچاس ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

بچوں کی غیر قانونی نقل وحمل:۔

دفعہ 52 کے تحت ایسا شخص جو کہ بچوں کی پاکستان میں غیر قانونی نقل وحمل میں ملوث ہوگا تو ایسی صورت میں اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی جو کہ ۱۶ سال سے کم نہیں ہوگی اور پانچ لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی جس میں دس لاکھ تک اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

قانون میعاد کے تحت تسلیم شدہ قانونی معذوری کی بنیاد پر رعایت

کسی بھی متاثرہ فریق کو اپنے حق کیلئے دعویٰ یا درخواست دائر کرنے کا قانونی استحقاق حاصل ہے مگر اس استحقاق کو قانون میعاد مجریہ ۱۹۰۸ء (Limitation Act, 1908) کے تحت محدود کیا گیا ہے جس کی بناء پر ایسا ہر متاثرہ فریق قانون میعاد کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنا حق حاصل کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کرسکتا ہے۔ تاہم بعض وجوہات کی بناء پر متاثرہ فریق کے کسی ذہنی معذوری میں مبتلا ہونے، نابالغ ہونے یا فاترالعقل ہونے کی صورت میں قانون میعاد کے تحت حسبِ ذیل رعایت فراہم کی گئی ہے۔

قانون میعاد 1908ء کی دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت ایسا شخص جو کہ دعویٰ یا کاروائی یا ڈگری کی تکمیل کی درخواست دائر کرسکتا ہو لیکن درخواست دہندہ نابالغ ہو یا فاترالعقل ہو تو ایسی صورت میں بچہ کے بالغ ہونے پر اور ذہنی طور پر معذور شخص کے صحیح الدماغ ہونے کے بعد وہ درخواست دائر کرسکتے ہیں۔

ذیلی دفعہ (۲) کے تحت اگر ایسا شخص ایسے وقت میں جب میعاد کا وقت شروع ہو چکا ہو اور اس وقت ایسی دو معذوریوں کا شکار ہو جائے یا ایک معذوری کے ختم ہونے کے بعد دوسری معذوری شروع ہو جائے تو ایسی صورت میں وہ درخواست یا دعویٰ دائری اس وقت کرسکتا ہے جب اس کی یہ دونوں قسم کی معذوریاں ختم ہو جائیں اور اس کے لیے قانون میعاد اس کی بیماری کے ٹھیک ہونے کے وقت سے شروع ہوگا۔

ذیلی دفعہ (۳) کے تحت اگر بیماری یا معذوری اس شخص کی موت تک جاری ہو تو ایسی صورت میں اس کے قانونی ورثاء اس کے مقدمے یا درخواست کو اس کی وفات کے بعد دائر کرسکتے ہیں۔ واضح رہے کہ ورثاء کے علاوہ یہ رعایت یا حق کسی اور کو منتقل نہیں کیا جاسکتا۔

ذیلی دفعہ (۴) کے تحت اگر متوفی کا وارث وفات کی تاریخ سے کسی قانونی معذوری کا شکار ہو جائے تو ایسی صورت میں دفعات (۲) اور (۳) میں وضع کردہ قواعد کا اطلاق ہوگا۔

جہاں بہت سے مدعی مل کر دعویٰ دائر کریں:۔

قانون میعاد کی دفعہ ۷ کے تحت جہاں بہت سے افراد بطور مدعی دعویٰ دائر کرسکتے ہوں اور ان میں سے کچھ افراد معذور ہوں تو معذوری یا بیماری ختم ہونے کے بعد وہ دعویٰ دائر کرسکتے ہیں۔

استثنائی حالات:۔

واضح رہے کہ حق شفع کے اطلاق کے لیے دی گئی میعاد کے لیے مذکورہ قانون کی دفعہ ۴ اور ۷ کا اطلاق نہیں ہوگا یا اس میعاد کو متاثرہ شخص کی معذوری کے ختم ہونے کے بعد یا اس شخص کی موت کی صورت میں تین سال سے زیادہ عرصے تک توسیع شدہ تصور کیا جائے گا جس کے دوران درخواست یا مقدمہ دائر کرنا ضروری ہے۔

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کے تحت عوام سے متعلق پولیس کی ذمہ داریاں اور فرائض

پولیس کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کی جان و مال و آزادی کا تحفظ کرے اور جرائم کا سدباب کرے اور امن عامہ کو برقرار رکھے۔ مندرجہ ذیل معاملات میں پولیس کی ذمہ داریوں کی بابت تفصیل پولیس آرڈر ۲۰۰۲ میں بیان کی گئی ہے۔

عوام کی نسبت پولیس کا رویہ اور ذمہ داریاں:۔

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۳ کے ذیلی آرٹیکل (۱) کے تحت پولیس افسر کی یہ ذمہ داری ہے کہ۔

(الف) عوام الناس کے ساتھ شائستگی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

(ب) صلح و آشتی کو فروغ دے۔

(ج) عوام الناس خصوصاً گمشدہ، بے یارومددگار، غریب، معذور یا جسمانی لحاظ سے کمزور لوگوں اور بچوں کی رہنمائی اور مدد کرے۔

(د) ان تمام افراد کی جن کو جسمانی ضرر کا خطرہ لاحق ہو خصوصاً خواتین اور بچوں کی مدد کرے۔

پولیس کے فرائض:۔

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۴ کے ذیلی آرٹیکل (۱) کے تحت قانون کے تابع، ہر ایک پولیس افسر کا فرض ہوگا کہ۔

(الف) شہریوں کی زندگی، جائیداد اور آزادی کا تحفظ کرے۔

(ب) امن عامہ کو قائم رکھے اور فروغ دے۔

(ج) حراست میں لئے گئے شخص کے قانونی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

(د) جرائم کے ارتکاب اور امر باعث تکلیف عام کا انسداد کرے۔

(ذ) عمومی طور پر سرزد ہونے والے جرائم کے بارے میں خفیہ معلومات حاصل کرے اور ان کی اطلاع دے۔

(ر) شارع عام، سیر گاہوں اور دیگر مقامات اور عام عبادت گاہوں پر اور انکے قرب و جوار میں امن و امان قائم رکھے اور رکاوٹ کا سدباب کرے۔

(ز) عام سڑکوں اور گلیوں پر ٹریفک کو منضبط کرے اور کنٹرول کرے۔

(س) تمام لاوارث مال کو تحویل میں لے اور اس کی فہرست تیار کرے۔

(ش) مجرموں کا سراغ لگائے اوران کو قانون کے حوالے کرے۔

(ط) ان تمام اشخاص کو گرفتار کرے جن کو گرفتار کرنے کی معقول وجہ ہواور پولیس افسر قانونی طور پراس کا مجاز ہو۔

(ظ) اس بات کو یقینی بنائے کہ کسی شخص کی گرفتاری کے بارے اطلاع فوری طور پر اس کے متعلقہ اشخاص کو دی گئی ہے۔

(ع) قابل اعتماد اطلاع پر کسی عام جگہ، دکان یا جواخانہ میں جہاں شراب یا منشیات فروخت ہوتی ہوں یا اسلحہ غیر قانونی طور پر ذخیرہ کیا جاتا ہواور آوارہ اور غنڈہ عناصر کے موجود ہونے کی اطلاع پر وہاں بلا وارنٹ کے داخل ہو جائے اور معائنہ کرے۔

(غ) تمام قانونی احکام کو ماننے اور فوری طور پر ان کی تعمیل کرے۔

(ف) ایسے دیگر فرائض انجام دے اور اختیارات استعمال کرے جو اس آرڈر، مجموعہ ضابطہ فوجداری یا کسی دیگر رائج الوقت قانون کی رو سے عطا کیے گئے ہوں۔

(ک) تشدد، آتش زدگی یا قدرتی آفات کے ذریعے سرکاری جائیداد کی تباہی کو روکنے کے لیے دوسرے اداروں کے ساتھ تعاون کرے۔

(گ) کسی شخص یا منظم گروہوں کی طرف سے عوام الناس کے استحصال کو روکنے میں مدد کرے۔

(ف) پاگل اشخاص کو خود اپنے آپ کو یا دیگر عوام الناس یا ان کی املاک کو ضرر یا نقصان پہنچانے سے روکنے کے لیے تحویل میں لے۔

(ق) عام جگہوں پر خواتین اور بچوں کو تنگ کرنے کا سدباب کرے۔

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۴ کے ذیلی آرٹیکل (۲) کے تحت پولیس افسر ہر ممکن کوشش کرے گا کہ

(الف) پریشانی کے حالات میں لوگوں خصوصاً خواتین اور بچوں کو اعانت فراہم کرے۔

(ب) سڑکوں پر ہونے والے حادثات کے شکار لوگوں کو مدد فراہم کرے۔

(ج) حادثات کے شکار لوگوں یا ان کے ورثاء یا زیر کفالت افراد کی، جہاں ضروری ہو، ایسی معلومات اور دستاویزات کے ساتھ مدد کرے۔ جو ان کے معاوضہ کے دعووں میں سہولت بہم پہنچائے۔

(د) سڑکوں پر ہونے والے حادثات کے شکار لوگوں میں ان کے حقوق کے بارے میں آگاہی پیدا کرے۔

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۴ کے ذیلی آرٹیکل (۳) کے تحت یہ پولیس افسر کی ذمہ داری ہوگی کہ کسی مجاز عدالت کے سامنے ضروری معلومات پیش کرے اور اجرائی سمن، وارنٹ، تلاشی کے وارنٹ یا ایسے دیگر قانونی حکم نامہ کے لیے درخواست کرے جو قانون کی رو سے کسی ایسے شخص کے خلاف جاری کیا جا سکتا ہو جس کے بارے میں کسی جرم کا ارتکاب کرنے کا شبہ ہو۔

بلوچستان میں یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء

یتیم اور بے آسرا بچوں کی کفالت حکومتِ وقت کی ایک اہم ذمہ داری ہے چنانچہ اس اہم مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر بلوچستان حکومت نے ۱۹۷۶ء میں یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء نافذ کیا ہے۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

یتیم خانوں کی نگرانی اور ان کے بورڈ اور فنڈ کا قیام:۔

بلوچستان میں یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء کی دفعہ ۳ کی رو سے یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کے لیے بورڈ قائم کیا جائے گا۔ اسی طرح دفعہ ۱۱ کی رو سے یتیم خانوں کی نگرانی اور کنٹرول کے لیے علیحدہ فنڈ قائم کیا جائے گا جو کہ بلوچستان میں یتیم خانوں کا فنڈ کہلائے گا۔ فنڈ مندرجہ ذیل رقوم پر مشتمل ہوگا۔

(الف) حکومتی امداد

(ب) زکواۃ، فطرانہ کی مد سے اکھٹی کی گئی رقم

(ج) مذکورہ قانون کے تحت بطور فیس وصول کی گئی رقم

بغیر لائسنس کے یتیم خانوں کے قیام اور چلانے کی ممانعت:۔

دفعہ ۱۴ کے تحت بلا لائسنس کوئی یتیم خانہ نہیں چلایا جا سکتا اور نہ قائم کیا جا سکتا ہے تا ہم پہلے سے موجود ادارے مذکورہ قانون کے نفاذ کے ۳۰ دنوں کے اندر لائسنس حاصل کرنے کی صورت میں قائم رہ سکتے ہیں۔

مرد اور خواتین کے لیے علیحدہ علیحدہ یتیم خانوں کا قیام:۔

دفعہ ۱۵ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت مرد اور خواتین کے لیے علیحدہ علیحدہ یتیم خانے قائم کیئے جائیں گے۔ ذیلی دفعہ ۲ کے تحت ادارے کے اندراج کے لیے دی جانے والی درخواست سے متعلقہ شخص یا معاشرتی بہبود کی ایجنسی درخواست میں یہ واضح کرے گی کہ یہ یتیم خانہ مردوں کے لیے ہے یا خواتین کے لیے۔

لائسنس کا اجراء:۔

دفعہ ۱۶ کے تحت لائسنس کے لیے درخواست بمعہ ۵۰ روپے کی فیس کی وصولی کے بعد اگر گورننگ باڈی ضروری سمجھے تو انکوائری کر سکتی ہے کہ آیا یتیم خانہ کھولنے یا چلانے کی کوئی ضرورت بھی ہے یا نہیں جسکے بعد وہ وضع کردہ شرائط کے مطابق لائسنس جاری کر دے گی۔

لائسنس کی تجدید، معطلی اور منسوخی:۔

دفعہ ۱۷ کی رو سے لائسنس دو سال کے لیے درست تصور ہوگا۔ لائسنس کی تجدید کے لیے مقررہ مدت گزرنے کے ایک ہفتے کے اندر وضع کردہ فارم پر درخواست دی جائے گی۔ ایسی صورت میں اتھارٹی تجدید لائسنس کی درخواست پر مزید دو سال کے لیے بلا ادائیگی فیس اس لائسنس کی تجدید کر سکتی ہے۔ اگر لائسنس رکھنے والے شخص یا ادارے نے مذکورہ قانون یا شرائط کی خلاف ورزی کی ہو تو ایسی صورت میں اتھارٹی سماعت کا موقع دینے کے بعد لائسنس معطل یا منسوخ کر سکتی ہے۔

اپیل:۔

دفعہ ۱۸ کی رو سے دفعات ۱۶ اور ۱۷ کے تحت جاری کیئے جانے والے حکم نامے سے متاثرہ شخص ساٹھ دنوں کے اندر حکومت کے پاس اپیل دائر کرے گا اور حکومت کا حکم نامہ حتمی ہوگا۔

یتیموں کا طبی معائنہ:۔

دفعہ ۱۹ کے تحت یتیم خانے کی گورننگ باڈی یتیم خانے میں داخلے کے سات دنوں کے اندر اور سال میں کم از کم ایک دفعہ ہر نئے داخل ہونے والے بچے کا طبی معائنہ کرانے کی پابند ہوگی اور طبی معائنے کا رجسٹر مجوزہ طریقہ کار کے مطابق درست رکھے گی۔

بھیک مانگنے کی ممانعت:۔

دفعہ ۲۰ کے تحت یتیم خانے کی گورننگ باڈی کسی بھی یتیم کو یتیم خانے میں بھیک، ڈونیشن اور چندہ مانگنے کی غرض سے داخل ہونے کی اجازت نہیں دے گی اور نہ ہی انسانی وقار کے خلاف کوئی کام کرنے کی اجازت دے گی۔

سزائیں:۔

دفعہ ۲۱ کے تحت مذکورہ قانون کی کسی بھی دفعہ کی خلاف ورزی کی صورت میں قید بامشقت کی سزا دی جائے گی جو کہ کم از کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ تیس سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کی سزا بھی جو کہ دو ہزار روپے تک ہو سکتی ہے۔

قانون حق آسائش اسکی مختلف قسمیں اور انقطاع

قانون حق آسائش ۱۸۸۲ء کی دفعہ ۴ کے تحت حق آسائش سے مراد ایک ایسا حق ہوتا ہے جو ایک شخص کو بطور کسی زمین کے مالک یا قابض حاصل ہوتا ہے تاکہ اس زمین سے فائدہ حاصل کیا جاسکے اور اس سے متعلقہ کسی امر کو عمل میں لایا جائے جاری رکھا جائے یا روکا جائے یا کسی دوسرے کی زمین سے متعلقہ کسی امر کو وقوع پزیر ہونے سے روکا جائے۔

حق آسائش کی اقسام:۔

قانون حق آسائش ۱۸۸۲ء کی دفعہ ۵ کی رو سے حق آسائش کی حسب ذیل اقسام ہیں:۔

جاری رہنے والا حق آسائش:۔

جاری رہنے والا حق آسائش ایسا حق ہوتا ہے جس سے کسی شخص کے کسی عمل کے بغیر مستقل طور پر استفادہ حاصل کیا جاسکے مثلاً حق ہوا، روشنی وغیرہ۔

جاری نہ رہنے والا حق آسائش:۔

جاری نہ رہنے والا حق آسائش ایسا حق ہوتا ہے جس سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے کسی شخص کے عمل کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً راستے کا حق۔

ظاہری حق آسائش:۔

ظاہری حق آسائش سے مراد ایسا حق ہے جسکی موجودگی کسی مستقل نشان سے ظاہر ہوتی ہے اور آگاہی رکھنے والا بغور معائنہ کے بعد معلوم کرسکتا ہے جیسے کسی کی زمین سے خفیہ نالی کے ذریعے پانی لے جانے کا حق۔

غیر ظاہری حق آسائش:۔

غیر ظاہری حق آسائش وہ حق ہوتا ہے جو کہ بہ ظاہر دکھائی نہ دے جیسے کسی کو اپنی زمین پر تعمیرات سے روکنے کا حق۔

مشروط یا محدود مدت کے لیے حق آسائش:۔

دفعہ ۶ کے تحت حق آسائش یا تو مستقل ہوسکتا ہے یا کچھ سالوں کے لیے یا کسی محدود مدت کے لیے یا مخصوص اوقات کے دوران معطلی کے ساتھ یا اس کا استعمال کسی مخصوص جگہ یا وقت یا مخصوص گھنٹوں کے دوران یا کسی خاص مقصد کے لیے ہوگا یا کسی ایسی شرط پر جو کسی واقعہ کے رونما ہونے یا عمل میں آنے یا نہ آنے پر شروع ہوگا یا باطل ہو جائے گا۔

حق آسائش کا انقطاع:۔

اس قانون کے تحت ایک حق آسائش اس وقت اختتام پذیر ہو جاتا ہے جب مواخذہ دار مالک اس ضمن میں اختیارات رکھتے ہوئے حق آسائش کو منسوخ کر دیتا ہے یا جب اسے ایک محدود مدت کے لیے وجود میں لایا گیا ہو یا ایسی شرط کے تحت حاصل کیا گیا ہو کہ کسی مخصوص عمل کے ہونے یا نہ ہونے سے یہ باطل ہو جائے گا تو اس مدت کے پورے ہونے اور شرط کی تکمیل پر یہ حق ختم ہو جائیگا۔اسی طرح ایک ضرورت پر مبنی حق آسائش اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب ضرورت پوری ہو جائے یا جب یہ کسی وقت بھی اور کسی بھی حالات کے تحت مالک کے استفادہ کے قابل نہ رہے۔اس طرح اگر حق آسائش سے مسلسل بیس سال تک استفادہ نہ کیا جائے تو عدم استعمال کی بناء پر حق آسائش ختم ہو جاتا ہے اور اگر حق آسائش سے متعلق کوئی حقوق وابستہ ہوں تو حق آسائش کے ختم ہونے کے ساتھ ہی متعلقہ حقوق بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

منی لانڈرنگ (کالے دھن کو سفید کرنے) کے تدارک کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ء

دور جدید میں کسی ملک کی ترقی میں معاشی استحکام کی اہمیت مسلمہ ہے۔ ملک کے معاشی استحکام کی بنیاد استحقاق زر اور رسد زر ہے۔ حکومت اس امر کی ذمہ دار ہے کہ وہ زر کی رسد پر قابو رکھے اور اس کو باقاعدہ بنائے۔ موجودہ دور میں جہاں معاشی منڈی میں جائز یا قانونی طور پر کمایا گیا زر گردش کر رہا ہے وہاں پیشہ ور مجرموں نے اپنی ناجائز کمائی کو مختلف طریقوں سے معاشی منڈیوں میں داخل کر کے اس کو جائز رنگ دینا شروع کر دیا ہے۔ کالے دھن کو سفید کرنے کا یہ عمل منی لانڈرنگ (Money Laundering) کہلاتا ہے۔ بین الاقوامی معاشی منڈیوں میں یہ اصطلاح جرم کی کمائی کو کسی جائز اور منافع بخش کاروبار کیلئے استعمال کئے جانے کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔ اس جرم میں ملوث افراد خاص طور پر منشیات کا کاروبار کرنے والے یا دہشت گرد وغیرہ اپنی ناجائز کمائی کو موجود سرمایہ کاری نظام میں داخل کر کے اسے کسی جائز اور قانونی مصرف کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ کالے دھن کو سفید کرنے کے عمل کے تین مختلف مراحل ہوتے ہیں۔

(i) ادخال یعنی جب مجرم اپنی ناجائز کمائی کو معاشی منڈی میں داخل کرتا ہے۔

(ii) تہہ لگانا یا ملمع کرنا یہ وہ درجہ ہے جب مجرم اپنی ناجائز کمائی سے کسی جائز کاروبار میں سرمایہ کاری کرتا ہے مثلاً منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد خریدنا۔

(iii) انضمام آخری مرحلہ ہے جس میں مذکورہ کالے دھن کو سفید کر کے معاشی منڈی میں شامل کر دیا جاتا ہے اور وہ جائز سرمایہ کہلاتا ہے۔ منی لانڈرنگ کے اس عمل سے نہ صرف ملکی معیشت متاثر ہوتی ہے اور معاشرے میں معاشی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے بلکہ مجرموں کو رقم کی غیر قانونی ترسیل آسان ہو جاتی ہے اور انکی ناجائز آمدنی قانون کی پکڑ میں آنے سے بچ جاتی ہے۔

منی لانڈرنگ کے بڑھتے ہوئے رجحان اور دہشت گردی، تخریب کاری اور منشیات کی غیر قانونی تجارت کے جرائم کی روک تھام کیلئے بین الاقوامی سطح پر قانون سازی کی گئی ہے۔ پاکستان میں منی لانڈرنگ (کالے دھن کو سفید کرنے) کے تدارک کا قانون مجریہ 2010ء رائج کیا گیا ہے جو کہ کالے دھن کو سفید کرنے کے جرم کو قابل سزا قرار دیتا ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ (3) کے مطابق ہر وہ شخص منی لانڈرنگ کے جرم کا مرتکب ٹھہرایا جائے گا جو

(ا) یہ جانتے ہوئے کہ کوئی جائیداد جرم کی کمائی سے حاصل کردہ ہے اس جائیداد کو حاصل کرے تبدیل کرے قابض ہو یا منتقل کرے۔

(ب) یہ جانتے ہوئے کہ جائیداد ناجائز ذرائع سے کمائی گئی دولت سے حاصل کی گئی ہے اس جائیداد کے ماخذ، اصل ہیت، محل وقوع اور ملکیت کو مخفی رکھے۔

(ج) کسی دوسرے کی ایسی جائیداد جس کے بارے میں پتہ ہو کہ یہ جرم سے حاصل کردہ کمائی سے بنائی گئی ہے کو اسکے لئے اپنے پاس رکھے۔

(د) مندرجہ بالا شقات میں درج اعمال میں سے کسی عمل میں شامل ہونا، کسی کا ساتھ دینا، جرم کی سازش یا کوشش کرنا، مدد کرنا یا مددگار رہنا بھی منی لانڈرنگ کے زمرے میں آتا ہے۔

منی لانڈرنگ کی سزا:۔

منی لانڈرنگ کا جرم مذکورہ قانون کے تحت قابل سزا جرم ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ (4) کے تحت جو شخص منی لانڈرنگ کے جرم کا ارتکاب کرے گا اسے قید با مشقت کی سزا دی جائے گی جو ایک سال سے کم نہیں ہوگی اور جس میں دس سال تک اضافہ کیا جا سکتا ہے اور وہ دس لاکھ روپیہ جرمانہ بھی ادا کرے گا اور اسکی وہ جائیداد جو کہ اس نے اپنی ناجائز کمائی کو جائز بنانے کے لئے خریدی ہو بھی ضبط کر لی جائے گی۔ تاہم اگر منی لانڈرنگ کے جرم میں کوئی کمپنی ملوث پائی گئی تو جرمانے کی رقم پچاس لاکھ روپے تک بڑھائی جاسکتی ہے اور کمپنی کے تمام ڈائریکٹر، افسران اور کارکنان اس دفعہ کے تحت سزا کے مستحق ہونگے۔

منی لانڈرنگ کے تدارک کے لیے ادارہ برائے مالیاتی نگرانی کا قیام:۔

وفاقی حکومت نے پاکستان میں منی لانڈرنگ کے تدارک اور اسکے اسباب پر قابو پانے کے لئے ادارہ برائے مالیاتی نگرانی تشکیل دیا ہے۔ یہ ادارہ ایک خود مختار ادارہ ہے جس کے سربراہ کو وفاقی حکومت بنک دولت پاکستان کی مشاورت سے منتخب کرتی ہے۔ ادارے کے سربراہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مالیاتی ماہر بھی ہو۔ ادارے کی ذمہ داریوں کو منی لانڈرنگ (کالے دھن کو سفید کرنے) کے تدارک کے قانون مجریہ 2010ء کی دفعہ (6) میں بیان کیا گیا ہے۔ جن کی رو سے یہ ادارہ تمام مالیاتی اداروں، غیر مالیاتی کاروبار اور پیشوں سے مشکوک لین دین اور رقوم کے لین دین کی تفصیلات جمع کر کے ان کا تجزیہ کرے گا۔ مطلوبہ معلومات کے حصول کے لئے ادارہ کسی بھی ایجنسی یا شخص سے ریکارڈ طلب کر سکتا ہے اور اگر ادارہ سمجھے کہ مشکوک لین دین منی لانڈرنگ کے زمرے میں آتا ہے تو وہ مزید تفتیش کے لئے اس معاملہ کو کسی متعلقہ تفتیشی ادارے کے حوالہ کر سکتا ہے۔ دہشت گردی، تخریب کاری اور منشیات کی غیر قانونی نقل و حمل کی روک تھام کے لئے مذکورہ ادارہ بین الاقوامی سطح پر موجود دوسرے ممالک کے مالیاتی خبر رساں اداروں سے معلومات کا تبادلہ بھی کر سکتا ہے۔ اس ادارے کو اختیار ہے کہ وہ منی لانڈرنگ کی روک تھام کے لئے اصول وضع کرے اور منی لانڈرنگ کے جرم اور مشکوک لین دین کے اعداد و شمار کی سالانہ رپورٹ تیار کرے۔

غیر قانونی کمائی سے بنائی گئی جائیداد کی قرقی:۔

منی لانڈرنگ کے تدارک کے قانون مجریہ 2010ء کی دفعہ (8) کے تحت تفتیشی افسر کو اختیار ہے کہ وہ تفتیشی اداروں کی رپورٹ پر متعلقہ عدالت سے پیشگی اجازت سے تحریری حکم کے ذریعے کسی بھی ایسی جائیداد کو قرق کر سکتا ہے جس کے بارے میں کامل یقین ہو کہ وہ غیر قانونی اور مجرمانہ کمائی سے خریدی گئی ہے۔قرقی کا دورانیہ 90 دن سے زیادہ نہ ہوگا۔مذکورہ تفتیشی افسر پر لازم ہے کہ وہ جائیداد کی قرقی کے احکامات قرقی کے 48 گھنٹوں کے اندر تفتیشی ادارہ کے سربراہ کو سربمہر لفافے میں روانہ کرے۔جائیداد کی قرقی کا ہر حکم 90 دن کا دورانیہ گزرنے کے بعد یا یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ جائیداد کی خریداری منی لانڈرنگ کے لئے نہیں کی گئی غیر موثر ہو جائے گا۔تفتیشی افسر قرقی کے حکم کے سات یوم کے اندر متعلقہ شخص کو جس کی جائیداد قرق کی گئی ہے نوٹس جاری کرے گا جس میں متعلقہ شخص کو ہدایت جاری کی جائے گی کہ وہ 30 دن کے اندر جواب داخل کر کے عدالت کو اپنے ذریعہ آمدن، اثاثہ جات اور ان وسائل کے بارے میں بتائے جس سے اس نے قرق/ضبط شدہ جائیداد کے مالکانہ حقوق حاصل کئے اور متعلقہ دستاویزات اور دیگر معلومات پیش کرے اور وجہ بتائے کہ کیوں نہ اس کی جائیداد کو منی لانڈرنگ میں ملوث قرار دیا جائے اور جائیداد کو بحق سرکار ضبط کر لیا جائے۔اظہار وجوہ کا یہ نوٹس ہر اس شخص کو جاری کیا جائے گا جو قرق شدہ جائیداد پر استحقاق رکھتا ہو،مشترکہ مالک، کھاتہ دار یا مختار کار ہو۔

نامزد شخص جس کو مذکورہ نوٹس جاری کیا گیا ہو اس نوٹس کا جواب داخل کرے گا اور تفتیشی افسر مذکورہ نوٹس کے جواب کو مدنظر رکھتے ہوئے متاثرہ فریق کو سننے کے بعد اور تمام متعلقہ معلومات کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کرے گا کہ آیا جائیداد متدعویہ منی لانڈرنگ کے ذریعے تو حاصل نہیں کی گئی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس شخص کو نوٹس جاری کیا گیا ہے اس کے علاوہ کوئی اور شخص اگر جائیداد متدعویہ میں اپنا استحقاق ظاہر کرے تو تفتیشی افسر پر لازم ہے کہ وہ اسکا موقف بھی سن کر اپنا فیصلہ دے۔

جب تفتیشی افسر دوران تفتیش اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جائیداد متدعویہ کالے دھن کو سفید کرنے کی غرض سے یا منی لانڈرنگ کے ذریعے حاصل کی گئی ہے تو وہ متعلقہ عدالت سے قرقی کے حکم کی توثیق کرواتا ہے اور جائیداد کا تمام ریکارڈ قبضے میں لیتا ہے۔قرقی کے ابتدائی حکم کی توثیق کے بعد تفتیشی افسر جائیداد کا قبضہ بھی حاصل کرتا ہے۔عدالت اگر محسوس کرے کہ قرق شدہ جائیداد بوسیدہ یا خراب ہونے والی ہے اور اس کو قبضے میں رکھنے کے اخراجات اس کی اصل قیمت سے زیادہ ہیں تو عدالت، تفتیشی افسر کی درخواست پر مذکورہ جائیداد کو فوری فروخت کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔

مقدمہ کے فیصلے پر اگر ملزم باعزت بری ہو جائے اور اس پر منی لانڈرنگ کا جرم ثابت نہ ہو تو جائیداد کی قرقی کا حکم غیر موثر ہو جائیگا اور اگر قرقی کے دوران جائیداد سے کوئی منافع حاصل ہوا ہوگا تو وہ بھی متعلقہ شخص/مالک جائیداد کے حوالے کیا جائیگا لیکن اگر مقدمہ میں منی لانڈرنگ کا جرم ثابت ہو جائے تو عدالت مذکورہ جائیداد کو بحق سرکار ضبط کر لے گی۔

مشکوک سامان کی تلاشی:۔

منی لانڈرنگ کے تدارک کے قانون مجریہ 2010ء کی دفعہ (15) کی رو سے تفتیشی افسر کو معقول وجوہات کی بناء پر جنہیں وہ ضبط تحریر میں لائے گا اگر کسی شخص یا کسی شخص کے پاس موجود مشکوک سامان جس کے بارے میں یہ شک ہو کہ وہ شخص منی لانڈرنگ میں ملوث ہے یا وہ مشکوک سامان اور جائیداد جرم کی بناء پر حاصل کی گئی ہے تو وہ اس شخص کی تلاشی لے سکتا ہے اور اس جائیداد کو ضبط کر سکتا ہے۔ تاہم تلاشی کے لئے عدالت کی پیشگی اجازت ضروری ہے۔ تفتیشی افسر پر لازم ہے کہ وہ تلاشی کی رپورٹ 48 گھنٹوں کے اندر تفتیشی ادارے کے سربراہ کو ارسال کرے۔ ناگزیر حالات میں اگر تفتیشی افسر محسوس کرے تو وہ مشکوک شخص کو گرفتار بھی کر سکتا ہے لیکن گرفتار شدہ ملزم کو 24 گھنٹوں کے اندر جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔ اگر ملزم کوئی خاتون ہو تو اسکی تلاشی خاتون افسر ہی لے سکتی ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ 16 تفتیشی افسر کو اختیار دیتی ہے کہ وہ اس شخص کو جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ منی لانڈرنگ میں ملوث ہے جوڈیشل مجسٹریٹ سے وارنٹ حاصل کر کے اسے گرفتار کر لے۔ منی لانڈرنگ کے تدارک کے قانون مجریہ 2010ء کی دفعہ 20، سیشن عدالت کو اپنی علاقائی حدود میں منی لانڈرنگ کے جرم پر مقدمہ چلانے کا اختیار دیتی ہے۔ منی لانڈرنگ کے تدارک کے قانون کی دفعہ 21 کے تحت منی لانڈرنگ کا جرم قابل ضمانت نہیں ہے یعنی ملزم جس کو اس قانون کے تحت تین سال سے زیادہ کی سزا ہوگی اسے ضمانت پر رہا نہیں کیا جا سکتا۔

چونکہ منی لانڈرنگ کا جرم بین الاقوامی سطح پر توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اور کم و بیش ہر ملک اس کے تدارک کے لئے قانون سازی کر رہا ہے لہذا منی لانڈرنگ کے تدارک کے قانون مجریہ 2010ء کی دفعہ (26) وفاقی حکومت کو اختیار دیتی ہے کہ وہ منی لانڈرنگ کے تدارک کے لئے مختلف ممالک سے معاہدات کرے اور اس جرم کے متعلق معلومات کا تبادلہ کرے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ (32) کے تحت اگر کوئی تفتیشی افسر اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی برتتے ہوئے کسی عمارت یا جگہ کی تلاشی بغیر عدالت کی پیشگی اجازت لے گا تو اسکا یہ عمل بھی قابل سزا ہے اور اس کو دو سال یا اس سے زیادہ کی قید یا پچاس ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح مذکورہ قانون کی دفعہ (33) جان بوجھ کر مشکوک لین دین کی رپورٹ شائع نہ کرنے اور غلط معلومات فراہم کرنے کو بھی قابل سزا قرار دیتی ہے۔ مذکورہ جرم کی سزا تین سال تک سزائے قید یا ایک لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہیں۔

اپیل کے فیصلے میں تاخیر کی صورت میں سزایاب مجرم کو حاصل مراعات

مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۲۶ سزایاب مجرم کی طرف سے عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کرنے کی صورت میں اپیل کے التواء کے دوران اس کی سزا کی معطلی اور جیل بندی کی صورت میں اسے بعض شرائط کے تابع ضمانت پر رہا کرنے سے متعلق ہے۔ ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے مجرم کی طرف سے اپیل زیر التواء رہنے کے دوران عدالت اپیل اس کی وجوہات قلم بند کرتے ہوئے حکم دے سکتی ہے کہ اس سزایا حکم پر جس کے خلاف اپیل ہوئی ہے عمل درآمد کو معطل رکھا جائے اور اگر وہ قید میں ہو تو اسے ضمانت پر یا ذاتی مچلکے پر رہا کیا جائے۔ اسی طرح ذیلی دفعہ (الف) کی رو سے سوائے اس صورت کے کہ عدالت اپیل کی نظر میں اپیل کا فیصلہ ہونے میں تاخیر اس سزایاب شخص یا اس کی نمائندگی کرنے والے کسی اور شخص کے کسی اقدام یا کوتاہی کی وجہ سے ہوئی ہو عدالت حسبِ ذیل صورتوں میں سزایاب شخص کو ضمانت پر رہا کرے گی۔

(الف) جہاں سزا تین سال سے زیادہ نہ ہو اور اپیل کا فیصلہ اس کی سزایابی کے چھ ماہ کے اندر نہ کیا گیا ہو۔

(ب) جہاں سزا تین سال سے زیادہ لیکن سات سال سے کم ہو اور جس کی اپیل کا فیصلہ سزا کے بعد ایک سال کے عرصے میں نہ ہو سکا ہو۔

(ج) جہاں سزا عمر قید یا سات سال سے زائد ہو اور جس کی اپیل کا فیصلہ دو سال کے اندر نہ کیا گیا ہو۔

مگر واضح رہے کہ مذکورہ بالا دفعات کے احکام کا اطلاق پہلے سے سزائے موت یا عمر قید کی سزا پانے والے مجرم یا ایسے شخص پر نہیں ہوگا جس کے بارے میں عدالت اپیل کی یہ رائے ہو کہ یہ خطرناک مجرم ہے یا دہشت گردی کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی سزا سزائے موت یا عمر قید ہے۔

ذیلی دفعہ (۲ الف) کی رو سے دفعہ ۳۸۲۔الف کے احکام سے مشروط اگر کسی شخص کو سوائے اس شخص کے جو جرم نا قابل ضمانت کے الزام میں ماخوذ ہو، عدالت کی طرف سے قید کی سزا سنائی گئی ہو اور مجرم عدالت میں اپیل دائر کرنا چاہتا ہو اور اس سلسلے میں وہ عدالت کو مطمئن کر دے کہ وہ اپیل دائر کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں عدالت سزایاب شخص کو ضمانت پر اتنے عرصہ کے لئے جو کہ اپیل دائر کرنے کے لئے کافی ہو رہا کرنے کا حکم جاری کر سکتی ہے تا کہ وہ ذیلی دفعہ (۱) کے تحت اپیل دائر کر سکے اور عدالت اپیل کا حکم حاصل کر سکے۔ اس دوران جس وقت تک وہ ضمانت پر رہا رہے گا سزائے قید معطل تصور کی جائے گی۔

ذیلی دفعہ (۲ ب) کے تحت جہاں ہائی کورٹ مطمئن ہو کہ سزایاب شخص کو کسی خاص سہولت کے تحت عدالت عظمیٰ میں سزا کے خلاف اپیل کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو ایسی صورت میں عدالت اگر مناسب سمجھے تو حکم دے سکتی ہے کہ اپیل کے التواء کے دوران اس سزایا حکم کو جس کے خلاف اپیل ہوئی ہے کو معطل کیا جائے اور سزایاب شخص کے جیل میں قید ہونے کی صورت میں اسے ضمانت پر رہا کیا جائے۔

ذیلی دفعہ (۳) کے تحت اگر درخواست دہندہ کو عدالت کی طرف سے سزائے قید یا عمر قید کی سزا دی گئی ہو تو ایسی صورت میں وہ عرصہ جس میں وہ رہا کیا گیا تھا سزا میں سے منہا کر دیا جائے گا لیکن وہ عرصہ شمار کیا جائے گا جس میں وہ قید رہا ہوگا۔

آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ کا قانون

اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مختلف عمارتوں میں موثر اقدامات کے نہ ہونے کے باعث آگ لگنے کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایسے قواعد وضوابط کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کی جارہی تھی جن پر عمل پیرا ہونے سے اس طرح کا کوئی حادثہ پیش آجانے کی صورت میں زیادہ جانی و مالی نقصان سے بچا جا سکے۔ چنانچہ دارالحکومت ترقیاتی اتھارٹی آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۰ کی دفعہ ۵۱ کے تحت حاصل اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ کا ضابطہ (Fire Prevention and Life Safety Regulation 2010) وضع کیا گیا ہے جو دارالحکومت کے پورے علاقے میں نافذ العمل ہے جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

اس ضابطے کی رو سے عمارت سے مراد ڈھانچہ یا ایسا احاطہ ہے جو کہ زمین کے ساتھ مستقل طور پر جڑا ہوا ہو اور احاطہ سے مراد ایسی زمین یا کوئی ایسی عمارت یا اس کا کوئی حصہ ہے جو کہ دھماکہ خیز اور آگ لگنے کے خطرناک مواد کو ذخیرہ کرنے کے لئے استعمال کی جائے۔

عمارتوں اور احاطہ جات کا معائنہ:۔

آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ کے ضابطہ ۲۰۱۰ کے آرٹیکل ۳ کے ذیل (۱) کے تحت اس بارے میں نامزد کردہ اتھارٹی عمارت کے متصرف کو اور اس کی غیر موجودگی میں مالک کو اس کے دستیاب پتے پر تین گھنٹے کا نوٹس بھجوائے گی تاہم صورت حال نازک ہونے کی صورت میں اگر اتھارٹی ضروری سمجھے تو وہ کسی بھی وقت بغیر نوٹس دیئے عمارت یا احاطے میں داخل ہو کر اس کا معائنہ کرے گی تا کہ احاطے کے بارے میں اقدامات کے کافی ہونے یا آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ کے اقدامات کے کافی یا ناکافی ہونے کا جائزہ لے سکے۔ مگر واضح رہے کہ جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے اگر اتھارٹی ضروری سمجھے تو وہ کسی بھی وقت نوٹس دیئے بغیر عمارت یا احاطہ میں داخل ہو کر جائزہ لے سکتی ہے۔

ذیلی دفعہ (۲) کے تحت عمارت یا احاطہ کے مالک یا متصرف عمارت کے جائزہ کے لئے اتھارٹی کو ہر ممکن مدد فراہم کریں گے۔ اسی طرح ذیلی دفعہ (۳) کے تحت اگر عمارت یا احاطہ رہائش کی جگہ ہو تو ایسی صورت میں رہائشیوں کے سماجی اور مذہبی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے جائزہ لے گی اور اگر عمارت یا احاطہ کی متصرف خاتون ہو جو کہ پردہ نشین ہو تو ایسی صورت میں اسے زبانی نوٹس دیا جائے گا کہ وہ وہاں سے نکل جائے جس کے لئے اسے ہر ممکن سہولت مہیا کی جائے گی۔

آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ کے لئے اقدامات:۔

آرٹیکل ۴ کے ذیل (۱) کے تحت نامزد کردہ اتھارٹی آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ کے معیارات کی خلاف ورزی اور ضروری اقدامات کے ناکافی ہونے اور عمارت یا احاطہ کی بلندی یا انکے اندر سرگرمیوں کے حوالے سے جائزہ لینے کے بعد اپنی رپورٹ بنائے گی اور مالک یا متصرف کو نوٹس دے گی کہ وہ عمارت یا احاطہ سے متعلق نوٹس میں دی ہوئی ہدایات پر عمل کرے۔

ذیل (۲) کے تحت اتھارٹی جائزے کی ہر رپورٹ ڈائریکٹر ایمرجنسی اور ناگہانی آفات کی انتظامیہ کو دے گی۔

ذیل (۳) کے تحت کسی بھی نئی عمارت کی تعمیر کی صورت میں عمارت کی تعمیر کے پلان کی منظوری کے وقت اس میں آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ کے اقدامات کی موجودگی کی منظوری سی ڈی اے کے ناگہانی آفات کے انتظام سے متعلق ڈائریکٹوریٹ سے لے گی۔ تعمیر کے مکمل ہونے پر اتھارٹی عمارت کی تکمیل کے سرٹیفکیٹ کا اجراء بھی کرے گی۔

عمارت یا احاطہ کو بند کرنے کے اختیارات:۔

آرٹیکل ۵ کے ذیل (۱) کے تحت جہاں پہ اتھارٹی کی طرف سے ملنے والی جائزہ رپورٹ سے ڈائریکٹر برائے انتظام ناگہانی آفات پر یہ ظاہر ہو جائے کہ کسی عمارت یا احاطہ کی حالت دارالحکومت ترقیاتی اتھارٹی کی طرف سے وضع کردہ آگ کی روک تھام اور زندگی کے تحفظ کے معیارات ۲۰۱۰ کے مطابق خطرناک ہے تو ایسی صورت میں وہ آرٹیکل ۴ کے تحت اٹھائے گئے اقدامات سے تعصب برتے بغیر اس عمارت یا احاطہ میں رہنے والے لوگوں کو حکم دیں گے کہ وہ اپنے آپ کو وہاں سے نکال لیں۔

ذیل (۲) کے تحت ڈائریکٹر ایمرجنسی یا ناگہانی آفات کی انتظامیہ کی طرف سے جاری کئے جانے والے حکم نامہ پر عمل درآمد نہ ہونے کی صورت میں وہ متعلقہ علاقہ کے کسی پولیس افسر کو حکم دے سکتے ہیں کہ وہ خطرناک عمارت سے لوگوں کو نکالیں اور پولیس افسر انسانی زندگیوں کو بچانے کے لئے حکم نامہ پر عمل درآمد کرے گا۔

ذیل (۳) کے تحت عمارت سے افراد کو نکالنے کے بعد ڈائریکٹر ایمرجنسی یا ناگہانی آفات کی انتظامیہ مجسٹریٹ کی موجودگی میں عمارت کو بند کرا دیں گے۔

ذیل (۴) کے تحت کوئی بھی شخص عمارت کو ڈائریکٹر ایمرجنسی یا ناگہانی آفات کی انتظامیہ کے حکم نامہ کے بغیر کھول نہیں سکتا۔

ذیل (۵) کے تحت اس ضابطہ کے جاری ہونے سے پہلے تعمیر کی جانے والی عمارتوں کے مالک پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ تمام اقدامات / مطلوبہ آلات چھ ماہ کے اندر عمارت میں نصب کریں جو کہ سی ڈی اے کی طرف سے جاری کردہ آگ سے بچاؤ اور زندگی کے تحفظ ۲۰۱۰ کے معیارات کے مطابق ہوں۔

مگر واضح رہے کہ مالکان یا متصرف کو عمارتوں سے متعلق اس ریگولیشن کے نفاذ کے بعد کوئی علیحدہ سے نوٹس جاری نہیں کیا جائے گا۔

ضوابط پر عمل درآمد نہ ہونے کی صورت میں ڈائریکٹر ایمرجنسی اور ناگہانی آفات کی انتظامیہ کے اختیارات:۔

آرٹیکل ۶ کے ذیل (۱) کے تحت ڈائریکٹر ایمرجنسی اور ناگہانی آفات کی انتظامیہ آرٹیکل ۴ کی رو سے جاری کردہ نوٹس کی عدم تعمیل کی صورت میں عمل درآمد کے لئے ضروری اقدامات اٹھائیں گے۔

آرٹیکل ۲ کے تحت ذیل (۱) کی رو سے اٹھائے گئے اقدامات پر اٹھنے والے اخراجات مالک یا متصرف ادا کریں گے اور دس دنوں کے اندر ادا نہ کرنے کی صورت میں بقایا جات مالیہ کے طور پر وصول کئے جائیں گے۔

اپیل:۔

آرٹیکل ۷ کے تحت اتھارٹی، ڈائریکٹر ایمرجنسی یا ناگہانی آفات کی انتظامیہ کے کسی حکم نامہ سے متاثرہ شخص تیس دنوں کے اندر ایڈمنسٹریٹر کے پاس اپیل دائر کرے گا۔

سزائیں:۔

جو کوئی بھی اس ضابطے کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے گا اسے آرٹیکل ۶ کے تحت کی گئی کاروائی کے علاوہ جرمانے کی سزا دی جائے گی جو کہ پانچ لاکھ تک بڑھائی جا سکتی ہے اور جرم کے جاری رہنے کی صورت میں تین ہزار یومیہ جرمانہ کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ء

حکومت پاکستان نے ۲۰۱۰ء میں انسانی اعضاء کی حرمت کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانی اعضاء اور ریشوں کی پیوندکاری کا قانون مجریہ ۲۰۱۰ (Transplantation of Human Organs and tissues Act, 2010) نافذ کیا ہے۔ مذکورہ قانون کے نفاذ کا مقصد انسانی اعضاء کی غیر قانونی یا بلا اجازت منتقلی کو روکنا ہے۔ چونکہ پاکستان میں گردوں کا غیر قانونی کاروبار ایک منافع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ یہ شکایت بھی عام تھی کہ بعض دیگر اعضاء بھی انسان کی مرضی کے بغیر نکال لئے جاتے ہیں چنانچہ اس رائج غیر قانونی عمل کو روکنے کے لئے ۲۰۱۰ میں مذکورہ قانون نافذ کیا گیا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

اعضاء یا ریشوں کا زندہ انسان کی طرف سے عطیہ:۔

انسانی اعضاء اور ریشوں کی پیوندکاری کے قانون مجریہ ۲۰۱۰ کی دفعہ ۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت مذکورہ قانون کے علاوہ کسی دوسرے نافذ العمل قانون کے تحت ایسا شخص جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم نہ ہو اپنی زندگی میں اپنی رضامندی کے ساتھ جسم کا کوئی عضو یا ریشہ کسی دوسرے ایسے فرد کو جس کے ساتھ جنیاتی، قانونی یا خونی رشتہ ہو کو علاج کے مقصد کے لیے بطور عطیہ دے سکتا ہے۔ دوبارہ بننے والے ریشوں کی صورت میں ان کے خلیے دینے کے لئے عمر کی کوئی پابندی نہیں۔ واضح رہے کہ مذکورہ دفعہ کے مقصد کے لئے قریبی خونی رشتہ دار سے مراد والدین، بیٹا، بیٹی، بہن، بھائی اور بیوی ہیں۔ تاہم شرط یہ ہے کہ اعضاء کی منتقلی دھمکی یا جبر کے تحت نہ ہو بلکہ اپنی مرضی اور خوشی سے ہو۔

ذیلی دفعہ ۲ کے تحت اگر ذیلی دفعہ (۱) میں مذکور عطیہ کے مستحق افراد میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں تشخیص کرنے والی کمیٹی غیر خونی رشتہ دار کو بھی اپنی مرضی سے اعضاء عطیہ کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔

انسانی اعضاء یا ریشوں کا موت کے بعد عطیہ:۔

دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت اٹھارہ سال سے کم کوئی بھی فرد موت سے پہلے اپنے کوئی بھی اعضاء یا ریشہ تحریری طور پر جس پر تشخیص کنندہ کمیٹی اپنے دستخط اور تصدیق ثبت کریگی پیوندکاری کی غرض سے عطیہ کر سکتا ہے اور اس مقصد کے لئے کسی بھی ایسے طبی ادارے یا ہسپتال کو جو مانیٹرنگ اتھارٹی کا منظور کردہ اختیارات تفویض کر سکتا ہے۔ ہسپتال میں زیر علاج ایسے لاوارث مریضوں کی صورت میں جنکا دماغ مر چکا ہو انکے اعضاء کی پیوندکاری کا معاملہ ان کے رشتہ داروں کی ۲۴ گھنٹے کے اندر بھرپور تلاش کے بعد تشخیص کنندہ کمیٹی کے سامنے رکھا جائے گا۔

ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے ذیلی دفعہ (۱) میں مذکور عطیہ کنندہ کی وفات کی صورت میں اس کا کوئی بھی قریبی رشتہ دار تشخیص کرنے والی کمیٹی کو مرحوم کے متعلق آگاہ کرے گا تاکہ اس کی طرف سے تفویض شدہ اختیار کے مطابق اس

کے اعضاء یا ریشہ کی منتقلی عمل میں لائی جاسکے۔

ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے اس دفعہ کے تحت اعضاء عطیہ کرنے کے حوالے سے مقررہ طریقہ کار کے مطابق عمل کیا جائے گا اور عطیہ کو عطیہ کنندہ کی زندگی میں دو گواہوں کی موجودگی میں کسی بھی وقت واپس کیا جاسکتا ہے۔

سرجن اور طبیب کی ٹیم کی طرف سے انسانی اعضاء یا ریشوں کی منتقلی:۔

دفعہ ٦ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت انسانی اعضاء اور ریشوں کی منتقلی یا انسانی اعضاء کے کسی حصے کو پیوندکاری کے مقصد کے لئے نکالنے کا کام صرف پیشہ ور طبیب یا سرجن ہی کر سکتے ہیں جو مردہ انسانی جسم کے کسی اعضاء کو نکالنے سے پہلے جائزہ کمیٹی سے تحریری سرٹیفکیٹ حاصل کریں گے کہ موت واقع ہو چکی ہے۔

ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے ذیلی دفعہ (۱) کے مقصد کے لئے اس وقت صرف ایسا شخص طبی اور قانونی لحاظ سے مردہ تصور کیا جائے گا جب رائج طبی پریکٹس کے معیارات کی بنیاد پر جائزہ کمیٹی کی رائے کے مطابق اس کی حالت یہ ہو کہ

(الف) اس کے سانس لینے کے قدرتی عمل اور دل نے کام کرنا چھوڑ دیا ہو اور کوشش کے باوجود ان کو بحال نہ کیا جاسکے۔

(ب) اس کے دماغ نے اپنا کام چھوڑ دیا ہو اور اس عمل کو بحال کرنے کے لئے کسی کوشش کا کامیاب ہونا ممکن نہ ہوا ہو۔

ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے مذکورہ قانون کے نفاذ کے بعد وفاقی حکومت نگران اتھارٹی کی سفارشات پر سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ان طبی اداروں اور ہسپتالوں کی فہرست شائع کرے گی جو کہ انسانی اعضاء اور ریشوں کی پیوندکاری کے آپریشن کیلئے منظور شدہ ہوں۔ وفاقی حکومت وقتاً فوقتاً اس فہرست پر نظر ثانی کر سکتی ہے۔

عطیہ کنندہ اور وصول کنندہ پر اثرات:۔

دفعہ ۷ کی ذیلی دفعہ (۱) کی رو سے دفعہ ۳ (۱) میں مذکور مقاصد کے علاوہ عطیہ کنندہ کی طرف سے عطیہ کی گئی اعضاء کی پیوندکاری صرف متعلقہ جائزہ کمیٹی کی پیشگی اجازت سے وفاقی حکومت کی طرف سے منظور شدہ طبی اداروں یا ہسپتالوں میں عمل میں لائی جائے گی۔ پاکستانی شہریوں کو دوسرے ممالک کے شہریوں کو اعضاء منتقل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ذیلی دفعہ (۲) کے تحت کوئی بھی انسانی اعضاء یا ریشہ کسی زندہ انسان کے جسم سے نہیں نکالے جائیں گے سوائے دفعہ ۳ کے مقاصد کے لئے اور کسی منظور شدہ طبی ادارے کی پیوندکاری سے متعلق ٹیم اس وقت تک اس کے اعضاء کی

منتقلی کا عمل شروع نہیں کریں گے جب تک کہ وہ اس کی منتقلی کے اثرات، مشکلات، نقصانات اور اس سے مرتب ہونے والے اثرات سے عطیہ دینے والے کو آگاہ نہ کریں۔

علاج کے مقصد کے علاوہ انسانی اعضاء اور ریشہ کی منتقلی کی ممانعت:۔

دفعہ ۹ کے تحت کوئی بھی عطیہ کنندہ اور کسی بھی شخص کے پاس یہ اختیار نہیں کہ وہ انسانی اعضاء کو سوائے علاج کی غرض سے نکالے۔

انسانی اعضاء کا قانونی جواز کے بغیر منتقل کیئے جانے پر سزا:۔

دفعہ ۱۰ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت جو کوئی شخص کسی قانونی جواز کے بغیر کسی طبی ادارے یا ہسپتال میں انسانی اعضاء کی منتقلی کے سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرے گا یا اس عمل میں کسی قسم کی امداد یا تعاون کرے گا تو ایسی صورت میں اسے دس سال قید کی سزا دی جا سکتی ہے اور جرمانے کی سزا جس کی مالیت دس لاکھ روپے تک ہو سکتی ہے۔

ذیلی دفعہ (۲) کے تحت جس شخص کو ذیلی دفعہ (۱) کے تحت سزا ہوئی ہو اگر وہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹشنر ہو تو اس کا نام مناسب کاروائی کے لئے پہلے جرم کی صورت میں تین سال کے لئے اور دوبارہ ارتکاب کی صورت میں مستقل طور پر کونسل کے رجسٹر سے ہٹانے کے لئے پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کو بھیجا جائے گا۔

انسانی اعضاء کا تجارتی مقاصد کے استعمال پر سزا:۔

دفعہ ۱۱ کے تحت حسبِ ذیل اقدامات یا سرگرمیوں میں ملوث افراد کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد دس سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کی سزا بھی جو کہ دس لاکھ روپے تک ہو سکتی ہے۔

(الف) جو انسانی اعضاء کی فراہمی کے لئے قیمت دیتا یا وصول کرتا ہو۔

(ب) جو ان اشخاص کی تلاش کرتا ہو جو قیمت وصول ہونے کی صورت میں انسانی اعضاء کی فراہمی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

(ج) جو قیمت پر اپنے اعضاء کو فراہم کرنے کے لئے پیش کرتا ہو۔

(چ) جو انسانی اعضاء کی فراہمی یا پیش کرنے کے لئے کوئی اقدام کرتا ہو یا گفت و شنید شروع کرتا ہو۔ یعنی افراد کے کسی ایسے مجموعے خواہ وہ سوسائٹی ہو، فرم ہو یا کمپنی ہو کے انتظامی معاملات میں حصہ لیتا ہو جسکی سرگرمیوں کا محور انسانی اعضاء کا کاروبار ہو یا اس قسم کے کسی بھی اشتہار کو شائع یا

تقسیم کرتا ہو یا کرنے کا سبب بنتا ہو۔جن میں ایسے افراد کو قیمت پر انسانی اعضاء کی فراہمی کی

دعوت دی گئی ہو، انسانی اعضاء کو قیمت پر فراہم کرنے کے لئے پیش کش کی گئی ہو یا یہ نشاندہی کی گئی ہو کہ اشتہار دینے والا ایسے انتظامات کے لئے گفت وشنید کرنے کے لئے تیار ہے۔

مذکورہ قانون کی دفعات کی خلاف ورزی پر سزا:۔

دفعہ ۱۲ کے تحت جو کوئی مذکورہ قانون کی کسی دفعہ یا اس کے تحت بنے ہوئے کسی قاعدے یا رجسٹریشن کی کسی شرط کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کے لئے مذکورہ قانون میں علیحدہ سے کوئی سزا نہیں ہوگی بلکہ اس کو تین سال قید کی سزا ہو گی یا جرمانے کی سزا جو تین لاکھ تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

کاروبار بذریعہ برقی مواصلات کا قانون مجریہ ۲۰۰۲ء

مواصلاتی ترقی نے دنیا کو سمیٹ کے ایک بورڈ روم میں بدل دیا ہے جہاں فاصلے بے وُقعت ہو گئے ہیں۔ کمپیوٹر کی ایجاد نے زندگی کو یکسر بدل دیا ہے۔ آج کے دور میں انسان اپنے کاروبار کو جلد اور آسان طریقے سے سرانجام دینا چاہتا ہے اور یہ آسانی اسے کمپیوٹر یا انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل ہے۔ موجودہ دنیا بے شک برقی کاروبار کی دنیا ہے جہاں سینکڑوں میل دور بیٹھا خریدار اجناس پسند کر کے منٹوں میں بیچنے والے کو کروڑوں کی ادائیگی کرتا ہے۔ برقی کاروبار نہ صرف مقابلے کی دوڑ میں آگے نکلنے کا بہترین گُر ہے بلکہ ترقی کی منزلوں کو ماپنے کا آسان طریقہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ معاشی منڈیوں میں جہاں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کو بہترین ذریعہ کاروبار تسلیم کیا گیا ہے۔ وہاں اس ذریعہ سے کاروبار کرنے کے لئے تحریری ضابطے بنانا بھی ناگزیر ہے۔ حکومت پاکستان نے برقی کاروبار اور کمپیوٹر انٹرنیٹ کے ذریعے سے کاروبار یا لین دین اور برقی مواصلاتی معلومات کو منضبط کرنے کے لئے آرڈیننس برائے کاروبار بذریعہ برقی مواصلات 2002ء رائج کیا ہے۔ مذکورہ قانون کے نفاذ کا اصل مقصد برقی دستاویزات، معلومات، لین دین یا گفت وشنید کی قانونی حیثیت کو تسلیم کرنا اور اس مقصد کے لئے کسی مصدقہ سہولت دہندہ کے اختیارات کی منظوری دینا ہے۔

- مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ (3) بیان کرتی ہے کہ کسی بھی دستاویز، ریکارڈ، معلومات، گفتگو اور لین دین کی قانونی حیثیت، مقبولیت، صحت، اثر پذیری یا مضبوطی کو اس بناء پر باطل نہیں ٹھہرایا جائے گا کہ وہ برقی صورت میں ہے اور گواہان سے تصدیق شدہ نہ ہے۔ دفعہ (4) کے تحت اگر کوئی دستاویز، ریکارڈ، معلومات، گفتگو اور لین دین برقی صورت میں تحریر شدہ ہو اور قابل پہنچ اور آئندہ حوالے کے لئے محفوظ ہو تو اسے قانونی طور پر تحریر شدہ تسلیم کیا جائے گا۔ مذکورہ بالا دفعات میں ان دستاویزات اور معلومات کی قانونی حیثیت کو مانا گیا ہے، جو کمپیوٹر یا انٹرنیٹ کے ذریعے موصول ہوں اور قانونی طور پر ان برقی معلومات یا دستاویزات، کو کاغذ پر تحریر شدہ دستاویزات کے برابر تسلیم کیا گیا ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ (7) برقی دستخطوں کی قانونی حیثیت کو تسلیم کرتی ہے اور برقی دستخط کو تحریری دستخط کے برابر مانتی ہے۔ برقی دستخطوں کو ثابت کرنے کے لئے اس صداقت کو پرکھنا ضروری ہے کہ برقی دستاویز پر دستخط ثبت کرنے والے نے دستاویز کو جان کر پڑھ کر درست تسلیم کرتے ہوئے دستخط ثبت کئے ہیں۔ مذکورہ قانون ان تمام دستاویزات اور معاہدات جو کہ برقی ترسیلات کے ذریعہ سے ضبط تحریر میں لائی جاتی ہیں کی توثیق کرتا ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ (9) کے تحت کسی بھی قانونی کاروائی کے دوران جس میں برقی دستخط کا سوال اٹھایا جائے اور اگر اس کے برخلاف کوئی شہادت موجود نہ ہو تو اس دستاویز کو جس پر برقی دستخط موجود ہوں کو اس صورت میں درست اور معتبر مانا جائے گا اگر برقی دستاویز پر ان دستخطوں کی صحت کی توثیق معتبر سند کے

ذریعہ سے ہو یا برقی دستخط اس شخص کے ہوں جس سے متعلقہ وہ دستاویز ہو اور اس شخص نے دستاویز پر دستخط اس تحریر کو منظور

کرنے کی نیت سے ثبت کئے ہوں اور دستاویز میں دستخط کے بعد کوئی مزید ردوبدل نہ کیا گیا ہو۔ مذکورہ قانون کی دفعہ (10) کے مطابق برقی دستاویزات پر تاحال کوئی اسٹام ڈیوٹی لاگو نہیں ہوتی ہے۔ مزید برآں مذکورہ قانون کی دفعہ (11) تاحال برقی دستاویزات و معاہدات کو نوٹری پبلک سے تصدیق کروانے سے بھی بری الذمہ قرار دیتی ہے۔ دفعہ (12) کے تحت اگر کسی قانون کے تحت دستاویزات کی مصدقہ نقول مانگی گئی ہوں تو برقی دستاویز یا معاہدہ کا پرنٹ یا کمپیوٹر پر اس کا دکھانا ہی کافی ہوگا۔ مزید تصدیق کے لئے دستاویز کی پڑتال برقی سہولت مہیا کرنے والے سے بھی کی جا سکتی ہے۔

دفعہ (13) کے مطابق برقی مواصلات کے ذریعے کی گئی پیغام رسانی ہمیشہ اپنے بھیجنے والے سے منسوب کی جاتی ہے جب تک کہ وہ خود اسے نہ جھٹلائے۔ یہ پیغام رسانی بھیجنے والا خود یا اس کا مختیار کار کرتا ہے یا یہ کسی خودکار نظام کے ذریعے جسے پیغام بھیجنے والے نے خود بنایا ہو کی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پیغام وصول کرنے والا پیغام کو بھیجنے والے سے منسوب کرے گا جب تک کہ پیغام یا دستاویز کی صداقت مشکوک نہ ہو۔ مذکورہ قانون کی دفعہ (14) دستاویز یا پیغام کی وصولی کے اقرار کے متعلق ہے جس کے مطابق اگر پیغام بھیجنے والا پیغام کو وصولی کے اقرار سے مشروط کر دے تو جب تک پیغام وصول کرنے والا وصولی کا اقرار نہ کرے گا اس وقت تک یہ ہی سمجھا جائے گا کہ پیغام کبھی بھیجا ہی نہیں گیا۔

دفعہ (15) کے مطابق برقی مواصلات یا دستاویزات کے ارسال اور وصولی کی تاریخ اور جگہ کے تعین کے متعلق ہے۔ مذکورہ دفعہ کے مطابق برقی دستاویز اور پیغام اس وقت ارسال ہو جاتا ہے جب وہ مواصلاتی نظام میں داخل ہو جاتا ہے اور بھیجنے والے کے اختیار سے نکل جاتا ہے جب کہ دستاویز یا پیغام (E-mail) کی وصولی کا وقت وہ ہوتا ہے جب وہ متعلقہ شخص کے مواصلاتی پتہ (E-mail Address) پر موصول ہوتا ہے۔ مواصلاتی پیغام بھیجنے کی جگہ کا تعین بھیجنے والے کی رہائش یا کاروبار کی جگہ تصور ہوگی۔ اسی طرح پیغام وصول کرنے والے کی جگہ بھی پیغام وصول کرنے والے کی رہائش یا جائے کاروبار ہے۔

مذکورہ قانون کی دفعہ (31) کے تحت اس قانون کی دفعات کا اطلاق مندرجہ ذیل پر نہ ہوگا۔

(الف) قابل بیع و شری دستاویزات بمطابق دفعہ (13) قانون برائے قابل بیع و شری دستاویزات مجریہ 1881ء

(ب) مختار نامہ بمطابق قانون مختار نامہ مجریہ 1881ء۔

(ج) وقف جیسا کہ قانون امانت مجریہ 1872ء میں بیان کیا گیا۔

(د) وصیت۔

(ر) معاہدہ بیع اور غیر منقولہ جائیداد کی منتقلی کی دستاویزات۔

سزا:-

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ 34 کے مطابق انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کرنے والوں کی طرف سے جان بوجھ کر غلط معلومات فراہم کرنا، اور برقی مواد جو کہ ان کے ذریعہ آگے جاتا ہے میں ہونے والے کسی ردوبدل کی اطلاع فوراً سند دہندہ اتھارٹی کو نہ دینا، دی گئی سند کی شرائط کو پورا نہ کرنا، درست معلومات نہ دینا یا گمراہ کرنا، اور کسی سہولت گیرندہ کے برقی دستخط کو دھوکہ دہی سے غلط استعمال کرنا اس قانون کے تحت جرم ہے۔ جس کی سزا سات سال تک کی قید اور جرمانہ ہے جو کہ ایک کروڑ روپے تک ہو سکتی ہے یا پھر دونوں سزائیں ساتھ دی جا سکتی ہیں۔

اسی طرح مذکورہ قانون کی دفعہ (36) برقی پیغامات کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے برقی پیغامات کو خفیہ اور پوشیدہ رکھنے کے لئے کسی کی ذاتی معلومات اور پیغامات کو اجازت کے بغیر دیکھنے اور حاصل کرنے کو جرم قرار دیتی ہے۔ مذکورہ دفعہ کے مطابق کوئی شخص جو جان بوجھ کر کسی بھی برقی معلومات یا پیغامات چاہے وہ یہ جانتا ہو یا نہ کہ مذکورہ معلومات یا پیغامات کی نوعیت کیا ہے، متعلقہ شخص کی اجازت کے بغیر رسائی حاصل کرتا ہے یا رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس قانون کے تحت جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کی سزا سات سال قید یا جرمانہ ہے جو کہ دس لاکھ روپے تک بڑھائی جا سکتی ہے یا پھر دونوں سزائیں ساتھ دی جا سکتی ہیں۔ دفعہ (37) کے مطابق کوئی شخص جو برقی معلوماتی نظام میں کوئی ردوبدل کرتا ہے، تبدیلی کرتا ہے، معلومات تلف کرتا ہے، خود ساختہ معلومات وضع کرتا ہے اور ان معلومات کو آگے پہنچاتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ وہ یہ سب کرنے کا اختیار نہیں رکھتا وہ بھی جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور اسی طرح جو شخص برقی معلومات کی ترسیل کے نظام میں جانتے بوجھتے ہوئے خلل ڈالتا ہے، رکاوٹ پیدا کرتا ہے وہ بھی جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور ان دونوں جرائم کی سزا بھی سات سال تک قید یا دس لاکھ روپے تک جرمانہ ہے یا پھر یہ دونوں سزائیں ساتھ دی جا سکتی ہیں۔ مذکورہ قانون کی دفعہ (38) کے مطابق مندرجہ بالا تمام جرائم نا قابل ضمانت پر قابل راضی نامہ ہیں۔ دفعہ (39) کے مطابق یہ تمام جرائم سیشن عدالتوں کے اختیار سماعت میں آتے ہیں اور اس سے نچلے درجہ کی کسی عدالت کو ان جرائم کی سماعت کا اختیار نہ ہے۔

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ (40) کے تحت نیٹ ورک کی سہولت بہم پہنچانے والے کی ذمہ داریوں کو محدود کیا گیا ہے۔ اس دفعہ کے مطابق مواصلاتی رابطے کی سہولت دینے والے پر صرف اس وجہ سے کوئی دیوانی یا فوجداری ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی کہ کسی نے اس کی بہم پہنچائی ہوئی سہولت کو جرم کے ارتکاب کے لئے استعمال کیا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو کہ سہولت دہندہ نے مجرم کی مدد کرنے کی نیت سے سہولت دی۔ اسی طرح دفعہ (41) برقی معلومات کے استعمال کے لئے وضع کئے گئے حفاظتی طریقہ کار کو منکشف نہ کرنے کے استحقاق سے متعلق ہے اس دفعہ کے مطابق کسی شخص کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ برقی معلومات استعمال کرنے کا اپنا خاص پاس ورڈ یا مخفی نشانی یا کوئی اور خفیہ معلومات جو کہ صرف اس کے علم میں ہوں اور جس کے استعمال سے ہی اسے اپنی برقی معلومات پر رسائی ملتی ہو کو افشاء کرے مگر یہ استحقاق وہاں نہیں ہے جہاں یہ معلومات کسی جرم کے ارتکاب کے لئے استعمال کی جا رہی ہوں۔

قانون شہادت آرڈر مجریہ 1984ء میں کی گئی ترامیم:۔

آرٹیکل 2 میں کی گئی ترامیم:۔ قانونِ شہادت آرڈر کے آرٹیکل 2 کی ذیل 1 میں شقات (e) اور (f) کا اضافہ کیا گیا ہے۔ذیلی شق دفعہ (e) کے مطابق جب کبھی کہیں بھی اصلاحات خود کار، برقی، معلومات، معلوماتی نظام، برقی دستاویز، برقی دستخط، مخصوص برقی دستخط اور حفاظتی طریقہ کار استعمال کی جائینگی ان اصلاحات کو اسی معنوں میں استعمال کیا جائے گا جو معنی انہیں برقی مواصلات کے قانون مجریہ 2002ء کے تحت دیئے گئے ہیں۔ذیلی دفعہ (f) کے تحت، سند کی اصطلاح بھی وہی معنی رکھے گی جو کہ اسے آرڈیننس برائے کاروبار بذریعہ برقی مواصلات مجریہ 2002ء کے تحت دیئے گئے ہیں۔

آرٹیکل 30 میں کی گئی ترامیم:۔ قانون شہادت آرڈر کے آرٹیکل (30) جو کہ اقرار کے تعارف کے متعلق ہے میں ایک توضیح کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے مطابق وہ بیان جو کہ خود کار معلوماتی نظام کے ذریعہ تخلیق کیا گیا ہو اس شخص سے وابستہ کیا جائے گا جس نے اس خود کار برقی معلوماتی نظام پر اختیار رکھتے ہوئے اس کو استعمال کیا۔

آرٹیکل 46 (الف) کا اضافہ:۔ قانون شہادت آرڈر 1984ء کا آرٹیکل (46) ان مقدمات کے بارے میں ہے جہاں ان اشخاص کے بیانات جو کہ مر چکے ہوں، گمشدہ ہوں یا گواہی دینے کے قابل نہ ہوں شہادت میں متعلقہ ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ آرٹیکل متعلقہ حقائق کا ذکر کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ جہاں براہ راست شہادت موجود نہ ہو وہاں متعلقہ حقائق کو پرکھا جاسکتا ہے۔آرڈیننس برائے کاروبار بذریعہ برقی مواصلات مجریہ 2002ء کے تحت قانون شہادت آرڈیننس مجریہ 1984ء میں ہونے والی ترامیم کے ذریعے آرٹیکل 46 (الف) کا اضافہ کیا گیا جو کہ ان معلومات کے متعلقہ شہادت ہونے کے حوالے سے ہے جو کہ خود کار معلوماتی نظام کے تحت تخلیق، محفوظ یا حاصل ہوتے ہیں۔ مذکورہ آرٹیکل کے مطابق وہ بیانات جو کہ برقی دستاویز کی شکل میں بذریعہ خود کار معلوماتی نظام کے تخلیق شدہ، ریکارڈ شدہ یا حاصل کردہ ہیں قانون شہادت کے تحت، متعلقہ حقائق متصور ہونگے۔

آرٹیکل (59) میں کی گئی ترامیم:۔ قانون شہادت آرڈر 1984ء کا آرٹیکل 59 ماہرین کی رائے کا شہادت میں متعلقہ حقیقت ہونے کے متعلق ہے۔ مذکورہ آرٹیکل کے مطابق جب عدالت کسی نقطے پر جہاں کوئی غیر ملکی قانون، سائنس، فنون لطیفہ، لکھائی یا انگلیوں کے نشانات کی پڑتال کے لئے کسی متعلقہ شعبہ میں ماہر کی رائے لیتی ہے تو وہ رائے قانون شہادت میں متعلقہ حقیقت یا موثر شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔اس آرٹیکل کو آرڈیننس برائے کاروبار بذریعہ برقی مواصلات 2002ء کے تناظر میں دیکھتے ہوئے اس آرٹیکل میں کچھ ترامیم کی گئی ہیں جن کے تحت کوئی برقی دستاویز جو کہ برقی مواصلاتی نظام کے ذریعے تخلیق کی گئی ہو کی صداقت کو پرکھنے کے لئے عدالت کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ماہرین کی آراء کو بھی متعلقہ حقائق تسلیم کرتی ہے اور موثر شہادت قرار دیتی ہے۔

آرٹیکل 73 میں کی گئی ترمیم:۔ قانون شہادت کا آرٹیکل 73 ابتدائی شہادت کے متعلق ہے جس کے مطابق ابتدائی شہادت سے مراد وہ دستاویز لی جائے گی جو عدالت کو براہ راست معائنہ کے لئے پیش کی گئی ہو اس آرٹیکل کی توضیح نمبر 1 کے مطابق جب کسی دستاویز کی تحریر و تکمیل مختلف حصوں میں کی جاتی ہے تو اس دستاویز کا ہر حصہ اور پرت ابتدائی شہادت تصور کیا جائے گا۔ اسی طرح توضیح نمبر 2 کے تحت جہاں دستاویزات کی بہت بڑی مقدار ایک ہی طریقہ سے تیار کی گئی ہو جیسا کہ پرنٹنگ، اشاعت اور فوٹو گرافی وغیرہ کے ذریعہ تیار شدہ دستاویزات میں ہر جز و باقی تمام کا حصہ تصور کرتے ہوئے ابتدائی شہادت قرار دیا جائے گا لیکن اگر وہ تمام دستاویزات کسی ایک اصل دستاویز کی نقل ہوں تو وہ اصل دستاویز کے جزو کے طور پر ابتدائی شہادت متصور نہ ہوگی۔ مذکورہ توضیحات کے ساتھ آرڈیننس برائے کاروبار بذریعہ برقی مواصلات 2002ء کے تحت چند مزید توضیحات توضیح نمبر 4,3 کا اضافہ کیا گیا ہے توضیح نمبر 3 کے مطابق کوئی بھی پرنٹ نکالنا اور دوسرا کوئی مواد اور دستاویزات جو کہ برقی معلوماتی نظام کے ذریعہ ترسیل یا تخلیق شدہ ہوں کو صرف اس وجہ سے ابتدائی شہادت کا درجہ حاصل کرنے سے نہیں روکا جا سکتا کہ وہ ایک خودکار برقی نظام جو کہ ترسیل کے وقت بالکل درست طور پر کام کر رہا تھا کے ذریعے سے ترسیل شدہ وصول شدہ یا تخلیق شدہ ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس مقصد کے لئے جب تک اس کے خلاف کوئی شہادت دستیاب نہ ہو ایک برقی مواصلاتی نظام ہمیشہ درست طور پر کام کرتا ہوا ہی متصور ہوگا۔ توضیح نمبر 4 کے تحت ایک پرنٹ آؤٹ اور توضیح نمبر 3 میں دیئے گئے دستاویزات کے علاوہ دوبارہ تحریر شدہ برقی دستاویزات جو کہ پہلی دفعہ تخلیق شدہ ترسیل شدہ یا وصول شدہ ہوں بھی ابتدائی شہادت کے زمرے میں آئیں گے۔ بشرطیکہ دستاویزات کی تخلیق، وصولی اور ترسیل کے دوران محفوظ طریقہ کار اپنایا گیا ہو۔

آرٹیکل 78 (الف) کا اضافہ:۔ قانون شہادت کا آرٹیکل 78 کسی شخص کے دستخط یا لکھائی کو ثابت کرنے کے متعلق ہے جس کے مطابق جب کسی دستاویز کی تحریر اور اس پر موجود دستخطوں کو ثابت کرنا مقصود ہو تو اس دستاویز پر موجود دستخطوں اور تحریر کرنے والے کی لکھائی کو پرکھ کر دستاویز کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ آرٹیکل 78 کے بعد آرٹیکل 78-A کا اضافہ کیا گیا ہے جو کہ برقی دستخطوں اور برقی دستاویزات کو ثابت کرنے کے بارے میں ہے۔ مذکورہ آرٹیکل کے مطابق اگر کسی برقی دستاویز پر موجود دستخط یا اس دستاویز کی تخلیق بذریعہ برقی مواصلاتی نظام کے ثابت کرنا مقصود ہو اور جب تخلیق کنندہ/ تحریر کنندہ دستاویز کے مندرجات سے انکاری ہو تو اس دستاویز کو ثابت کرنے کے لئے اس برقی مواصلاتی نظام جس کے تحت دستاویز ترسیل کی گئی ہے کے ذریعے برقی دستاویز یا برقی دستخطوں کو ثابت کیا جائے گا۔

آرٹیکل 85 میں ذیلی دفعہ (6) کا اضافہ:۔ قانون شہادت آرڈر مجریہ 1984ء کا آرٹیکل 85 سرکاری دستاویزات کے متعلق ہے جس کے مطابق درج ذیل دستاویزات سرکاری دستاویزات ہیں۔

(1) ہر وہ دستاویز جو کہ مقتدر اعلیٰ، مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ، سرکاری دفاتر، خصوصی عدالتوں اور پاکستان کے کسی حصے میں موجود سرکاری عہدیداران کے افعال اور احکامات ہوں ان احکامات کا تمام ریکارڈ سرکاری دستاویزات ہیں۔

(2) نجی دستاویزات کا سرکاری ریکارڈ۔

(3) عدالتی کاروائی کا حصہ بننے والے دستاویزات۔

(4) وہ تمام دستاویزات جو کہ سرکاری ملازمین اپنی تحویل میں رکھنے کے پابند ہیں۔

(5) تمام رجسٹرڈ دستاویزات جن کی تحریر و تکمیل متنازع نہ ہو۔

(6) مندرجہ بالا ذیلی دفعات کے ساتھ ذیلی دفعہ (6) کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے وہ تمام اسناد جو کہ آرڈیننس برائے کاروبار بذریعہ برقی مواصلات 2002ء کی دفعہ 23 کے تحت تشکیل شدہ مخزن میں محفوظ ہوں کو بھی سرکاری دستاویزات کا درجہ دیا گیا ہے۔

سڑک پر حادثے کی صورت میں ڈرائیور کی ذمہ داری اور روگردانی کی صورت میں سزا

اکثر یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ سڑک پر حادثے کی صورت میں ڈرائیور اپنی جان بچانے کے لئے گاڑی اور زخمی مسافروں کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں جس سے بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ نیشنل ہائی وے آرڈیننس ۲۰۰۰ کے تحت ڈرائیور کو حادثے میں زخمی ہونے والے مسافروں کی بروقت طبی امداد کا بندوبست کرنے کا پابند بنایا گیا ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں سزا کا بھی مستوجب ٹھہرایا گیا ہے۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

نیشنل ہائی وے آرڈیننس کی رو سے نیشنل ہائی وے پر حادثہ رونما ہونے کی صورت میں گاڑی کے ڈرائیور یا اس کے ذمہ دار شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ

(الف) حادثے کے نتیجے میں زخمی ہونے والے افراد کی فوری ضروری طبی امداد کا بندوبست کرے اور اگر ضروری ہو تو انھیں قریبی ہسپتال پہنچائے سوائے اسکے کہ زخمی شخص یا اگر زخمی فرد بچہ ہو تو اس کا ولی کچھ اور چاہے۔

(ب) اگر اس حادثے سے کوئی جانور زخمی ہو جائے تو ایسی صورت میں وہ جانور کے مالک یا تحویل دار کو تلاش کرنے کے بعد حادثے کے بارے میں بتائے گا اور اگر ضروری ہو تو جانور کے لئے طبی امداد کا بھی بندوبست کرے گا۔

(ج) حادثے کی وجہ سے کسی کی جائیداد کو نقصان پہنچنے کی صورت میں جائیداد کے مالکان کو اس نقصان کی اطلاع دینے کے لئے مناسب بندوبست کرے گا۔

(چ) پولیس افسر کو وہ معلومات فراہم کریگا جس کا وہ مطالبہ کرے اور اگر ایسا افسر موقع پر حاضر نہ ہو تو واقعہ کی اطلاع جلد از جلد اور کسی بھی صورت میں واقعہ رونما ہونے کے ۲۴ گھنٹوں کے اندر نزدیک ترین پیٹرول پوسٹ کو دے گا۔

(ح) گاڑی کو ایسی جگہ پر اس طرح سے پارک کرے گا کہ وہ گاڑی ہائی وے پر باقی گاڑیوں کے لیے رکاوٹ کا باعث نہ بنے۔

حادثے میں ملوث گاڑی کا معائنہ:۔

نیشنل ہائی وے پر حادثہ رونما ہونے کی صورت میں پولیس افسر یا حکومت کی طرف سے با اختیار شخص حادثے میں ملوث گاڑی کا معائنہ کرسکتا ہے اور اس مقصد کیلئے کسی بھی مناسب وقت میں کسی ایسی جگہ داخل ہوسکتا ہے جہاں پر گاڑی کھڑی ہو اور گاڑی کو معائنہ کے لئے وہاں سے منتقل بھی کیا جاسکتا ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ جس جگہ سے گاڑی کو ہٹایا جائے گا اس کے متعلق مالک کو اس کی اطلاع دی جائے گی اور گاڑی بلا تاخیر زیادہ سے زیادہ ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر واپس کردی جائے گی۔

خلاف ورزی کی صورت میں سزا:۔

جو شخص اس قانون کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا، یعنی نیشنل ہائی وے پر گاڑی کو حادثے کی صورت میں کسی آدمی، جانور یا کسی جائیداد کو نقصان پہنچانے کا باعث بنے لیکن حادثے کے شکار فرد یا جانور کے لئے طبی امداد کا بندوبست یا نقصان کا ازالہ نہ کرے یا حادثے کے حوالے سے ایسی غلط معلومات بہم پہنچائے جن کا غلط ہونا اسے معلوم ہو تو ایسی صورتوں میں اسے تین ہزار روپے تک جرمانہ یا چھ ماہ تک قید کی سزا یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ایسے حادثے کا باعث بنے گا جس سے جائیداد کو کم از کم دو ہزار روپے مالیت کا نقصان پہنچے تو وہ متاثرہ فریق کو اس کی قیمت کے برابر ہرجانہ ادا کرے گا یا اس کی مرمت پر اٹھنے والے اخراجات کا دوچند ادا کرے گا اور اگر ایسے کسی حادثے کے نتیجے میں کسی کا دو ہزار روپے سے زیادہ کا نقصان ہوا ہو یا زخمی ہوا ہو جس کا علاج ضروری ہو تو وہ حادثے سے متعلق ساری تفصیلات ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر قریب ترین پیٹرول پوسٹ کو مہیا کرے گا بصورت دیگر وہ پانچ ہزار روپے تک جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ حادثے کے نتیجے میں ہائی وے کو استعمال کرنے والے کسی دیگر شخص کی وفات یا زخمی ہونے یا اس کی جائیداد کو نقصان پہنچنے کی صورت میں ڈرائیور ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر قریب ترین پیٹرول پوسٹ اور پولیس اسٹیشن کو اس کی اطلاع دے گا بصورت دیگر اسے ایک ماہ تک قید یا کم از کم ایک ہزار روپیہ اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار روپے جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

پنجاب میں غیر منقولہ جائیداد پر لاگو ٹیکس کی تشخیص، وصولی اور نادہندگان کے خلاف کاروائی کا طریقہ کار

پنجاب میں شہری علاقوں میں واقع غیر منقولہ جائیدادوں کو قابل ٹیکس قرار دیا گیا ہے اور اس طرح ایسی جائیدادوں پر ٹیکس لاگو کر کے محصولات میں اضافہ کیا گیا ہے۔ پنجاب میں غیر منقولہ جائیداد پر لاگو ٹیکس کی تشخیص، وصولی اور نادہندگان کے خلاف کاروائی کا طریقہ کار شہری غیر منقولہ جائیداد پر لاگو ٹیکس کے قانون مجریہ ۱۹۵۸ء (Punjab Urban Immovable Property Tax A ct,1958) میں مذکور ہے۔ اس قانون کے تحت جائیدادوں پر ٹیکس کی وصولی کے لئے شہری علاقوں کو مختلف تشخیصی حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سرکل میں موجود عمارتوں پر ان کی نوعیت یعنی رہائشی یا کمرشل بنیاد پر ٹیکس لاگو کیا جاتا ہے۔ قابل ٹیکس جائیدادوں کی تشخیص حکومت وقت بذریعہ نوٹیفیکیشن گاہے بگاہے کرتی رہتی ہے۔

جائیداد پر ٹیکس کی تشخیص کا طریقہ کار:۔

کسی بھی غیر منقولہ جائیداد پر ٹیکس کی تشخیص اس جائیداد کی عمارت یا زمین کی سالانہ آمدنی کی بنیاد پر کی جاتی ہے اور تشخیص شدہ ٹیکس اس جائیداد کی سالانہ آمدنی کا 20% ہوتا ہے۔ کسی جائیداد پر ٹیکس کی تشخیص کرتے ہوئے اس جائیداد کی نوعیت اور استعمال کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ٹیکس کی تشخیص اس جائیداد سے حاصل شدہ متوقع کرایہ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ 5 (الف) میں قیمتوں کا گوشوارہ مناسب کرایہ کی بنیاد پر دیا گیا ہے جس کی بناء پر کاروباری کمرشل اور رہائشی جائیدادوں کی تشخیص کی جاتی ہے کہ آیا وہ مالک کے اپنے استعمال میں ہیں یا کرایہ پر دی گئی ہیں۔ مذکورہ جائیدادوں کو انکی نوعیت کے حساب سے مختلف درجات دیے گئے ہیں۔ دفعہ 5 (الف) میں دیئے گئے قیمتوں کے گوشوارہ کے تحت جائیداد کی سالانہ قیمت کی تشخیص کی جاتی ہے۔ چونکہ کچھ مخصوص جائیدادوں کا کرایہ عام جائیدادوں سے مختلف ہوتا ہے اس لئے ٹیکس کی تشخیص کرتے ہوئے جائیداد کی نوعیت کے حساب سے سالانہ قیمت کم یا زیادہ ہوسکتی ہے۔ مختصر تفصیل درج ذیل ہے:۔

(ا) پلازے اور کرایے پر دی گئی کثیر منزلہ عمارتوں میں دیئے گئے اوسط سالانہ کرایے میں 10% ہر منزل کے لئے کم کیا جائے گا اور زیادہ سے زیادہ 50% تک کمی کی جائیگی۔

(ب) 20 سے 30 سال پرانی عمارتوں یا 30 سال سے زیادہ پرانی عمارتوں کے اوسط سالانہ کرایے میں 10% فیصد تک کمی کی جائیگی بشرطیکہ ان پرانی عمارتوں میں کوئی ردوبدل نہ کیا گیا ہو۔

(ج) جن جائیدادوں کا استعمال جز وقتی ہو مثلاً کاٹن فیکٹریز، رائس ملز، آئل ملز اور برف کے کارخانے وغیرہ میں 50% تک کی چھوٹ دی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا طریقہ کار پر مختلف نوعیت کی عمارات مثلاً دفاتر، تعلیمی اداروں، ہوٹل، ریسٹورنٹ، شادی گھر، ہسپتال، سینما گھر اور پٹرول پمپ، ورکشاپ گودام وغیرہ پر ٹیکس کی تشخیص کرتے ہوئے انکی سالانہ قدر میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔

غیر منقولہ جائیدادیں جو کہ پراپرٹی ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہیں:۔

مذکورہ قانون کے تحت کچھ جائیدادوں پر پراپرٹی ٹیکس لاگو نہیں ہوتا۔ حکومت وقت نے کچھ جائیدادوں کو مذکورہ قانون کے تحت پراپرٹی ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ذیل میں ان جائیدادوں کی تفصیل دی گئی ہے۔

(ا) وفاقی حکومت کی طرف سے پٹہ پر دی گئی جائیدادیں۔

(ب) حکومت پنجاب یا لوکل گورنمنٹ (پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2002ء) کی جانب سے پٹہ پر دی گئی جائیدادیں۔

(ج) (i) عمارت یا زمین جس کی سالانہ قدر حکومت کی طرف سے لاگو کردہ مخصوص شرح سے زیادہ نہ ہو۔

(ii) وہ عمارت جو کہ مالک کی ذاتی رہائش کے طور پر استعمال ہو رہی ہو اور جس کی سالانہ قدر حکومت کی طرف سے لاگو کردہ مخصوص شرح سے زیادہ نہ ہو بشرطیکہ عمارت ھذا کے مالک یا خاندان کے کسی اور فرد کے نام پر اس تشخیصی سرکل میں کوئی اور جائیداد نہ ہو لیکن اگر مذکورہ جائیداد کے مالک کی ملکیت میں اس تشخیصی حلقے میں کوئی اور جائیداد بھی موجود ہو تو مذکورہ جائیداد کی سالانہ قدر مالک کی تمام جائیدادوں کی مجموعی قدر ہوگی۔

(د) عمارت یا زمین کا وہ حصہ جو صرف تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہو مثلاً سکول، بورڈنگ ہاؤس، ہاسٹل جو کہ وفاقی حکومت کی ملکیت ہوں۔

(ڈ) پبلک پارک، تفریحی مقامات، کھیل کے میدان اور لائبریریاں وغیرہ۔

(ذ) عمارات یا کسی عمارت کا مخصوص حصہ جو کہ خاص طور پر صرف عبادت یا عوام کی فلاح کے مقاصد کیلئے استعمال ہوتا ہو مثلا مساجد، مندر، چرچ، دھرم شالا، گوردوارہ، ہسپتال، ڈسپنسری، یتیم خانے، خیراتی ادارے، پینے کے پانی کے فوارے، جانوروں کی علاج گاہیں، قبرستان، شمشان گھاٹ اور مُردوں کو دفنانے کی جگہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مندرجہ بالا عمارتیں یا ان عمارات کا کوئی حصہ خاص طور پر عوامی فلاحی مقاصد کے استعمال کے لئے تصور نہیں کی جائے گی اگر اس عمارت میں کوئی کاروبار یا تجارت کی جارہی ہو۔ (لیکن اگر عمارت سے حاصل شدہ آمدنی یا کرایہ مخصوص فلاحی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہا ہو تو عمارت ٹیکس سے مستثنٰی قرار دی جائے گی)۔ ان عمارات سے حاصل شدہ کرایہ جو کہ صرف فلاحی کاموں کے لئے استعمال نہ ہوتا ہو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنٰی نہیں۔

(ر) وہ عمارت یا جائیداد جو کسی بیوہ، معذور یا نابالغ یتیم کی ملکیت ہے۔ لیکن اگر جائیداد کی مالیت مخصوص مالیت سے زیادہ ہو تو جائیداد قابل ٹیکس ہے۔

(ڑ) کوئی ایک کنال کے رقبے تک کا گھر جو کہ کسی وفاقی یا صوبائی سرکاری ملازم کی ملکیت ہو اور جس میں وہ خود رہتا ہو۔ اس شق میں سرکاری ملازم سے مراد کوئی نیم سرکاری خود مختار ادارہ جو کہ وفاقی یا صوبائی حکومت کی طرف سے قائم کردہ ہو کا ملازم شامل نہیں۔

(ز) پانچ مرلے سے کم رقبے کا مکان جو کہ کچی آبادی کے قانون کے تحت اعلان کردہ کچی آبادی میں واقع ہو اور مالک اس میں خود رہائش پذیر ہو۔

(س) اور کوئی بھی پانچ مرلے کا گھر جو کہ رہائشی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہا ہو قطع نظر اس کے اس مکان کی سالانہ قدر کیا ہے۔

کرایہ دار سے ٹیکس کی وصولی:۔

مذکورہ قانون کے تحت اگر کسی جائیداد پر ٹیکس واجب الادا ہو تو مجوزہ اتھارٹی اس جائیداد پر قابض کرائے دار کو بذریعہ نوٹس ہدایات دے سکتی ہے کہ وہ کرایے کی وہ رقم جو کہ اس عمارت کے کرایے کے طور پر مالک مکان کو ادا کرتا ہے براہ راست پراپرٹی ٹیکس کے بقایاجات کے طور پر مجوزہ اتھارٹی کے پاس جمع کروائے جب تک کہ تمام واجب الادا رقم کی ادائیگی مکمل نہ ہو جائے۔ مذکورہ نوٹس کی بنیاد پر مالک مکان کا کرایہ وصولی کا حق مجوزہ اتھارٹی کو منتقل ہو جاتا ہے اور اگر کرایہ دار جان بوجھ کر ایسا کرنے سے قاصر رہے یا مذکورہ نوٹس کی ہدایات کو نظر انداز کرے تو

اسے سماعت کا ایک موقع دینے کے بعد اس کے خلاف وہی قانونی کاروائی کی جائے گی جو کہ مالک مکان کے خلاف واجب الادا ٹیکس کی ادائیگی کے لیے کی جاتی ہے۔

پراپرٹی ٹیکس ادانہ کرنے کی صورت میں جرمانہ:۔

اس قانون کے تحت اگر کوئی شخص جس کو واجب الادا پراپرٹی ٹیکس کی ادائیگی کا نوٹس دیا گیا ہو لیکن مقررہ تاریخ تک ادائیگی نہ کرے تو مجوزہ اتھارٹی مذکورہ شخص سے جرمانہ وصول کرسکتی ہے۔ یہ جرمانہ ٹیکس کی واجب الادا رقم سے زیادہ نہیں ہوسکتا لیکن ایسا کوئی جرمانہ مجوزہ اتھارٹی کی جانب سے اس وقت تک عائد نہیں کیا جائے گا جب تک اتھارٹی یہ اطمینان نہ کرلے کہ مذکورہ شخص جان بوجھ کر ٹیکس کی ادائیگی سے قاصر رہا ہے۔

واجبات کی وصولی:۔

واجبات کی وصولی کا طریقہ کار حسب ذیل ہے۔

(i) اگر کوئی رقم پراپرٹی ٹیکس یا جرمانے کی مد میں واجب الادا ہو اور نادہندہ شخص واجبات کی ادائیگی کی بابت کوئی قابل قبول عذر پیش نہ کرسکا ہو تو وہ رقم کلکٹر کی جانب سے مجوزہ طریقہ کار کے مطابق وارنٹ جاری کرکے درج ذیل طریقوں سے وصول کی جاسکتی ہے۔

(ii) نادہندہ کی منقولہ جائیداد کو بیچ کر یا قبضے میں لے کر۔

(iii) نادہندہ کی غیر منقولہ جائیداد کی قرقی کے وارنٹ کی تعمیل کے لئے جاری کردہ وارنٹ میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے افسران کو وارنٹ کی تعمیل کی ہدایت دی جاتی ہے جو کہ محکمہ کے دیگر ملازمین کی مدد بھی حاصل کرسکتا ہے۔

(iv) مذکورہ قانون کے تحت واجب الادا ٹیکس یا نادہندہ ٹیکس پر عائد جرمانے کی وصولی بقایا جات محصولات اراضی کے طور پر کی جائے گی۔

پنجاب خوراک کی اتھارٹی کے قانون مجریہ ۲۰۱۱ء کے تحت خوراک میں ملاوٹ سے متعلق جرائم اور سزائیں

عوام کی صحت اور خوراکی مواد کے معیارات کو بہتر بنانے کے لئے ۲۰۱۱ء میں پنجاب میں خوراکی مواد کی اتھارٹی کا قانون مجریہ ۲۰۱۱ء (The Punjab Food Authority Act, 2011) نافذ کیا گیا ہے جس کے تحت خوراکی مواد کو محفوظ بنانے کے لئے ایسی اشیاء کے کاروبار کو منضبط کرنے اور ان کی نگرانی کے لئے ایک اتھارٹی کے قیام کے علاوہ خوراکی مواد کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے افسران کی تعیناتی عمل میں لائی گئی ہے۔ اسی طرح اس قانون کے تحت خوراکی مواد تیار کرنے والی فیکٹریوں کو لائسنس جاری کرنے سے متعلق طریقہ کار دیا گیا ہے اور ان میں تیار شدہ خوراکی مواد کا جائزہ لینے کیلئے لیبارٹریاں قائم کی گئی ہیں اور خلاف ورزی کرنے کی صورت میں سزائیں بھی تجویز کی گئی ہیں۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

مذکورہ قانون کے برخلاف خوراکی مواد کا کاروبار کرنے کی سزا:۔

اس قانون کی رو سے جو کوئی شخص ملاوٹ شدہ یا اس قانون یا قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خوراکی مواد بیچتا ہے یا بیچنے کی پیش کش کرتا ہے تو ایسی صورت میں اسے قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد چھ ماہ تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی جس کی مقدار ایک ملین روپے تک ہو سکتی ہے۔

اسی طرح کوئی بھی شخص جو کہ بیچنے کے لیے ایسا خوراکی مواد تیار کرے، جمع کرے، تقسیم کرے، درآمد یا برآمد کرے جو کہ وضع کردہ معیار یا برانڈ کے مطابق نہ ہو تو ایسی صورت میں اسے قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد چھ ماہ تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی جس کی مقدار ایک ملین روپے تک ہو سکتی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی فوڈ آپریٹر غیر معیاری خوراکی مواد بیچنے کے لئے بنائے، ذخیرہ کرے، تقسیم کرے، درآمد یا برآمد کرے تو ایسی غیر معیاری خوراک سے کسی شخص کو کوئی نقصان نہ پہنچنے کی صورت میں اسے چھ ماہ تک قید کی سزا اور دو لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی اور اگر کسی شخص کو نقصان پہنچے تو ایسی صورت میں اسے تین سال تک قید کی سزا اور ایک ملین روپے تک جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ تاہم جہاں پر ایسا غیر معیاری خوراکی مواد کسی شخص کی موت کا سبب بنا ہو تو ایسی صورت میں اسے عمر قید کی سزا اور دو ملین روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

خوراکی مواد سے متعلق غلط اشتہار دینے اور غلط لیبل لگانے کی سزا:۔

کوئی بھی شخص جو کہ خوراکی مواد کو بیچنے کی غرض سے ایسا اشتہار شائع کرے یا شائع کرنے کا سبب بنے جس میں ایسے خوراکی مواد سے متعلق غلط معلومات دی گئی ہوں یا جو متعلقہ قواعد اور ضوابط کے خلاف ہو یا جس سے خریدنے والا اس خوراکی مواد سے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہوسکتا ہو تو اسے چھ ماہ تک قید کی سزا اور ایک ملین روپے تک جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔اسی طرح جو کوئی شخص خوراکی مواد کے بارے میں ایسا اشتہار شائع کرے گا یا کرنے کا سبب بنے گا جس میں اشتہار دینے والے شخص کے صحیح نام اور اس کے کاروبار کے مقام کی نشاندہی نہیں کی گئی ہو تو اسے چھ ماہ تک قید کی سزا اور ایک ملین روپے تک جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

اسی طرح جو بھی شخص خوراکی مواد تیار کرے یا پیک کرے یا ایسا لیبل لگائے جو کہ وضع کردہ معیارات کے مطابق نہ ہو تو وہ چھ ماہ تک قید کی سزا اور ایک ملین روپے جرمانے کی سزا کا مستوجب ہوگا اور اگر ایسا کوئی شخص خوراکی مواد پر لیبل ایسے طریقے سے لگائے جو غلط یا گمراہ کن ہو یا ایسے مواد کی خاصیت یا نوعیت یا قدر و قیمت، مواد، اس کی خاصیت یا ساخت کے حوالے سے دھوکے میں ڈالنے والا ہو تو ایسی صورت میں اسے چھ ماہ تک قید اور ایک ملین روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

اگر کوئی شخص بغیر کسی معقول وجہ کے فوڈ اتھارٹی کی طرف سے جاری کردہ حکم نامے یا نوٹس پر عمل درآمد کرنے میں ناکام ہو جائے تو ایسی صورت میں اسے تین ماہ تک قید کی سزا اور پانچ لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

حفظان صحت کے خلاف خوراکی مواد تیار کرنے یا رکھنے کی سزا:۔

کوئی بھی شخص جو کہ غیر معیاری خوراکی مواد تیار کرے یا ایسا خوراکی مواد اپنے پاس رکھے جو حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف ہو تو ایسی صورت میں اسے چھ ماہ تک قید کی سزا اور ایک ملین تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

فوڈ سیفٹی افسر کو غلط معلومات دینے اور اس کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کی سزا:۔

اگر کوئی شخص غلط یا گمراہ کن بیان دے یا فوڈ اتھارٹی یا فوڈ سیفٹی افسر کو غلط یا گمراہ کن معلومات فراہم کرے یا غلط دستاویزات پیش کرے تو ایسی صورت میں اسے چھ ماہ تک قید کی سزا اور پانچ لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔اسی طرح کوئی بھی شخص جو کہ فوڈ سیفٹی افسر کے فرائض کی بجا آوری میں رکاوٹ ڈالے تو ایسی صورت میں اسے چھ ماہ تک قید کی سزا اور پانچ لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

بغیر لائسنس کے کاروبار کرنے کی سزا:۔

اگر کوئی فوڈ آپریٹر بغیر رجسٹریشن یا لائسنس کے خوراکی مواد تیار کرتا ہے، بیچتا ہے، پیشکش کرتا ہے، ذخیرہ کرتا ہے، تقسیم کرتا ہے یا درآمد کرتا ہے تو ایسی صورت میں اسے ایک سال تک قید کی سزا اور پانچ لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

صارف کو ایذا پہنچنے یا اس کی موت واقع ہونے کی صورت میں ہرجانہ:۔

اگر غیر محفوظ خوراک کی وجہ سے ایسے کسی صارف کو کوئی ضرر پہنچے یا اس کی موت واقع ہو جائے تو عدالت کسی اور سزا کے علاوہ فوڈ آپریٹر کو حکم دے گی کہ وہ صارف کو یا اس کے قانونی ورثاء کو موت واقع ہونے کی صورت میں ایک ملین روپے تک اور ضرر پہنچنے کی صورت میں پانچ لاکھ روپے تک بطور ہرجانہ ادا کرے اور اگر فوڈ آپریٹر ہرجانہ ادا کرنے میں ناکام ہو جائے تو ایسی صورت میں فوڈ اتھارٹی اس کی وصولی زمین کے بقایا جات مالیہ کے طور پر کر کے ہرجانہ کی رقم صارف یا اس کے قانونی ورثاء کو دے گی۔

فوڈ اتھارٹی کا دائرہ اختیار:۔

فوڈ اتھارٹی فوڈ سیفٹی افسر یا کسی دیگر شخص کی طرف سے ملنے والی اطلاع پر وجوہات کو تحریر میں لاتے ہوئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھا سکتی ہے۔

(الف) مذکورہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے فرد پر مقدمہ چلانے کا حکم دے سکتی ہے۔

(ب) فوڈ آپریٹر کا لائسنس منسوخ یا معطل کر سکتی ہے۔

(ج) فوڈ آپریٹر پر پانچ لاکھ روپے تک جرمانہ عائد کر سکتی ہے۔

(چ) حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کر سکتی ہے کہ ملنے والی اطلاع پر کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

فوڈ اتھارٹی کی طرف سے لائسنس منسوخ کرنے یا فوڈ آپریٹر پر جرمانہ عائد کرنے کی صورت میں فوڈ آپریٹر اتھارٹی کی طرف سے حکم نامہ ملنے کے پندرہ دنوں کے اندر حکومت کی طرف سے سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے نامزد کردہ اتھارٹی کے پاس اپیل دائر کر سکتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ فوڈ اتھارٹی اور اپیلیٹ اتھارٹی لائسنس کی منسوخی اور معطلی اور جرمانہ کی سزا فوڈ آپریٹر کو سنے بغیر عائد نہیں کر سکتی۔ لائسنس کی معطلی کا دورانیہ ایک وقت میں ۷ دن سے زیادہ نہیں ہوگا اور اگر معطلی کے اس حکم نامے کو پہلے ہی واپس نہ لیا گیا ہو یا لائسنس کو منسوخ کیا گیا ہو تو پہلے حکم نامے کے بعد ۳۰ دن گزرنے پر اس حکم نامہ کا اثر ختم ہو جائے گا۔

عدالت کا اختیارِ سماعت:۔

مذکورہ قانون کے تحت کیئے جانے والے جرائم کو فرسٹ کلاس مجسٹریٹ سنے گا۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان میں دی گئی عام استثنائی صورتیں جن میں سزا لاگو نہیں ہوتی

مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860ء میں مختلف جرائم کی تعریف دی گئی ہے اور ریاست کی جانب سے ان جرائم کی پاداش میں جرم کی نوعیت کے حساب سے سزائیں بھی تجویز کی گئی ہیں تاہم بعض عذرات اور استثنائی صورتیں ایسی ہیں جن میں اس قاعدہ کے مطابق سزا نہیں دی جاسکتی۔ ان عذرات اور استثنائی صورتوں کو تعزیرات پاکستان کے باب چہارم کی دفعات 76 تا 95 میں یکجا کیا گیا ہے۔ ان عمومی عذرات اور استثنائی صورتوں سے مراد وہ صورتیں اور حالات ہیں جن کی موجودگی میں ایسے افراد پر مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سرزد ہونے والے جرائم کا اطلاق نہیں ہوگا مثلاً بچوں، فاتر العقل افراد یا کسی پاگل یا مجنوں شخص سے ایسے جرائم کا ارتکاب یا نیک نیتی سے قانونی فرائض کی انجام دہی کے دوران کئے گئے اقدامات وغیرہ۔ انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایسے شخص کی جانب سے کیا گیا اقدام جو کہ اس اقدام کو کرنے کا پابند تھا:۔

کسی ایسے شخص کی جانب سے کیا جانے والا اقدام جرم شمار نہیں ہوگا جو قانونی طور پر یہ اقدام کرنے کیلئے پابند ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی سپاہی حکام کی اجازت سے کسی پر گولی چلاتا ہے تو وہ کسی جرم کا مرتکب نہیں ٹھرایا جائے گا۔

جج کا عمل جب کہ وہ عدالتی فرائض انجام دے رہا ہو:۔

عدالتی فرائض کی انجام دہی کے دوران اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کسی جج کی جانب سے نیک نیتی سے کئے جانے والے اقدامات جرم کے زمرے میں نہیں آتے۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت ججوں کے عدالتی فرائض کی انجام دہی کے دوران کئے گئے اقدامات کو قانونی استثناء فراہم کرنے کا مقصد انہیں بغیر کسی دباؤ اور فوجداری ذمہ داری کے فیصلہ کرنے کی آزادی دینا ہے تاکہ وہ بلاخوف وخطر اپنے عدالتی فرائض انجام دے سکیں۔

عدالتی احکامات کی تعمیل میں کئے گئے اقدامات:۔

عدالتی احکامات کی انجام دہی اور تعمیل میں کئے گئے اقدامات فوجداری ذمہ داری سے استثناء فراہم کرتے ہیں بشرطیکہ تعمیل کرنے والا شخص نیک نیتی سے صرف عدالتی احکامات کی تعمیل کے لئے اقدامات کر رہا ہو۔

ایسے شخص کا فعل جسکے پاس اپنے فعل کا قانونی جواز موجود ہو:۔

کسی ایسے شخص کا فعل جسکے پاس اپنے فعل کا بہترین قانونی جواز موجود ہو یا وہ کسی واقعاتی غلطی کی بناء پر یہ تاثر رکھتا ہو کہ کچھ خاص حالات میں اس کا فعل جائز ہے تو وہ فعل قابل سزا نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر کوئی شخص کسی

دوسرے شخص کو کوئی ایسا فعل کرتے دیکھے جو کسی تیسرے شخص کو قتل کرنے کے مترادف ہو اور وہ شخص اس اقدام سے باز رکھنے کے لئے دوسرے شخص کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دے جبکہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے وہ فعل کر رہا ہو ان حالات میں اس کا یہ فعل جرم نہیں ہوگا۔

کوئی جائز یا قانونی فعل انجام دیتے ہوئے کوئی جرم سرزد ہو جانا:۔

کسی شخص سے بلا ارادہ حادثاتی طور پر یا بدقسمتی سے کوئی جائز قانونی عمل قانونی طریقہ سے سرانجام دیتے ہوئے کوئی جرم سرزد ہو جائے تو یہ فعل مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت قابل سزا نہ ہے، مثال کے طور پر کوئی شخص کلہاڑی سے لکڑی کاٹ رہا ہو اور کلہاڑی کا سر انکل کر قریب کھڑے شخص کے سر پر لگ جائے جس سے اس کی موت واقع ہو جائے۔ چونکہ اس نے جان بوجھ کر یہ فعل نہیں کیا نہ ہی کوئی ایسی احتیاطی تدبیر تھی جس سے وہ یہ حادثہ ہونے سے روک سکتا اس لئے اس کا یہ عمل قابل سزا نہ ہے۔

وہ فعل جس سے کچھ نقصان ہونے کا اندیشہ ہو لیکن کسی دوسرے نقصان سے بچانے کے لئے بغیر کسی مجرمانہ نیت کے کیا جائے:۔

وہ عمل جو کسی نقصان کا پیش خیمہ ہو لیکن کوئی شخص بغیر کسی مجرمانہ نیت کے کسی بڑے نقصان سے بچانے کے لئے وہ فعل کرنے پر مجبور ہو تو وہ نقصان دہ عمل مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت قابل سزا نہ ہے۔

سات سال سے کم عمر بچے کا اقدام:۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان کے مطابق سات سال سے کم عمر کے بچے سے سرزد ہونے والا جرم قانون کی پکڑ میں نہیں آتا۔

سات سال سے بڑے اور بارہ برس سے کم عمر بچے کا اقدام:۔

سات سال سے بڑے اور بارہ برس سے کم عمر بچہ جسکی سمجھ بوجھ ناپختہ ہو اور جو کسی موقع پر کیے گئے اپنے فعل اور طرز عمل کے عواقب کو سمجھنے سے قاصر ہو اور نہ ہی اسے یہ اندازہ ہو کہ اسکے کسی اقدام کے نتائج کیا ہونگے کی جانب سے کیا جانے والا فعل جرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

فاترالعقل، پاگل یا دماغی مریض کا فعل:۔

کسی پاگل، مجنوں، دیوانے یا دماغی مریض اپنے مرض کی کیفیت کے دوران جب کہ وہ اپنے فعل کی نوعیت کو سمجھنے سے قاصر ہو اور اس سے اگر کوئی جرم سرزد ہوتا ہے تو اسکا وہ عمل قابل سزا نہ ہے۔

نشے کی کیفیت میں کیا گیا فعل:۔

کسی شخص کا وہ فعل جسکا ارتکاب اس نے نشہ کی حالت میں کیا ہو جب کہ وہ نشہ اسے اسکی مرضی کے بغیر دیا گیا ہو جرم تصور نہیں کیا جاتا۔اسی طرح کوئی جرم جس کے ارتکاب کے لئے کوئی خاص نیت یا علم کی ضرورت ہو کسی ایسے شخص کی جانب سے سرزد ہو جائے جو کہ نشہ کی حالت میں ہو اور وہ نشہ اسے اس کی مرضی اور رضا کے بغیر دیا گیا ہو جرم کے زمرے میں نہیں آئے گا۔

کوئی ایسا عمل دوسرے شخص کی مرضی سے سرانجام دینا جس میں نہ نقصان دینے کا ارادہ ہو اور نہ نقصان کا اندیشہ:۔

کسی شخص کا ایسا عمل جس کے بارے میں یہ خیال نہ ہو کہ وہ عمل کسی کی زندگی لینے یا شدید ضرب کی وجہ بن سکتا ہے اور جس میں متاثرہ شخص کی مرضی بھی شامل ہو قانون کی نظر میں جرم نہ ہے۔مثال کے طور پر دو اشخاص تفریح کی غرض سے ایک دوسرے کو جنگلے میں جکڑتے ہیں کھیل میں دونوں فریقین کی مرضی شامل ہے اور اگر ایک شخص کو کوئی ضرب پہنچے تو دوسرا اسکا ذمہ دار نہ ہوگا۔

کوئی ایسا فعل جس سے کسی کی جان لینا مطلوب نہ ہو نیک نیتی سے کسی کی بھلائی میں کیا گیا ہو:۔

کوئی ایسا فعل جو کہ نیک نیتی سے کسی کی بھلائی کے لئے کیا گیا ہو اور جس سے کسی کی جان لینا بھی مقصد نہ ہو قانونی طور پر جرم نہ ہے۔مثال کے طور پر ایک سرجن یہ جانتے ہوئے کہ کوئی خاص آپریشن کسی کی جان لینے کی وجہ بن سکتا ہے کسی ایسے مریض کا آپریشن جو کہ شدید تکلیف میں مبتلا ہے صرف مریض کی بھلائی کے لئے نیک نیتی سے اسے شدید تکلیف سے بچانے کے لئے مریض کی مرضی سے کر دیتا ہے تو سرجن کسی جرم کا ارتکاب نہیں کرتا۔

کسی نابالغ اور فاترالعقل شخص کی بھلائی کے لئے نیک ادارے سے کیا گیا اقدام:۔

کسی بارہ سال سے کم عمر نابالغ بچے اور فاترالعقل شخص کی بھلائی کے لئے اسکی رضامندی سے اسکے ولی یا قانونی طور پر اس بچے یا فاترالعقل شخص کی نگہبانی پر مامور شخص کی جانب سے کیا گیا کوئی اقدام جو کہ نابالغ اور فاترالعقل کی بھلائی کے لئے ہو لیکن اس سے اس نابالغ یا فاترالعقل کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو وہ عمل جرم کے زمرے میں نہ آئے گا مگر اس استثناء کا اطلاق وہاں نہیں ہوگا جب جان بوجھ کر قتل یا اقدام قتل کیا گیا ہو یا جب اقدام کرنے والا جانتا ہو کہ اسکا عمل اس بچے یا ذہنی مریض کو موت سے دوچار کر سکتا ہے یا کسی شدید ضرب یا موذی مرض میں مبتلا کر سکتا ہے یا جب یہ اقدام کسی اعانت مجرمانہ کے لئے کیا گیا ہو۔اس استثناء کی بہترین مثال استاد کی جانب سے شاگرد کو اسکی فلاح کے لئے نیک نیتی سے دی گئی سزا ہے۔

رضامندی جوکہ کسی خوف یا غلط فہمی کی بناء پر دی گئی ہو:۔

اگر کوئی شخص کسی فعل کی رضامندی موت یا کسی نقصان کے خوف سے یا غلط فہمی کی بناء پر دیتا ہے تو دباؤ کے تحت اس کی دی گئی رضامندی رضامندی نہیں متصور ہوگی اور اگر کوئی شخص پہلے بیان کردہ اقدامات میں سے کوئی اقدام یہ جانتے بوجھتے ہوئے کرتا ہے کہ رضامندی خوف دباؤ یا غلط فہمی کی بناء پر ہے تو وہ متذکرہ بالا استثناءات کا اہل نہ ہوگا۔اسی طرح کسی فاتر العقل کی رضامندی جوکہ اپنی ذہنی کمزوری یا نشہ کی کیفیت کی بناء پر اقدام کی نوعیت اور نتائج کو جانے بغیر ظاہر کرے یا کسی نابالغ یا بچے کی رضامندی جوکہ بارہ سال سے کم عمر کا ہو رضامندی متصور نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنا بھلا برا سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔

وہ اقدامات جوخود جرم ہوں مندرجہ بالا استثنات سے خارج ہیں:۔

وہ اقدامات جوکہ جرم کے زمرے میں آتے ہوں اور جن سے کوئی الگ نقصان پہنچتا ہو عمومی استثنائی صورتوں میں نہیں آتے مثال کے طور پر اسقاط حمل ازخود جرم ہے سوائے اس کے کہ یہ عمل کسی خاتون کی زندگی بچانے کیلئے کیا گیا ہو۔یہاں تک کہ خاتون کی رضامندی بھی اسکے لئے جواز نہ ہے۔

وہ اقدامات جونیک نیتی سے کسی کی بھلائی کے لئے کیئے جائیں:۔

وہ اقدامات جو کسی شخص کی رضامندی کے بغیر مگر اس کی بھلائی کے لئے نیک نیتی سے کیئے گئے ہوں لیکن ان اقدامات سے اس شخص کو نقصان پہنچ جائے یا حالات ایسے ہوں کہ وہ شخص رضامندی نہ دے سکتا ہو یا رضامندی دینے کے قابل نہ ہو تو یہ اقدام کرنے والا کسی جرم کا مرتکب نہ ہوگا۔مگر اس استثناء کا اطلاق وہاں نہیں ہوگا جہاں جان بوجھ کر جان لینے یا شدید ضرب یا نقصان دینے کی نیت سے عمل کیا گیا ہو۔

گفتگو معلومات یا بات چیت جوکہ نیک ارادے سے کی جائے:۔

وہ بات چیت یا معلومات جوکہ کسی کی بھلائی کے لئے نیک ارادے سے کی جائے مگر اس گفتگو یا فراہم کردہ معلومات سے کسی کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو یہ عمل قابل سزا جرم نہ ہے۔مثال کے طور پر ایک ڈاکٹر اپنے مریض کو آگاہ کرتا ہے کہ اسکی زندگی تھوڑی ہے اور اس صدمے سے مریض کی موت واقع ہو جاتی ہے تو قانوناً ڈاکٹر نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔

دھمکیوں سے خوفزدہ ہوکر کیا گیا فعل:۔

سوائے قتل اور ریاست کے خلاف جرائم کے کوئی ایسا عمل جو کہ دھمکی سے خوفزدہ ہوکر اپنی جان بچانے کے لئے کیا گیا ہو جرم متصور نہ ہوگا لیکن اس استثناء سے مستفید ہونے کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اس شخص نے اپنے طور پر دھمکی کو اتنا بڑا نہیں سمجھا تھا بلکہ واقعی اسکی جان کو خطرہ لاحق تھا۔

وہ افعال جو معمولی نقصان دہ ہوں:۔

کوئی ایسا عمل جو کہ بہت معمولی سے نقصان کا باعث بنتا ہو جسکا اندازہ ایک عام سمجھ بوجھ والا شخص بمشکل لگا سکتا ہو جرم نہ ہے۔مثال کے طور پر بے جا شور یا ٹریفک کے دھویں سے پہنچنے والا نقصان قابل سزا جرم نہیں ہے۔

قانون اسلحہ مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت اسلحہ کی نقل وحمل، بلا لائسنس اسلحہ رکھنے پر پابندی اور قانون کی خلاف ورزی پر سزائیں

پاکستان میں اسلحے کی آزادانہ نقل وحمل اور ناجائز خرید وفروخت پر پابندی کیلئے قانون اسلحہ مجریہ 1965ء نافذ العمل ہے۔ آجکل جب ملک کے کچھ حصوں میں دہشت گردی کی کاروائیاں عروج پر ہیں حکومت پاکستان نے اسلحہ رکھنے اوراس کے ناجائز استعمال سے عوام میں دہشت پھیلانے کے تدارک کے لئے قانون اسلحہ مجریہ 1965ء کی پاسداری کو یقینی بنانے کے لئے نہ صرف کمپیوٹرائزڈ اسلحہ لائسنس کے اجراء اور پرانے لائسنسوں کی منسوخی کا فیصلہ کیا ہے بلکہ غیر قانونی اسلحہ کی فروخت، نقل وحمل اور اسلحے کی نمائش پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ قانون اسلحہ مجریہ 1965ء کے کچھ اہم نکات ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔

غیر قانونی اسلحہ فروخت کرنے اور مرمت کرنے کی ممانعت:۔

قانون اسلحہ مجریہ 1965ء کی رو سے کوئی بھی شخص کسی بھی اسلحہ، بارود یا فوجی ساز وسامان کی مرمت یا اسے فروخت کرنے کا اہل نہ ہے جب تک کے اسکے پاس اسلحہ فروخت یا مرمت کرنے کا لائسنس موجود نہ ہو مگر کوئی شخص جو قانونی طور پر اپنے استعمال کے لئے اسلحہ رکھنے کا مجاز ہو اس پر کوئی پابندی نہیں کہ وہ اپنا اسلحہ کسی ایسے خریدار کو فروخت کرے جو کہ قانونی طور پر اسلحہ خریدنے کا اہل ہو لیکن خریدار اور فروخت کنندہ پر لازم ہے کہ وہ سودے کی تفصیلات بمعہ خریدار کا نام و پتہ فوری طور پر قریبی تھانے یا علاقہ مجسٹریٹ کو دے۔

اسلحے کی ناجائز نقل وحمل:۔

قانون اسلحہ مجریہ 1965ء کے تحت حکومتِ وقت کے پاس اختیار ہے کہ وہ سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے جب مناسب سمجھے اسلحہ، بارود اور فوجی ساز وسامان کی نقل وحمل ممنوع قرار دے یا تمام صوبے میں یا کچھ خاص علاقوں میں اسلحے کی نقل وحمل کے لئے قواعد وضوابط واضح کرے۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ بندرگاہ پر اتارا گیا اسلحہ، بارود اور فوجی ساز وسامان کی نقل وحمل بھی اسی شق کے زمرے میں آتی ہے۔

تلاشی کے لئے چوکیوں کا قیام:۔

اسلحے کی نقل وحمل کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کے پاس اختیار ہے کہ وہ صوبوں یا دوسرے ممالک سے ملحقہ سرحدوں اور جہاں کہیں مناسب سمجھے مناسب فاصلوں پر تلاشی کے لیے چوکیاں قائم کرے اور جہاز، گاڑی اور کسی بھی قسم کی

نقل وحمل اور سامان اور کنٹینرز کوروک کر اسلحے، بارود اور فوجی ساز وسامان کی مجاز افسر کے ذریعے تلاشی لے۔ دوران تلاشی اگر کوئی شخص اسلحے، بارود اور فوجی ساز وسامان کی مشکوک نقل وحمل میں ملوث پایا جائے خواہ اسکے پاس اسلحے کا لائسنس موجود ہو یا نہ ہو اگر مجاز افسران کو شک ہو کہ اسلحہ بارود لے جایا جارہا ہے تو وہ بلا وارنٹ اس شخص کو گرفتار کر کے ایسا اسلحہ ضبط کر سکتے ہیں۔ اسلحہ ضبط کرنے اور گرفتار کرنے والا شخص اگر مجسٹریٹ یا پولیس افسر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ضبط شدہ اسلحہ جلد از جلد پولیس افسران کے حوالے کر دے جو کہ وقت ضائع کیئے بغیر ضبط شدہ اسلحے کو مناسب کاروائی کی غرض سے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کریں گے۔

بلا لائسنس اسلحہ قبضے میں رکھنا یا لے کر چلنا:۔

اس قانون کے تحت بلا لائسنس اسلحہ لے کر چلنا ممنوع ہے اور اگر کوئی شخص بلا لائسنس اسلحے لے کر گھومتا پھرتا پایا جائے تو مجسٹریٹ، پولیس افسران اور حکومت کی طرف سے کسی اور مجاز افسر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس شخص کو غیر مسلح کر دیں۔

مجاز اتھارٹی کو اسلحہ جمع کرانا:۔

اسلحہ، بارود اور فوجی ساز وسامان رکھنے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ ناگزیر حالات میں جیسا کہ اسلحہ لائسنس کی مدت ختم ہو جانا لائسنس منسوخ ہونا یا لائسنس رکھنے والے کی موت یا اور وجہ جس سے لائسنس غیر مئوثر ہو گیا ہو، کی صورت میں اسلحہ فوری طور پر اپنے قریبی پولیس اسٹیشن میں جمع کرا دے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر لائسنس کی مدت ختم ہونے کے ایک ماہ کے اندر نئے لائسنس کے لیے درخواست دی جا چکی ہو تو وہ اسلحہ، بارود یا فوجی ساز وسامان اپنی تحویل میں رکھنا غیر قانونی نہ ہوگا۔

اسلحہ ایک دفعہ حکومتی افسران کے پاس جمع کرانے کے بعد جمع کنندگان خود یا جمع کنندہ کے وفات کی صورت میں اسکے وارثان مقررہ مدت کے دوران جمع شدہ سامان اسلحہ وغیرہ واپس لینے یا اس اسلحے کو کسی ایسے شخص کو فروخت کرنے اور اسکی قیمت وصول کرنے کے مجاز ہونگے جو قانونی طور پر اس اسلحے کو خریدنے کا مجاز ہو مگر کوئی بھی شخص اس اسلحے کو واپس لینے کا مجاز نہ ہے جو کہ بحق سرکار ضبط کیا گیا ہو۔

اسلحے کی ناجائز خرید وفروخت، نقل وحمل اور بلا لائسنس اسلحہ قبضے میں رکھنے کی سزائیں:۔

قانون اسلحہ مجریہ 1965ء کے مطابق مندرجہ ذیل صورتوں میں متعلقہ شخص سات سال تک قید یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

(1) جو اسلحہ کو بغیر لائسنس فروخت کرے گا، فروخت کرنے کی دعوت دے گا، فروخت کے لئے اسلحے کی نمائش کریگا یا اسلحہ بارود یا فوجی ساز وسامان کی مرمت کرے گا؛ یا

(2) جو اسلحہ فروخت کرتے ہوئے مجسٹریٹ کو اسکی فروخت کی اطلاع اور خریدنے والے کے نام اور پتہ کی اطلاع دینے سے قاصر رہے گا؛ یا

(3) بغیر لائسنس کے اسلحے، بارود اور فوجی ساز وسامان کی نقل وحمل کرے گا جب کہ وہ نقل وحمل مجاز اتھارٹی کی جانب سے ممنوع ہو؛ یا

(4) بلا لائسنس اسلحے سے مسلح ہو کر چلے گا؛ یا

(5) بلا لائسنس اسلحے کو اپنے قبضے میں لے کر چلے گا؛ یا

(6) اسلحہ لائسنس کے غیر موثر ہونے کے باوجود اسلحے کو مجاز اتھارٹی کے پاس جمع کرانے میں ناکام رہے گا؛ یا

(7) حکومت کی طرف سے تجویز کردہ فارم میں جس میں وہ لائسنس یافتہ شخص اسلحہ کے ہر استعمال کا اندراج کرنے کا پابند ہے جانتے ہوئے غلط اندراجات کریگا؛ یا

(8) ہدایت کے باوجود بارود اور فوجی ساز وسامان کے سٹاک کا جان بوجھ کر معائنہ کرانے میں ناکام رہے گا۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں اگر ایسا اسلحہ توپ، گرینیڈ بم یا راکٹ، ہلکے یا بھاری خودکار ہتھیار، 303 یا زیادہ بور کی رائفل، 410 یا زیادہ بور کی بندوق، 441 یا زیادہ بور کا ریوالور یا گولہ بارود ہو جو ان ہتھیاروں، رائفل بندوق یا پستول سے داغا جا سکتا ہو تو اس جرم کی سزا تین سال سے کم نہ ہوگی۔

اسلحہ رکھنے اور اسلحے کی نمائش کی سزا:۔

حکومت جب ضرورت محسوس کرے تو خاص اور عام احکامات کے ذریعے کچھ خاص جگہوں اور مواقع پر اسلحے کے استعمال، رکھنے، لے کر چلنے اور اسکی نمائش پر پابندی عائد کر سکتی ہے، خاص طور پر تعلیمی اداروں، ہاسٹلز، بورڈنگز، میلوں، عوامی اجتماعات، سیاسی جلسوں، مذہبی اجتماعات یا عدالتوں یا دوسرے عوامی دفاتر میں اسلحے رکھنے اور اس کی نمائش پر پابندی عائد کر سکتی ہے اور حکومت کی جانب سے عائد اس پابندی کی خلاف ورزی کی صورت میں خلاف ورزی کرنے والے کو سات سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

اس شخص سے اسلحہ خریدنے کی سزا جس کے پاس اسلحہ فروخت کرنے کا لائسنس نہ ہو:۔

جو کوئی شخص جانتے بوجھتے ہوئے کوئی اسلحہ، گولہ بارود اور فوجی ساز وسامان کسی ایسے شخص سے خریدے گا جو کہ اسکو بیچنے کا مجاز نہ ہو اور اسکے پاس اسلحہ بیچنے کا لائسنس موجود نہ ہو یا پھر کسی ایسے شخص کو اسلحہ فراہم کریگا جو کہ

قانونی طور پر اسلحہ رکھنے کا مجاز نہ ہو تو اس شخص کو قید کی سزا جو کہ تین سال تک ہوسکتی ہے یا جرمانہ یا پھر دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

مجاز اتھارٹی کو آرڈیننس ہذا کے تحت کسی جرم کے سرزد ہونے کی اطلاع نہ دینے کی سزا:۔

یہ قانون شہریوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کے لئے ہر اس شخص کو پابند کرتا ہے جو کہ مذکورہ آرڈیننس کے تحت کوئی جرم سرزد ہوتا دیکھے یا اسکے علم میں ہو کہ ایسا کوئی جرم سرزد کیا گیا ہے تو وہ اس جرم کی اطلاع جلد از جلد بلا کسی عذر کے قریبی تھانے یا متعلقہ مجسٹریٹ کو دیگا۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو کہ ریلوے یا کسی اور عوامی آمدورفت کے ادارے میں ملازم ہو پر لازم ہے کہ وہ کسی سامان یا کنٹینر جس کے بارے میں اسے یہ شک ہو کہ اس میں اسلحہ، گولہ بارود یا فوجی ساز وسامان موجود ہے اور ناجائز طور پر منتقل کیا جارہا ہے کی اطلاع قریبی تھانے یا مجسٹریٹ کو دے۔

اگر کوئی شخص کسی جائز عذر کے بغیر اسلحہ کے متعلق معلومات فوری طور پر قریبی تھانے اور مجسٹریٹ کو دینے میں ناکام رہتا ہے تو اسے چھ ماہ قید یا جرمانہ جو کہ پانچ سو روپے تک ہوسکتا ہے کی سزا دی جائیگی۔

اسلحہ ظاہر کرنے سے معذرت کرنا یا احکامات نظرانداز کرنا:۔

حکومت بذریعہ نوٹیفیکیشن کسی بھی علاقے میں لوگوں کے پاس موجود اسلحہ کا ریکارڈ اور تعداد شمار کرنے کے احکامات صادر کرسکتی ہے اور اس مقصد کے لئے کسی بھی سرکاری افسر کا تعین کرسکتی ہے۔ اس قسم کے نوٹیفیکیشن کے اجراء کے بعد اس علاقے کے تمام مکینوں پر جو کہ اسلحہ رکھتے ہیں لازم ہے کہ وہ اپنے ہتھیاروں کی تفصیلات مجوزہ افسر کو فراہم کریں اور اگر وہ ضروری سمجھے تو اسلحہ اس کے سامنے پیش کریں۔

جو کوئی بھی نوٹیفیکیشن کے اجراء کے بعد اپنی تحویل میں موجود اسلحے کو پیش کرنے سے انکار کرے گا یا مجاز افسر کے احکامات نظرانداز کرے گا اسے ایک ماہ تک کی قید اور جرمانہ جو کہ دوسو روپے تک ہوسکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جائینگی۔

ضبطگی کے اختیارات:۔

اسلحہ آرڈیننس مجریہ 1965ء کے تحت کسی شخص کو اسلحہ، گولہ بارود اور فوجی ساز وسامان کی بابت سزا کی صورت میں جو کہ بارہ ماہ (ایک سال) سے کم نہ ہو مجاز عدالت یا مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ وہ اسلحہ جس کی بابت جرم سرزد ہوا ہے کو تمام کا تمام یا اس کے کچھ حصے کی ضبطگی کے احکامات جاری کردے۔ یہ ضبطگی اسلحے، گولہ بارود، فوجی ساز وسامان، بحری بیڑے، گاڑی یا کوئی اور ذریعہ نقل وحمل یا کوئی سامان یا کنٹینر جو کہ اسلحے کو چھپانے کے لئے استعمال کیا گیا ہو کی بابت ہوسکتی ہے۔

اسلحے کے لئے تلاشی لینا اور اسلحے کو قبضے میں لینا:۔

جب کسی علاقہ مجسٹریٹ یا تھانے کے انچارج کو یہ اطلاع ہو کہ اسکے علاقے کی حدود میں رہنے والے کسی شخص کے قبضے میں کوئی اسلحہ، گولہ بارود اور فوجی ساز و سامان ہے جو کہ غیر قانونی استعمال کے لئے رکھا گیا ہے اور اس شخص کو اس اسلحے، گولہ بارود اور فوجی ساز و سامان کے ساتھ چھوڑنا امن عامہ کے لئے خطرناک ہے تو وہ علاقہ مجسٹریٹ یا تھانے کا انچارج اپنے یقین کی وجوہات تحریر کر کے اس شخص کی رہائش یا جگہ جہاں کے بارے میں شک ہو کہ وہاں اسلحہ، گولہ بارود اور فوجی ساز و سامان موجود ہے کی تلاشی لے سکتے ہیں اور موقع پر برآمد شدہ اسلحے، گولہ بارود اور فوجی سامان کو محفوظ تحویل میں رکھنے کی غرض سے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں چاہے وہ اسلحہ لائسنس شدہ یا لائسنس سے مستثنیٰ ہی کیوں نہ ہو۔

انسداد دہشت گردی کے قانون کے تحت فرقہ وارانہ دہشت گردی

اور کالعدم تنظیموں کے خلاف کاروائی کا طریقہ کار

دہشت گردی کے روز بروز بڑھتے ہوئے واقعات نے پورے ملک میں خوف کی فضاء پیدا کر رکھی ہے۔ حکومت پاکستان نے دہشت گردی کی روک تھام اور اسکے قلع قمع کے لیے انسداد دہشت گردی کا قانون مجریہ 1997ء نافذ کیا ہے۔ مذکورہ قانون کے تحت کوئی بھی پولیس افسر، فوجی اور سول فورسز کا کوئی افسر اپنی ڈیوٹی کے دوران دہشت گردی کا کوئی اقدام ہوتا ہوا دیکھے تو وہ اس دہشت گرد کو روکنے کے لئے کسی پولیس افسر کو حاصل تمام اختیارات استعمال کر سکتا ہے۔ انسداد دہشت گردی کے لئے پولیس کو اختیار ہے کہ وہ دہشت گردی کا ارتکاب کرنے والے کو تنبیہ کرتے ہوئے روکے اور اگر وہ نہ رکے تو طاقت کا استعمال کر کے اسے روکے اور اگر ضروری سمجھے تو فائر کر کے دہشت گردی کے اقدام کو روکے، کسی مجرم کو بلا وارنٹ گرفتار کرے، کسی دہشت گرد کو گرفتار کرنے کے لئے کسی جگہ کی تلاشی لے اور اس جگہ سے برآمد ہونے والے اسلحے اور دیگر ایسے ہتھیار کو ضبط کرے۔

فرقہ وارانہ نفرت اور دہشت پھیلانا:۔

مذکورہ قانون کے تحت نقص امن کی غرض سے عوام میں فرقہ وارانہ تعصب اور نفرت پھیلانا بھی جرم کے زمرے میں آتا ہے۔ مذکورہ قانون کے مطابق جو کوئی بھی دھمکی آمیز یا قابل نفرت زبان استعمال کرے گا یا اس قسم کا کوئی اور چھپا ہوا مواد پھیلائے گا، یا کوئی ریکارڈنگ یا تصاویر جو کہ کسی فرقہ کے بارے میں کوئی نفرت آمیز، شر انگیز، تضحیک آمیز تاثر دیتی ہوں کو استعمال کرے گا یا اپنے قبضے میں ایسا کوئی تحریر شدہ، ریکارڈ شدہ یا شائع شدہ مواد اس ارادے سے رکھے گا کہ وہ اس مواد کو مذہبی نفرت پھیلانے کی غرض سے ظاہر یا شائع کروائے گا تو وہ فرقہ وارانہ نفرت پھیلانے کے جرم کا مرتکب ہوگا۔ جو کوئی بھی فرقہ وارانہ نفرت پھیلانے کے جرم کا مرتکب ہوگا وہ انسداد دہشگردی کے قانون کے تحت پانچ سال قید اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔

مذکورہ قانون کے تحت اگر کوئی پولیس افسر، فوجی افسر یا سول فورس کے کسی افسر کو یہ شک ہو کہ کسی جگہ یا مکان میں موجود کسی شخص کے پاس فرقہ وارانہ نفرت پیدا کرنے کے لئے کوئی تحریری، تصویری یا قابل اشاعت مواد موجود ہے تو وہ اس جگہ یا مکان کی تلاشی لے کر وہ مواد اپنے قبضے میں لے سکتا ہے لیکن تلاشی سے قبل مذکورہ افسران پر لازم ہے کہ وہ اپنے شک کی وجوہات کو قلمبند کریں اور تلاشی کی اطلاع متعلقہ شخص کو تحریری طور پر دے۔ دہشت گردی کی عدالت دوران مقدمہ تلاشی کے دوران قبضے میں لئے گئے نفرت انگیز مواد کی بحق سرکار ضبطگی کے احکامات صادر کر سکتی ہے۔

کالعدم یا ممنوع تنظیمیں:۔

دہشت گردی کے قانون کے تحت حکومت پاکستان کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی تنظیم کو جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہ دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث ہے کالعدم قرار دے کر اسکا نام جدول دوئم میں دی گئی کالعدم تنظیموں کی فہرست میں شامل کروادے۔ اگر کوئی تنظیم کالعدم قرار دیئے جانے کے وفاقی حکومت کے فیصلے سے متفق نہ ہو تو وہ وفاقی حکومت کو درخواست دے کر اور اپنی صفائی پیش کر کے تنظیم کا نام کالعدم تنظیموں کی فہرست سے نکلوا سکتی ہے اور اگر وفاقی حکومت تنظیم کی درخواست مسترد کر دے تو وہ ہائی کورٹ کے پاس اپیل دائر کر سکتا ہے۔ وفاقی حکومت کو اگر کسی کالعدم تنظیم پر شک ہو کہ وہ دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث ہے تو حکومت اس تنظیم کو حکومت کے زیر نگرانی رکھ سکتی ہے۔ نگرانی کا یہ دورانیہ چھ ماہ تک ہو سکتا ہے۔

کالعدم تنظیموں کے خلاف اقدامات:۔

کسی تنظیم کو کالعدم قرار دینے کے بعد حکومت مندرجہ ذیل اقدامات اٹھاتی ہے۔

(1) تنظیم کا اگر کوئی دفتر ہو تو اسے سیل کرنا۔

(2) بنک اکاؤنٹ اور اثاثہ جات جو کہ تنظیم کے نام پر ہوں منجمد کرنا۔

(3) تمام لٹریچر، پوسٹر، بینرز، شائع شدہ، برقی یا خود کار مواد ضبط کرنا۔

(4) کالعدم تنظیم کی جانب سے اخباری بیانات، پریس کانفرنسز اور عوامی بیان بازی کی اشاعت اور تشہیر ممنوع قرار دینا۔ کالعدم تنظیم پر لازم ہے کہ وہ اپنے تمام اثاثہ جات، ذرائع آمدنی، سیاسی یا معاشرتی اخراجات اور فنڈنگ کے ذرائع کی تفصیلات حکومت پاکستان کی جانب سے مقرر کردہ اتھارٹی کو جمع کرائے۔

اگر حکومت پاکستان کو حاصل معلومات کے مطابق کوئی شخص کسی کالعدم تنظیم سے تعلق رکھتا ہو اسکا سرگرم رکن ہو یا کسی ایسی تنظیم سے اسکا تعلق ہو جس کی سرگرمیاں حکومت کی نظر میں دہشت گردی یا فرقہ وارانہ فسادات کی حامل ہوں تو حکومت اس شخص کا نام بھی جدول چہارم کی فہرست میں شامل کر کے اسکے خلاف درج ذیل اقدامات اٹھا سکتی ہے۔

(1) اس علاقے کا ڈسٹرکٹ پولیس افسر اس شخص سے اسکے اچھے رویے کی ضمانت لے سکتا ہے اور ضمانتی بانڈ کے ذریعے اسے تنظیم کی سرگرمیوں میں شرکت سے روک سکتا ہے۔

(2) اپنے مستقل رہائشی علاقے سے کہیں جاتے ہوئے اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے علاقے کے پولیس اسٹیشن سے اجازت حاصل کرے اور تھانے کو اس جگہ کا پتہ، وہاں ٹھہرنے کا دورانیہ اور ان افراد کی تفصیلات جن سے اس نے وہاں ملاقات کرنی ہے پولیس کو دے۔

(3) پولیس اس شخص کی نقل وحرکت کو کسی خاص علاقے تک محدود کرسکتی ہے اس کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کی رپورٹ پولیس کو دے اور پولیس کی تمام ہدایات پر عمل کرے۔

(4) پولیس اس شخص کو یہ بھی ہدایت کرسکتی ہے کہ وہ مندرجہ ذیل جگہوں پر بغیر پولیس کی اجازت کے داخل نہیں ہوسکتا:۔

(i) سکول، کالجز، دوسرے تعلیمی ادارے اور ٹریننگ سنٹرز جہاں اکیس سال تک کے مرد وخواتین کی تربیت مستقل یا عارضی بنیادوں پر کی جاتی ہے۔

(ii) تھیٹرز، سینما ہالوں، میلوں، تفریحی جگہوں، ہوٹلوں، کلبوں، ریسٹورنٹ، چائے خانوں اور عوامی تفریح کی دوسری جگہوں میں۔

(iii) ائیر پورٹ، ریلوے اسٹیشن، بس سٹینڈ، ٹیلی فون ایکسچینج، ٹی وی اسٹیشن، ریڈیو اسٹیشن وغیرہ۔

(iv) عوامی تفریح گاہیں، باغات، کھیل کے میدان وغیرہ۔

(v) عوامی اجتماعات، تہوارات پر لوگوں کا اجتماع، یا کوئی اور جگہیں جہاں عوام اکٹھی ہوتی ہو۔

(vi) پولیس یا حکومتی ایجنسیز مذکورہ شخص کے اپنے اور اسکے قریبی رشتے داروں مثلاً ماں باپ، بیوی بچوں وغیرہ کے اثاثہ جات کے بارے میں تفتیش کرسکتے ہیں کہ آیا وہ اثاثہ جات جائز کمائی سے بنائے گئے ہیں یا اس میں دہشت گردی کی کمائی شامل ہے یا پھر یہ اثاثہ جات کسی ناجائز مقصد میں استعمال تو نہیں ہوں گے۔

اگر کسی وقت حکومت پاکستان کو یہ یقین ہو جائے کہ مذکورہ شخص کو اسکی سرگرمیوں سے روکنے کے لئے اسکو گرفتار کرنا ناگزیر ہے تو وہ اس شخص کو مخصوص مدت کے لئے پولیس کی تحویل میں رکھے جانے کے لئے احکامات صادر کرسکتی ہے۔ مذکورہ شخص کی گرفتاری کا یہ عرصہ کسی بھی صورت میں ایک سال سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

کالعدم تنظیم کی بابت مختلف جرائم:۔

اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ ایک تنظیم حکومت کی جانب سے ممنوع یا کالعدم قرار دی جا چکی ہے، کی رکنیت اختیار کرتا ہے تو اسکا یہ اقدام جرم کے زمرے میں آتا ہے جسکی سزا چھ ماہ تک قید اور جرمانہ ہے۔

اسی طرح کوئی شخص اگر کسی کالعدم تنظیم کی مدد کرتا ہے اور لوگوں سے اس کے لئے مدد لیتا ہے جو روپیہ اور جائیداد سمیت کسی بھی قسم کی مدد ہوسکتی ہے یا کسی کالعدم تنظیم کا ساتھ دینے کے لئے یا تنظیم کے دائرہ کار کو بڑھانے کے لئے اسکے اجلاس منعقد کروائے، اجلاس سے خطاب کرے، اجلاس کروانے والے کی مدد کرے تو وہ بھی اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کالعدم تنظیم کے اجلاس سے زبانی، تحریری، برقی، خودکار یا کسی اور ذریعے سے خطاب کرے یا اس تنظیم کے کسی مذہبی اجتماع میں خطبہ دے تو وہ بھی جرم کا مرتکب ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی کالعدم تنظیم کے لئے فنڈ اکٹھا کرتا ہے یا کسی بھی طرح کی امداد کرتا ہے وہ بھی اس جرم کا مرتکب گردانا جاتا ہے۔

سزا:۔

مندرجہ بالا تمام جرائم کے ارتکاب کی سزا ایک سال سے لے کر پانچ سال تک کی قید اور جرمانہ ہے۔ اگر کوئی شخص کالعدم تنظیم کے متعلق کوئی چیز یا کوئی نشانی رکھے، کوئی وردی پہنے یا رکھے کوئی جھنڈا یا بینر لگائے جس سے اسکا مذکورہ تنظیم سے تعلق ظاہر ہوتا ہو تو وہ جرم کا ارتکاب کرے گا جس کی سزا پانچ سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کالعدم تنظیم کو دہشت گردی کے لئے کوئی سرمایہ یا مالی مدد دلوانے کے لئے کسی سے رقم یا کوئی جائیداد مانگتا ہے اور جانتے بوجھتے ہوئے تنظیم کی مالی مدد کرتا ہے کہ یہ رقم دہشت گردی کے مقاصد میں استعمال ہوگی یا کوئی شخص اپنی رقم یا جائیداد دہشت گردی کے مقاصد میں استعمال کرتا ہے یا وہ رقم یا جائیداد اپنے قبضے میں رکھتا ہے یا کسی تنظیم کو مالی فائدہ پہنچانے کی غرض سے ایسے انتظامات کرتا ہے جو کہ تنظیم کو مالی طور پر مضبوط کریں یا کوئی شخص دہشت گردی سے کمائی گئی دولت کو کسی دوسرے کو منتقل کرتا ہے چھپاتا ہے یا اسکی جگہ بدل دیتا ہے تو وہ منی لانڈرنگ کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور اسکو کم از کم پانچ سال اور زیادہ سے زیادہ دس سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

صوبائی موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت عائد پابندیاں

جرائم اور ان کی سزا

شاہراہوں پر رونما ہونے والے حادثات اور ان کی وجہ سے شرح اموات میں ہونے والا اضافہ تمام عوام الناس کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ مزید برآں نوجوانوں میں موٹر سائیکل کے کرتب دکھانے اور شوقیہ طور پر اسے دو پہیوں کی بجائے ایک پہیے پر چلانے کے رجحان میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور سینکڑوں نوجوان اپنے اس شوق کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ اسی طرح مصروف شاہراہوں پر بے ہنگم ٹریفک اور دوران ڈرائیونگ موبائل فون کا استعمال بھی بسا اوقات حادثات کا سبب بنتا ہے۔

شاہراہوں پر کسی بھی قسم کی گاڑی چلاتے ہوئے ضروری ہے کہ گاڑی چلانے والا اس مقصد کے لئے وضع کئے گئے اصول وقواعد سے آشنا ہو اور اسے اندازہ ہو کہ لاپرواہی برتنے یا غیر ذمہ داری کی صورت میں رونما ہونے والے حادثے سے پہنچنے والے جانی و مالی نقصان کا ذمہ دار وہ خود ہوگا اور حادثے کی صورت میں خود اسکی اپنی جان بھی جا سکتی ہے۔ ان نقصانات کی روک تھام کے لیے موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ 1965ء (Provincial Motor Vehicle Ordinance 1965) کے تحت گاڑی چلانے کو بعض شرائط وضوابط سے مشروط کیا گیا ہے جن میں گاڑی چلانے والے کی کم از کم عمر کا تعین، لائسنس کے حصول کی شرائط، گاڑیوں کی رجسٹریشن، روٹ پر چلنے والی گاڑیوں کے قواعد اور ٹریفک کو کنٹرول کرنے کے اصول وقواعد کے علاوہ گاڑی چلانے والے سے سرزد ہونے والے مختلف جرائم اور انکی سزائیں اور پابندیوں کی خلاف ورزی پر سزائیں شامل ہیں۔ موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ 1965ء کے تحت عائد کردہ پابندیاں اور جرائم اور انکی سزائیں حسب ذیل ہیں:-

(1) موٹر سائیکل چلانے والے پر ہیلمٹ پہننے کی پابندی (89 الف):-

مذکورہ آرڈیننس کے تحت دو پہیوں والی موٹر گاڑی یعنی موٹر سائیکل چلانے والے پر لازمی ہے کہ وہ اس مقصد کیلئے خاص طور پر تیار کردہ محفوظ ہیلمٹ پہنے۔ اس پابندی کی خلاف ورزی کرنے والے پر جدول بارہ میں بیان کردہ جرمانوں کی تفصیل کے مطابق سو روپے جرمانہ عائد کیا جائے گا۔

(2) سیٹ بیلٹ باندھنے کی پابندی (89 ب):-

مذکورہ قانون کے تحت ہر وہ شخص جو گاڑی، ٹیکسی، ہلکی یا بھاری گاڑی شاہراہ پر چلا رہا ہو پر لازم ہے کہ وہ سیٹ

بیلٹ باندھے۔ سیٹ بیلٹ باندھنے کی پابندی کی خلاف ورزی کرنے والے پر جدول بارہ کے تحت دیئے گئے جرمانے کے گوشوارے کے تحت دوسو روپے سے لے کر تین سو روپے تک کا جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔ جرمانے کی مقدار کا تعین گاڑی کی نوعیت کے حساب سے کیا جائے گا۔ سیٹ بیلٹ باندھنے کی پابندی کی کچھ استثنائی صورتیں بھی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:-

(i) کوئی شخص جو کہ طبی طور پر سیٹ بیلٹ باندھنے کے قابل نہ ہو اور اسکے پاس مستند ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ ہو۔

(ii) گاڑی تیار کرنے والے نے گاڑی میں سیٹ بیلٹ نہ نصب کی ہو۔

(iii) گاڑی دو یا تین پہیوں والی ہو یا سامان منتقل کرنے والی گاڑی یا ایمرجنسی گاڑی ہو۔

(iv) اگر گاڑی چلانے والا کوئی متبادل کام بھی سرانجام دیتا ہو۔

حکومت خود بھی کسی خاص قسم کی گاڑیوں یا اشخاص یا طبقے کو اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے اور یہ استثنیٰ دینے کے لئے کوئی فیس بھی لے سکتی ہے۔ جن شاہرات پر سیٹ بیلٹ باندھنے کی پابندی ہوتی ہے انکا اعلان حکومت وقتاً فوقتاً کرتی رہتی ہے۔

(3) ون ویلنگ پر پابندی (دفعہ 99 الف):-

پنجاب میں موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ 1965ء کے تحت موٹر سائیکل کو ایک پہیے پر چلانے کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ مذکورہ دفعہ کے تحت جو کوئی بھی کسی عوامی جگہ پر موٹر سائیکل پر کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا اسے ایک پہیے پر چلائے گا جو کہ کسی انسانی جان اور جائیداد کے نقصان کا موجب بن سکتا ہے اور انسانی جان کو جان بوجھ کر خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے تو وہ جرم کا مرتکب ہوگا اور وہ چھ ماہ تک قید یا جرمانہ جو کہ پانچ ہزار روپے تک ہوسکتا ہے یا پھر دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ اسی طرح ون ویلنگ کے جرم میں پہلے سے سزا یافتہ مجرم اپنی پچھلی سزا کے پورے ہونے کے بعد تین سال کے اندر دوبارہ جرم سرزد کرے گا تو وہ ہر دفعہ جرم سرزد کرنے پر دو سال قید یا جرمانے جو کہ دس ہزار روپے تک ہوسکتا ہے یا پھر دونوں سزاؤں کا مستوجب ٹھہرایا جائے گا۔ ون ویلنگ کا جرم عدالت کے دائرہ سماعت میں آتا ہے اور قابل دخل اندازی پولیس ہے اور پولیس افسر اور مجاز افسر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ون ویلنگ میں استعمال ہونے والی موٹر سائیکل کو اپنے قبضے میں لے لے۔ قبضے میں لی گئی موٹر سائیکل دوران سماعت مقدمہ سرکاری قبضے میں ہی رہے گی اور جرم ثابت ہونے اور مجرم کو سزا ملنے پر مذکورہ موٹر سائیکل کو بحق سرکار ضبط بھی کیا جاسکتا ہے۔ ون ویلنگ کے جرم کی سماعت کا اختیار درجہ اول کے جوڈیشل مجسٹریٹ کو حاصل ہے اور اگر وہ چاہے تو مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت سرسری سماعت کے تحت مقدمے کا فیصلہ کرسکتا ہے۔

(4) دوران ڈرائیونگ موبائل فون کے استعمال پر پابندی (دفعہ 101 الف):۔

صوبائی موٹر وہیکل آرڈیننس 1965ء کے تحت دوران ڈرائیونگ موبائل فون کے استعمال پر پابندی ہے۔ مذکورہ قانون کے مطابق کوئی بھی شخص ہاتھ میں پکڑنے والا فون (موبائل فون) یا کوئی اور آلہ جو کہ مواصلاتی مواد کی ترسیل اور وصولی کے لئے کام آتا ہو استعمال کرتے ہوئے ڈرائیونگ نہیں کر سکتا اور جو کوئی بھی ایسا کرے گا وہ جرم کا مرتکب ہوگا جس کی سزا دو سو روپے جرمانہ ہے جس میں پانچ سو روپے تک اضافہ ہوسکتا ہے البتہ دوران ڈرائیونگ موبائل فون کے استعمال کی کچھ خاص حالات میں اجازت ہے مثال کے طور پر جب کہ موبائل فون یا مواصلاتی رابطے کا آلہ پولیس، فائر بریگیڈ، ایمبولینس یا کسی اور ایمرجنسی سروس کو بلانے کے لئے استعمال کر رہا ہو یا پھر کسی ہنگامی حالت پر جوابی ہدایات دی جا رہی ہوں۔

(5) ریسنگ یا رفتار کا مقابلہ (دفعہ 103):۔

جو کوئی بھی حکومت کی اجازت کے بغیر کسی عوامی جگہ پر موٹر گاڑیوں کی ریس اور رفتار کے مقابلوں میں حصہ لیتا ہے وہ جرم کا مرتکب ہوتا ہے جس کے لئے وہ چھ ماہ تک کی قید یا جرمانے جو کہ ایک ہزار روپے تک ہوسکتا ہے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ٹھرایا جائے گا۔

(6) مخصوص ہنگامی نشانات اور لائٹوں کا غیر قانونی استعمال (دفعہ 112 الف):۔

جو کوئی بھی اپنی گاڑی پر گھومنے والی ہنگامی لائٹ لگائے گا یا نقلی یا جعلی مخصوص نشان جو کہ صرف مجاز اور با اختیار افراد کو استعمال کرنے کی اجازت ہے اپنی گاڑی پر لگائے گا وہ جرم کا ارتکاب کریگا جس کی سزا چھ ماہ قید اور جرمانہ ہے جس میں ایک ہزار روپے تک اضافہ ہوسکتا ہے یا پھر دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

ڈینگی بخار کی روک تھام اور بچاؤ کیلئے پنجاب حکومت کی جانب سے لاگو کردہ

قواعد وضوابط مجریہ ۲۰۱۱ء

حکومت پنجاب نے پنجاب میں ڈینگی بخار سے بچاؤ اور روک تھام اور یہ بخار پھیلانے والے مچھروں کے تدارک کیلئے عارضی قواعد وضوابط مجریہ 2011 (Punjab Prevention and Control of Dengue (Temporary) Regulations,2011) وضع کئے ہیں جو کہ 30 نومبر 2012 تک لاگو رہیں گے۔ ان قواعد و ضوابط کے تحت ڈینگی بخار کے تدارک کے لئے عوام الناس کی ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے مذکورہ قانون کی چند اہم شقات درج ذیل ہیں۔

گھروں اور جائیدادوں کے مالکان کی ذمہ داریاں (دفعہ 3):۔

مذکورہ قانون کے تحت کسی بھی جائیداد کے مالک یا مکین پر لازم ہے کہ وہ ان قواعد وضوابط کے نفاذ کے دو دن کے اندر مندرجہ ذیل اقدامات کو یقینی بنائے:۔

(i) ورکشاپس، ٹائر کی دکانوں، ٹائر پنکچر کی دکانوں، زیر تعمیر عمارتوں، پودوں کی نرسریوں سے وہ تمام اشیاء جن میں پانی جمع یا ٹھہر سکتا ہو کو تلف کردے۔

(ii) گٹروں اور گندے پانی کی نالیوں اور زیر زمین پائپوں سے تمام رکاوٹوں کو صاف کروائے تاکہ وہاں پانی ٹھہرنے نہ پائے۔

(iii) مچھروں کی افزائش روکنے کے لئے اقدامات کرتے ہوئے پانی ذخیرہ کرنے والے حوضوں یا واٹر ٹینک وغیرہ کو ڈھانپ کر رکھے اور روم کولر، ائیر کنڈیشنر وغیرہ کے پانی کو ضائع کرنے کا مناسب انتظام کرے۔

(iv) کنویں اور اسکے آس پاس جگہ کو اچھی حالت میں صاف ستھرا رکھے اور اسے مچھروں سے محفوظ جگہ بنانے کے لیے اقدامات کرے تاکہ مچھروں کی افزائش روکی جاسکے۔

(v) ہفتے میں کم از کم ایک دفعہ خودساختہ حوضوں اور تالابوں کو ضرور خالی کیا جائے۔

(vi) کسی بھی جگہ پر عام طور پر جمع ہونے والا پانی جو کہ مچھروں کی افزائش کا موجب بن سکتا ہے کے نکاس کا انتظام پابندی سے کیا جائے۔

(vii) کسی عمارت اور عمارتی ڈھانچے میں خودرو اور جھاڑیوں اور ان پودوں کو جو خوراک کے طور پر استعمال نہیں ہوتے اور جن میں پانی ٹھہر سکتا ہو تلف کردے۔

(viii) تمام جھاڑ جھنکار، ملبہ یا کوڑا جو کہ مچھروں کی افزائش کی جگہ بن سکتا ہو کو فوری طور پر تلف کیا جائے۔

(ix) پانی میں اگنے والے پودے اور وہ تمام دوسرے پودے جو کہ مچھروں کی افزائش کا سبب بنتے ہوں ضائع کردیئے جائیں۔

(x) کوئی اور حالات یا چیزیں جو کہ مچھروں کی افزائش کو بڑھاوا دیں ان سے بچا جائے۔

مچھر مار ادویات کا اسپرے:۔

مذکورہ قانون کی رو سے ہیلتھ انسپکٹر کسی بھی جگہ یا جائیداد جہاں پر کوئی پانی کا ٹینک، تالاب یا ایسی جگہ موجود ہو جہاں مچھروں کی افزائش ہوتی ہو کے مالک کو بذریعہ نوٹس اطلاع دے کر وہ وہاں مچھروں کی افزائش روکنے کے لئے مچھر مار ادویات کا اسپرے کروائے۔

مالکان اور مکینوں پر ہدایات پر عمل کرنے کی پابندی:۔

اگر ہیلتھ انسپکٹر کو اطلاع ملے کہ کسی گھر یا علاقے میں ڈینگی مچھر کی افزائش ہو رہی ہے یا وہاں ایسے حالات ہیں جو کہ مچھروں کی افزائش کے لئے موزوں ہیں تو وہ اس جگہ گھر یا مکان کے مالکان اور مکینوں کو بذریعہ نوٹس ہدایات جاری کر کے مچھروں کی افزائش کی روک تھام کے لئے اقدامات کرنے کا حکم دے گا اور اگر مجوزہ مالکان ان ہدایات پر عمل کرنے میں ناکام رہیں تو ہیلتھ انسپکٹر انھیں مذکورہ حفاظتی اقدامات اٹھانے پر مجبور کر سکتا ہے اور کسی مجاز شخص کو حکم دے سکتا ہے کہ وہ اس گھر، جائیداد یا جگہ میں داخل ہو کر خود حفاظتی اقدامات عمل میں لائیں۔ ہیلتھ انسپکٹر کی جانب سے کیے گئے اقدامات پر اٹھنے والے اخراجات مذکورہ مالک سے بقایا جات محصولات اراضی کے طور پر وصول کئے جائیں گے۔

مذکورہ قانون کے تحت مالکان جائیداد کے علاوہ اگر کوئی بلڈنگ یا جگہ کسی کمپنی یا ادارے کی ملکیت ہو تو اس ادارے کے تمام ڈائریکٹروں، شراکت داروں اور اہلکاروں پر لازم ہے کہ وہ ادارے اور مفاد عامہ کے لئے ڈینگی مچھروں کی افزائش روکنے کے لئے اقدامات کریں۔

مریض کی نگہداشت:۔

اگر کسی شخص کے بارے میں شک ہو جائے کہ وہ ڈینگی کا شکار ہے تو ہیلتھ انسپکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوری طور پر مریض کے لئے طبی نگہداشت مہیا کرنے کے اقدامات کرے اور مریض کی تشخیص کے لیے مناسب انتظامات کرے۔

ہسپتالوں اور لیبارٹریوں کے لئے ہدایات:۔

ہسپتالوں اور لیبارٹریوں کے مالکان پر لازم ہے کہ وہ اس خطرناک وبائی مرض سے نمٹنے کے لئے مناسب اور فوری انتظامات کریں۔ چند ضروری انتظامات درج ذیل ہیں۔

(i) عام مریض کو ڈینگی میں مبتلا مریضوں سے علیحدہ رکھیں۔

(ii) تمام حفاظتی اقدامات کا بندوبست کریں جیسا کہ مچھر دانی کا استعمال وغیرہ تاکہ ڈینگی کا مرض ایک مریض سے دوسرے مریض کو منتقل نہ ہو۔

(iii) لیبارٹری اور ہسپتال کے احاطے میں ڈینگی کے وبائی مرض سے بچاؤ کے لئے دوائیوں کا چھڑکاؤ کروائیں۔

(iv) لیبارٹری اور ہسپتالوں میں آنے والے لوگوں کو ان احتیاطی تدابیر اور اقدامات کے بارے میں جن کی بدولت ڈینگی بخار یا ڈینگی مچھر کی افزائش کی روک تھام کی جا سکے، سے آگاہی دلانے کے لئے معلومات فراہم کریں۔

تعلیمی ادارے (دفعہ 13):۔

تعلیمی اداروں کے مالکان اور ادارے کے سربراہان پر لازم ہے کہ وہ اپنے اداروں میں مندرجہ ذیل اقدامات یقینی بنائیں۔

(i) ہیلتھ انسپکٹر یا حکومت کی جانب سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق دیئے گئے دورانیے میں مناسب وقفوں سے اداروں میں مچھر مار ادویات کے سپرے اور مچھروں کی افزائش کی روک تھام کے لئے اقدامات کروائیں۔

(ii) تعلیمی ادارے میں موجود ان جگہوں کی نشاندہی کریں جہاں مچھروں کی افزائش کے امکانات ہوں اور انکے تدارک کے لئے اقدامات عمل میں لائیں۔

(iii) طلباء اور اساتذہ کو ڈینگی کے مچھر کی افزائش کی روک تھام کی بابت اور ڈینگی کے مریض کو فوری طبی امداد فراہم کرنے کے متعلق تربیت دینے کا بندوبست کریں۔

(iv) طلباء اور طالبات میں ڈینگی سے بچاؤ کے طریقوں اور مچھروں کی افزائش کی روک تھام کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی بابت آگاہی پیدا کریں۔

(v) سکولوں اور تعلیمی اداروں کو وہ تمام حفاظتی اقدامات کرنے چاہئیں جو کہ ڈینگی سے بچاؤ میں معاون ثابت ہوں مثلاً پورے بازو کی قمیض اور جرابیں پہننا اور مچھر بھاگ ادویات کا استعمال۔

مختلف جگہوں میں داخلے اور جائزہ لینے کے اختیارات:۔

حکومت کی جانب سے ہیلتھ انسپکٹر کو اختیار ہے کہ وہ کچھ جگہوں میں مالکان کی تحریری اجازت لینے کے بعد داخل ہو کر وہاں پر موجود مچھروں کی افزائش کی جگہوں کی نشاندہی کر کے ان کے تدارک کے لئے اقدامات عمل میں لائے اور اگر کوئی مالک ہیلتھ انسپکٹر کو داخلے کی اجازت نہ دے اور انسپکٹر کے پاس اس بات کا یقین کرنے کے معقول وجوہات موجود ہوں کہ اس جگہ پر مچھروں کی افزائش ہو رہی ہے جن کا تدارک ضروری ہے تو ہیلتھ انسپکٹر علاقہ مجسٹریٹ سے فوجداری قانون کے تحت تلاشی کا وارنٹ حاصل کر کے اس جگہ میں داخل ہو سکتا ہے۔

سزا:۔

مذکورہ قانون کی رو سے اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 188 کے تحت کاروائی کی جائے گی جس کے مطابق کسی سرکاری حکم کی خلاف ورزی اور نافرمانی سے اگر کسی کام میں رکاوٹ یا کوئی ضرر یا نقصان ہونے کا اندیشہ ہو تو نافرمانی کرنے والے کو ایک ماہ قید یا دوسو روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائینگی اور اگر یہ نافرمانی کسی ایسے خطرے کا موجب ہو جس سے کسی کی جان جانے کا اندیشہ ہو یا کسی شخص کی صحت یا تحفظ کو خطرہ ہو تو خلاف ورزی کرنے والا چھ ماہ تک قید یا ایک ہزار روپے تک جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ مجرم پر جرم ثابت کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ جان بوجھ کر نقصان پہنچانے کی نیت سے حکم کی خلاف ورزی کرے بلکہ سزا کے لئے اس کے حکم کی نافرمانی ہی کافی ہے۔

نشے کے عادی افراد کے علاج کے لئے مراکز قائم کرنے کے قواعد مجریہ ۲۰۰۱ء

نشہ ایک ایسی لعنت ہے جس کے برے اثرات نشہ کرنے والے فرد، اس کے خاندان اور پورے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ نشہ کے عادی افراد نشے کی حالت میں سنگین جرائم بھی کر دیتے ہیں۔ لہذا نشے کی عادت سے بچنے کے لئے ہر باشعور فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نشہ آور چیزوں سے دور رہے لیکن اگر کوئی شخص نشہ کرنے لگ جائے اور روکنے کے باوجود نہ رکے تو ایسی صورت میں متعلقہ خاندان، معاشرے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے افراد کی دیکھ بھال یا بحالی کیلئے ادارے قائم کرے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نشے میں مبتلا افراد کو مفت طبی امداد مہیا کرے تا کہ ایسے افراد کو دوبارہ معاشرے کا فعال رکن بنایا جا سکے۔ اس مسئلے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے نشہ آور اشیاء پر کنٹرول سے متعلق ایک جامع قانون "نشہ آور اشیاء پر کنٹرول کا قانون مجریہ ۱۹۹۷ء" (The Control of Narcotic Substances Act, 1997) نافذ کیا ہے جس کے تحت نشہ آور فصلوں کی کاشت، نشہ آور اشیاء کی تیاری اور نقل و حمل وغیرہ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس قانون کے احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں مختلف سزائیں تجویز کی گئیں ہیں مذکورہ قانون کی دفعہ ۷۷ کے تحت قواعد بھی وضع کئے گئے ہیں جن کے تحت نشے کے عادی افراد کی دیکھ بھال اور بحالی کے لئے حکومت ایسے افراد کی رجسٹریشن کے ساتھ ساتھ حسب ذیل اقدامات کرے گی۔

نشہ کے عادی افراد کی رجسٹریشن:۔

مذکورہ بالا قانون کے تحت ہر صوبائی حکومت اپنے حلقہ اختیار میں نشہ کے عادی افراد کی دیکھ بھال اور بحالی کے لئے ان کو رجسٹر کرے گی اور وفاقی حکومت وہ تمام اخراجات برداشت کرے گی جو پہلی مرتبہ نشے کے عادی افراد کی لازمی ترک نشہ کے سلسلے میں ہوں گے۔

نشے کا عادی فرد رجسٹریشن کارڈ اپنے پاس رکھے گا اور پبلک اتھارٹی کے مطالبے پر اسے پیش کرے گا۔ رجسٹریشن کارڈ کا حصول ایک مقررہ فارم کے ذریعے ہوگا۔

نشے کے عادی افراد کے لئے مراکز قائم کرنے کا حکومتی اختیار:۔

نشے کے عادی افراد سے نشے کے اثرات کو زائل کرنے، ان سے نشے کی عادت چھڑوانے، ان کی تعلیم، دیکھ بھال، بحالی ان کو معاشرے کا مفید فرد بنانے اور ان کو ضروری ادویات فراہم کرنے کے لئے صوبائی حکومت حسب ضرورت مراکز قائم کرے گی۔

نشے کے عادی افراد کے ساتھ بطور مریض سلوک کرنا نہ کہ بطور مجرم:۔

ایسے نشے کے عادی افراد جو کہ علاج یا بحالی کی غرض سے جن کا اندراج ہوا ہو کے ساتھ مریض کے طور پر سلوک کیا جائے گا نہ کہ مجرم کے طور پر۔

نجی شعبوں سے مدد حاصل کرنا:۔

صوبائی حکومت نشے کے عادی افراد کی بحالی اور دیکھ بھال کیلئے نجی سیکٹر سے رضا کار اور سماجی بہبود کے اداروں سے مدد حاصل کر سکتی ہے۔

مشکوک نشے کے عادی افراد کو طبی ٹیسٹ کے لئے رکھنا:۔

قانون نافذ کرنے والے ادارے کا افسر ایسے شخص کو اپنی تحویل میں لے سکتا ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ وہ نشے کا عادی فرد ہے۔ایسی صورت میں وہ اسے قریب ترین بحالی کے مرکز میں میڈیکل افسر یا رجسٹرڈ میڈیکل طبیب سے ٹیسٹ یا علاج کی غرض سے ان کے حوالے کرے گا۔

نشے کے عادی افراد کے علاج اور بحالی کا طریقہ کار:۔

ایسا شخص جو کہ نشے کا عادی ہو وہ علاج اور بحالی کے مراکز میں درخواست دے سکتا ہے جو کہ نشے کی عادت کو چھڑوانے کیلئے اس کا علاج کریں گے۔اگر درخواست مرکز کے انچارج کو دی جائے گی تو ایسی صورت میں وہ نشے کے عادی فرد کے فوری ٹیسٹ کے لئے بندوبست کرے گا۔اگر ٹیسٹ کے رزلٹ سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نشے کا عادی فرد ہے تو ایسی صورت میں بحالی کا مرکز مندرجہ ذیل فیصلہ کرے گا۔

(الف) علاج اور بحالی کی غرض سے مرکز سے اس کا علاج اور اس کے بعد کی دیکھ بھال مذکورہ قواعد کے تحت کرنا؛ یا

(ب) مرکز میں اس کو داخل کرنا اس شرط کے ساتھ کہ اسے نشہ آور اشیاء سے پرہیز کرایا جائے اور ان تمام شرائط پر عمل درآمد کروانا جو کہ اس کے لئے مفید ہوں۔

اگر درخواست دہندہ ان تمام شرائط سے راضی یا مطمئن ہو تو بحالی افسر مختص کردہ رقم کا درخواست دہندہ سے بانڈ بھروائے گا جو مریض کے علاج اور بحالی کی غرض سے خرچ کی جائے گی۔لیکن اگر نشے کا عادی فرد بانڈ کی خلاف ورزی کریگا تو ایسی صورت میں بانڈ کی اتنی رقم جتنا کہ ڈائریکٹر جنرل ضروری سمجھے اس بانڈ سے منہا کر سکتا ہے۔

کوئی بھی شخص یا بچے کا ولی جنہیں بچے کے بارے میں شک ہو یا یقین کی کوئی ٹھوس وجہ موجود ہو کہ وہ نشے کا عادی ہو گیا ہے وہ سرکاری میڈیکل افسر کی نگرانی میں اپنے بچے کے علاج کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔

سرٹیفکیٹ جاری کرنا:۔

نشے کی عادت چھڑوانے پر نشے کے عادی فرد کو سرٹیفکیٹ جس میں تاریخ، دورانیہ اور علاج کی نوعیت درج ہوگی دیا جائیگا۔

میڈیکل افسر کی ذمہ داری:۔

میڈیکل افسر نشے کے عادی فرد کے داخلے اور مرکز سے جاتے وقت مکمل میڈیکل چیک اپ کرے گا اور میڈیکل چیک اپ کے ٹیسٹ خاندان کے سامنے پیش کرے گا۔ اس کے خاندان والے چھ ماہ کے بعد اس کا معائنہ کرائیں گے اور میڈیکل افسر نشے کے عادی فرد کا معائنہ اور علاج جب چاہے کر سکتا ہے۔ وہ علاج سے متعلقہ تمام ریکارڈ ڈائریکٹر جنرل کے سامنے پیش کرے گا۔ یاد رہے کہ بحالی کے تمام معاملات میں نشے کے عادی فرد کا خاندان شامل رہے گا۔

نشے کے عادی فرد کا طبی علاج:۔

اگر میڈیکل افسر کی یہ رائے ہو کہ مریض کا علاج کسی دوسرے ہسپتال یا خاص ادارے سے کرایا جائے تو ایسی صورت میں اس کے لئے ہر طرح کا انتظام کیا جائے گا اور اگر زیر علاج شخص کا جلد سرجیکل آپریشن کرنا ضروری ہو اور وقت کی کمی کے پیش نظر اس کے ولی یا خاندان سے رضامندی حاصل نہ کی جا سکتی ہو تو ایسی صورت میں ولی یا خاندان کی طرف سے ٹریننگ سنٹر کے سربراہ کی رضامندی لی جائے گی۔

نشے کے عادی فرد کو نشہ آور اشیاء کی منتقلی کی ممانعت:۔

کوئی بھی سٹاف کا ممبر نشے کے عادی فرد کو کسی بھی ممنوع قسم کی نشہ آور اشیاء مہیا نہیں کرے گا اور نہ ہی کوئی ایسا ہتھیار دے گا جو کہ وہ بطور ممنوع قسم کی نشہ آور اشیاء کے استعمال کر سکے بلکہ اگر وہ اس قسم کی کوئی چیز دیکھے تو وہ فوراً اس کی رپورٹ سنٹر کے سربراہ کو دے گا۔

تمام احکام اور قواعد پر عمل درآمد کرنا:۔

نشے کا عادی شخص اگر کسی سنٹر میں زیر علاج ہو تو ایسی صورت میں وہ تمام قواعد پر عمل درآمد کرے گا اور سٹاف کے ساتھ تعاون کرے گا اور جہاں ضروری سمجھے سنٹر کا سربراہ کسی شخص کی تلاشی یا اس کے پاس جو چیز ہو اس کی تلاشی لینے کے حکم کی تعمیل کرے گا۔

صفائی کا خیال رکھنا۔

سنٹر میں زیر علاج شخص اپنے بیڈ اور ذاتی اشیاء اور ارد گرد کی جگہوں کو صاف ستھرا رکھے گا۔

سنٹر کو چھوڑنا:۔

کوئی بھی زیرعلاج شخص ادارے کے سربراہ کی منظوری کے بغیر ادارے کو نہیں چھوڑ سکتا۔

ملازمت:۔

ادارے میں زیرعلاج شخص سے کوئی بھی ایسا کام نہیں لیا جائے گا جس سے اس کی تخلیقی یا خوشی کے کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو۔

تشدد:۔

کسی بھی زیرعلاج شخص کو تشدد کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

بطور نشہ استعمال ہونے والی خوراک یا تمباکو وغیرہ رکھنے کی ممانعت:۔

کوئی بھی نشے میں مبتلا فرد اپنے پاس سنٹر میں کسی بھی قسم کی خوراک، شراب، سپرٹ، تمباکو یا سگریٹ یا کوئی بھی اور چیز یا کیمیکل جو کہ نشے کے طور پر استعمال ہو سکتا ہو جسے ڈائریکٹر جنرل نے ممنوع قرار دیا ہوا اپنے پاس نہ رکھ سکتا ہے اور نہ ہی منگوا سکتا ہے۔

علیحدہ بستر:۔

ہر زیرعلاج شخص کے لئے علیحدہ بستر فراہم کیا جائے۔

خوراک:۔

ڈائریکٹر جنرل کی طرف سے منظور کردہ غذائی چارٹ کے مطابق خوراک مہیا کی جائے گی۔ کھانا ملک کے رواج یا دینی طریقے کے مطابق تیار اور مریضوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ سنٹر کے دفتر، ڈائننگ ہال اور کچن کے دروازے پر کھانے کے مینو کی کاپی لگائی جائے گی۔

دینی فرائض کو ادا کرنے کے لئے سہولیات:۔

ہر زیرعلاج شخص کو اس کے دین کے مطابق دینی فرائض ادا کرنے کے لئے سہولیات مہیا کی جائیں گی۔

جوا کھیلنے اور جوئے کے اڈے چلانے کی ممانعت اور خلاف ورزی کی سزا

جوا اور جوئے کے اڈے چلانے کا کاروبار نہ صرف معاشرتی اور اخلاقی لحاظ سے ناپسندیدہ فعل ہے بلکہ قانونی طور پر بھی اسے قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان میں وفاقی سطح پر جوئے کے تدارک کا قانون مجریہ ۱۹۷۷ء (Prevention of Gambling Act,1977) نافذ العمل ہے اور صوبائی سطح پر تمام صوبوں میں بھی اس غیر شرعی اور غیر اخلاقی عمل کے تدارک کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی ہے۔ جوئے کے تدارک کے قانون کی چند اہم شقات درج ذیل ہیں۔

جوا کھیلنے کی عام جگہیں، کھیل کی اصطلاح اور آلات کھیل:۔

مذکورہ قانون کے تحت کھیل کی جگہ سے مراد ہر وہ جگہ، عمارت، کمرہ، خیمہ، احاطہ، گاڑی اور بحری جہاز یا کوئی اور جگہ ہے جہاں جوئے کا کھیل یا کوئی اور ایسا کھیل کھیلا جاتا ہو جو کہ منافع کمانے کی نیت سے نمبروں یا تاریخوں یا کسی اور قدرتی واقعہ کے رونما ہونے پر شرط لگا کر کھیلا جائے۔ جوئے کے کھیل میں ہر وہ کھیل جو کہ پیسے یا روپے کی بنیاد پر شرط لگا کر کھیلا جائے شامل ہے۔ شرط لگا کے کھیلے جانے والے کھیل میں گھڑ دوڑ بھی شامل ہے جب کہ کسی خاص گھوڑے پر شرط لگائی جائے کہ وہ ریس جیتے گا۔ آلات کھیل میں ہر وہ سامان یا شے شامل ہے جو کہ جوئے کے کھیل میں استعمال کی جا رہی ہو جس میں کوئی دستاویز یا رجسٹر جو کہ کھیل کا ریکارڈ یا شہادت رکھنے کے کام آتا ہو بھی شامل ہیں۔

جوئے خانہ یا کھیل کے عام اڈوں کے مالک کی سزا:۔

کوئی بھی شخص جو کسی ایسی جگہ، گھر، کمرے، خیمے، احاطے، گاڑی یا جہاز کا مالک یا قابض ہو جو کہ جوئے کے اڈے یا جوئے خانے کے طور پر استعمال ہوتی ہو یا وہ جان بوجھ کر کسی دوسرے کو وہ جگہ جوئے خانے کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دے یا کسی جوئے کے اڈے کی نگرانی یا دیکھ بھال کرنے پر مامور ہو اور جوئے کا کاروبار کروانے میں مددگار ہو یا جوئے کا کھیل کروانے کے لئے رقم فراہم کرتا ہو تو ایسے شخص کو قید کی سزا دی جائے گی جو کم از کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ ایک سال ہوگی یا پھر جرمانہ کی سزا دی جائے گی جو کہ سو روپے سے کم اور ہزار روپے سے زیادہ نہ ہوگی۔ جبکہ صوبہ خیبر پختونخوا میں قانون ہذا میں ترمیم کر کے ایک سال قید کی سزا کو بڑھا کر تین سال اور جرمانے کی رقم بڑھا کر دس ہزار روپے کر دی گئی ہے۔

جوئے خانے میں موجود ہونے اور جوا کھیلتے پائے جانے کی سزا:۔

جو کوئی بھی کسی جوئے خانے میں تاش، پانسہ، سکوں یا روپے پیسے کے ذریعہ جوا کھیلتا ہوا پایا جائے گا وہ جوا چاہے

رقم پر ہو یا شرط یا رسک پر وہ جرم کا مرتکب ہوگا جسکی سزا ایک سال تک قید یا جرمانہ جو کہ پانچ ہزار روپے تک ہوسکتا ہے یا پھر دونوں سزائیں دی جاسکتی ہے۔ جبکہ صوبہ خیبر پختونخوا میں قانون ہٰذا میں ترمیم کر کے مذکورہ جرم کی سزا ایک سال سے بڑھا کر تین سال اور جرمانے کی رقم پانچ ہزار سے بڑھا کر دس ہزار روپے کر دی گئی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہر وہ شخص جو جوئے خانے میں پایا جائے گا چاہے وہ کھیل میں حصہ لے رہا ہو یا نہ اسکے بارے میں یہی خیال کیا جائے گا کہ وہ اس جگہ پر جوا کھیلنے کے لئے ہی موجود ہے۔

عوامی جگہوں پر جوا کھیلنے کی سزا:۔

جو کوئی بھی کسی عوامی جگہوں، گلیوں یا شارع عام پر جوا کھیلتا پایا جائے گا وہ اس قانون کے تحت جرم کا مرتکب ہوگا جس کی سزا ایک سال تک قید یا جرمانہ جو کہ پانچ سو روپے تک ہوسکتا ہے یا پھر دونوں سزائیں دی جائیں گی جبکہ صوبہ پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں قانون ہذا میں ترمیم کر کے مذکورہ جرم کی سزا ایک سال قید سے بڑھا کر تین سال اور جرمانہ پانچ سو سے بڑھا کر پانچ ہزار کر دیا گیا ہے۔

پولیس افسر کے اختیارات:۔

صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ نے قانون ھذا میں ترمیم کر کے پولیس کے اختیارات بیان کئے ہیں جن کے مطابق کوئی بھی پولیس افسر جس کا رتبہ سب انسپکٹر سے کم نہ ہو قانون ہذا کے تحت جرم کا ارتکاب کرنے والے کو بلا وارنٹ گرفتار کرسکتا ہے، کسی شخص کی تلاشی لے سکتا ہے اور کھیل میں استعمال ہونے والی اشیاء کو ضبط کرسکتا ہے اور وہاں موجود تمام رقم اور قیمتی اشیاء جن کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ جوئے میں استعمال ہونگی کو قبضے میں لے سکتا ہے۔

نجی جگہوں پر جوا کھیلنے کی سزا:۔

جو کوئی بھی کسی نجی جگہ، گھر، کمرے، خیمے، احاطے، گاڑی یا جہاز وغیرہ پر جوا کھیلتا پایا گیا وہ بھی اس قانون کے تحت سزا کا مستوجب ہوگا جس کی مقدار دو سال تک سزائے قید یا پھر جرمانہ جو کہ ایک ہزار روپے تک ہوسکتا ہے یا پھر دونوں سزائیں دی جائیں گی جبکہ صوبہ پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں قانون ہذا میں ترمیم کر کے مذکورہ جرم کی سزا دو سال قید سے بڑھا کر پانچ سال جبکہ جرمانے کی رقم ایک ہزار سے بڑھا کر صوبہ پنجاب اور بلوچستان میں سات ہزار اور صوبہ خیبر پختونخوا میں پانچ ہزار روپے کر دی گئی ہے۔

دوبارہ جرم کے ارتکاب پر سزا میں اضافہ:۔

جو کوئی بھی متذکرہ بالا جرائم میں ملوث ہونے کی وجہ سے سزا یافتہ ہو اور دوبارہ اسی جرم میں ملوث پایا جائے گا تو ہر دفعہ جرم کا ارتکاب کرنے پر اسے تین سال تک قید کی سزا یا جرمانہ جو کہ دو ہزار روپے تک ہوسکتا ہے یا پھر دونوں سزائیں

دی جائیں گی۔ جبکہ صوبہ پنجاب خیبر پختونخوا اور بلوچستان نے قانون ہذا میں ترمیم کر کے سزائے قید سات سال اور جرمانہ دس ہزار روپے کر دیا ہے۔

تلاشی کے اختیارات:۔

کسی بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، سب ڈویژنل مجسٹریٹ (وفاق اور صوبوں کے مروجہ قانون کے مطابق) یا درجہ اول کے مجسٹریٹ کے پاس اگر یہ یقین کرنے کی معقول وجوہات ہوں کہ کوئی جگہ، گھر، کمرہ، خیمہ یا احاطہ جوئے کے لئے استعمال ہو رہا ہے تو وہ اس جگہ میں کسی بھی وقت تلاشی کی غرض سے داخل ہو سکتا ہے اور اسکے لئے اسے جو اختیارات یا مدد درکار ہو وہ حاصل کر سکتا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تلاشی کی جگہ اگر کسی خاتون کی ملکیت ہو جو کہ روایات کے مطابق عام لوگوں کے سامنے نہ آتی ہو تو تلاشی لینے والے افسر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس خاتون کو پردے میں جانے یا جگہ چھوڑنے کا موقع دے اور اسے جگہ چھوڑنے کا مناسب وقت اور سہولت دینے کے بعد جگہ یا مکان میں داخل ہو۔

تلاشی لینے والا اس مکان میں اس کھیل میں استعمال ہونے والے سامان کو جو کہ اس جگہ پر چھپایا گیا ہو اور عورتوں کے علاوہ وہاں پر موجود تمام افراد کی تلاشی لے سکتا ہے اور وہاں موجود رقم، سکیورٹی، سونے یا قیمتی اشیاء جن کے بارے میں گمان ہو کہ وہ جوئے میں استعمال ہو رہی تھیں کو ضبط کر کے اپنی تحویل میں لے سکتا ہے اور وہاں موجود تمام افراد ماسوائے خواتین کے سب کو حراست میں لے سکتا ہے چاہے کوئی شخص جو اکھیلنے میں ملوث رہا ہو یا نہ۔

کسی جگہ، گھر، کمرے، احاطے خیمے، گاڑی اور جہاز سے دوران تلاشی برآمد ہونے والا سامان مثلاً تاش، پانسہ، کھیلنے کی میز، کھیلنے کے لئے مخصوص کپڑے، کھیلنے والے بورڈز اور کوئی بھی شخص جو کہ اس جگہ پر موجود پایا گیا ہو جوئے میں ملوث ہی خیال کیا جائے گا جب تک کہ وہ اسکے برخلاف ثابت نہ کر سکے چاہے تلاشی لینے والے شخص کو کوئی براہ راست جوا کھیلتا ہوا نظر آیا ہو یا نہ۔

شریک جرم کی معافی یا بخشش:۔

کوئی شخص جو کہ مذکورہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جرم کا مرتکب ہوا ہو اور جسے مجسٹریٹ کے سامنے کسی دوسرے شریک جرم کے خلاف کاروائی کے دوران گواہی کے لئے پیش کیا گیا ہو اور مجسٹریٹ کے مطابق دوران گواہی اس نے نیک نیتی سے درست اور ایمانداری سے اپنے گمان کے مطابق درست بیانات دیئے ہوں اور قانون کی مدد کی ہو تو مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ وہ اس شخص کو سچ بولنے اور قانون کا ساتھ دینے کے صلے میں ایک سند کے ذریعہ جوئے کے تدارک کے قانون مجریہ 1977ء کے تحت لاگو الزامات سے بری قرار دے دے۔